حدیث میں آئے ہوئے

خواتین کے واقعات

(جلد چہارم)

افادات

حضرت مولانا مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی حفظہ اللہ تعالیٰ
خادمِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات
وخادمِ حدیث شریف: جامعہ دارالاحسان بارڈولی، گجرات

ناشر

نورانی پبلیکیشن -.- نورانی مکاتب

تفصیلات

کتاب کا نام	:	حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات (چہارم)
افادات	:	حضرت مفتی محمود صاحب حافظجی
صفحات	:	۲۳۲
سن اشاعت	:	ربیع الاول ۱۴۴۸ھ، مطابق: ستمبر ۲۰۲۶ء
ناشر	:	نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

کتاب ملنے کا پتہ

نورانی پبلیکیشن -.- نورانی مکاتب

8140902756

ڈابھیل

محمود نگر، ڈابھیل، نوساری، گجرات

باڑدولی

مریم مسجد، گاندھی روڈ، باڑدولی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
❁	پیش لفظ	۲۱
	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین	
۱	جاہلیت کا زمانہ ہونے کے باوجود، دادا عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کا نام ''عبداللہ'' رکھا	۲۷
۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ کی چند خصوصیات: ظاہری حسن کے ساتھ پاک دامنی اور عمدہ اخلاق و کردار	۲۸
۳	رُقَیقہ بنتِ نوفل کا حضرت عبداللہ کو نکاح کی پیش کش (آفر) کرنا	۲۸
۴	زنا کی دعوت پر حضرت عبداللہ کا جواب	۲۹
۵	حضرت عبداللہ، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح ذبیح قرار پائے	۲۹
۶	بنوزہرہ اور بنوہاشم کا ملاپ	۳۱
۷	والد ماجد عبداللہ اور ماں آمنہ کے رشتے کا اشارہ	۳۲
۸	جنابِ عبدالمطلب! آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے ہاتھ میں بادشاہت ہے	۳۲
۹	دوملاپ	۳۳
۱۰	حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ کے ساتھ منگنی اور نکاح	۳۴
۱۱	اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کا نسب مبارک	۳۵

۱۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حقیقی خالہ نہیں ہے اور حقیقی ماموں بھی نہیں ہے	۳۵
۱۳	رُقیقہ بنتِ نوفل کی دوبارہ ملاقات	۳۶
۱۴	ماں آمنہ کے حاملہ ہونے پر فرشتے کا خوش خبری دینا	۳۶
۱۵	ماں آمنہ کو حمل کے دوران کسی بھی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی	۳۷
۱۶	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال	۳۸
۱۷	حضرت عبداللہ کی وفات پر ماں آمنہ کے اشعار	۳۸
۱۸	حضرت عبداللہ کی قبر	۳۹
۱۹	حضرت عبداللہ کا چھوڑا ہوا مال	۴۰
۲۰	اللہ کے لاڈلے اور پیارے نبی کی ولادت	۴۰
۲۱	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر جانوروں نے ایک مخصوص آواز نکالی	۴۰
۲۳	پیدائش وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت	۴۱
۲۴	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر ماں آمنہ نے حسد سے حفاظت کی دعا مانگی	۴۱
۲۵	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھنا	۴۲
۲۶	چچا، بھتیجے کی ساتھ پیدائش	۴۲
۲۷	دادا عبدالمطلب کی نظر میں پوتے کا بڑا مقام تھا	۴۳
۲۸	حضرت ماں آمنہ کی وفات کا قصہ	۴۳
۲۹	ماں آمنہ کے تسلی بھرے الفاظ	۴۴
۳۰	ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کا اپنی وفات کے قریب اشعار پڑھنا	۴۵

۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والدہ کی قبر پر جانا	۴۶
۳۲	رشتے داروں کو ملنے جانا ایک نبوی سنت ہے	۴۷
۳۳	حضرت امّ ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماں کا پیار دیا	۴۷
	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا	
۳۴	صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا ہر گوشہ ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے	۵۲
۳۵	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا نام	۵۲
۳۶	''امِّ ایمن'' میرے اہلِ بیت میں سے ہے	۵۲
۳۷	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے میں کیسے آئی؟	۵۳
۳۸	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی تقدیر ہی بدل گئی	۵۳
۳۹	آج کل کے خادم وسیٹھ حضرات دو طرح کے ہوتے ہیں	۵۴
۴۰	خادم ونوکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم	۵۵
۴۱	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کس کی باندی تھی؟	۵۶
۴۲	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارکہ	۵۶
۴۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر	۵۶
۴۴	شوہر کے انتقال کے بعد دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس	۵۷
۴۵	اپنی جان خطرے میں ڈال کر دارِ ارقم میں پیغام پہنچایا	۵۸
۴۶	صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نکاح کی آفر	۵۹
۴۷	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کی آفر قبول کرلی	۵۹
۴۸	حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی	۶۰

۴۹	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا	۶۰
۵۰	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بہترین ہدیہ پیش کرنا	۶۱
۵۱	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت	۶۲
۵۲	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا دوبارہ بیوہ ہوگئی	۶۳
۵۳	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو دونوں ہجرتوں کی سعادت نصیب ہوئی	۶۳
۵۴	حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا کی مدینہ ہجرت کب ہوئی؟	۶۳
۵۵	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی مشقت بھری ہجرت	۶۴
۵۶	آسمانی غیبی پانی کا ڈول	۶۵
۵۷	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا شاندار استقبال کیا	۶۵
۵۸	ماں کی خدمت	۶۶
۵۹	اے امِّ ایمن! نقاب پہنا کرو	۶۶
۶۰	احد کی لڑائی میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمات	۶۷
۶۱	خیبر میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت	۶۷
۶۲	میدانِ جنگ میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں جان قربان کردی	۶۸
۶۳	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں	۶۸
۶۴	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور انا تھی	۶۹
۶۵	نہ حقیقی ماں، نہ رضاعی ماں	۶۹
۶۶	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امِّ ایمن کا ناز اٹھاتے تھے	۷۰

۶۷	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نہایت عمدہ الفاظ	۷۱
۶۸	دادا عبد المطلب کی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو نصیحت	۷۱
۶۹	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چچی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل	۷۲
۷۰	نبی جی کے خاندان کے بارے میں ایک خواب کی وجہ سے حضرت امِّ ایمن پوری روتی رہی	۷۲
۷۱	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کچھ عادات: صبر اور شکر	۷۴
۷۲	حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سیاہ رنگ ہونے پر منافقین کا طعنہ دینا	۷۴
۷۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے مذاق فرمانا	۷۵
۷۴	میری بیٹی ''فاطمہ'' کو اُن کے شوہر علی کے گھر پہنچا دو	۷۶
۷۵	اپنی بیٹی و بہن کی رخصتی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی طرح بنائیں	۷۷
۷۶	ہر غمی و خوشی کے موقع پر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا شریک رہتی تھی	۷۷
۷۷	بیٹا اسامہ! لشکر کی روانگی فی الحال موقوف کر کے مدینہ آجاؤ	۷۸
۷۸	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات پر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں	۷۸
۷۹	اب وحی کا آنا بھی بند ہو گیا	۷۹
۸۰	عام لوگوں کے بیچ حضرت امِّ ایمن کا مقام و مرتبہ	۷۹
۸۱	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا پانچ احادیث کی راویہ ہیں	۸۱
۸۲	حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات	۸۱

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی مائیں

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی رضاعی ماں: حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

۸۳	محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کا ذکر کرتا رہے	۸۵
۸۴	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی مائیں کتنی ہیں؟	۸۵
۸۵	ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی رضاعی ماں: حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا	۸۶
۸۶	ماں کا دودھ بچہ کے لیے سب سے زیادہ طاقت والا ہے	۸۷
۸۷	دودھ پلانے والی ماں کے اثرات بچے میں منتقل ہوتے ہیں	۸۷
۸۸	دودھ پلانے کی اہمیت	۸۷
۸۹	دودھ پلانے سے ایک نیا رشتہ قائم ہوتا ہے	۸۸
۹۰	پرانے زمانے میں دودھ پلانے کا رواج	۸۹
۹۱	سب سے پہلے ماں آمنہ اور حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا	۸۹
۹۲	حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے کتنی مدت تک دودھ پلایا؟	۸۹
۹۳	کئی جلیل القدر صحابہ اور سردارانِ قریش کی رضاعی ماں	۹۰
۹۴	’’ثُوَیبہ‘‘ ایک بہترین نام ہے	۹۱
۹۵	حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا قدرے تعارف	۹۱
۹۶	ہمارے معاشرے کی ایک عام خرابی	۹۲
۹۷	ابولہب کے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ کی عنایت	۹۲
۹۸	اچھا برتاؤ کرنے والے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے	۹۳

۹۹	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسنِ سلوک	۹۳
۱۰۰	رشتے دار کے ساتھ حسنِ سلوک: نبوی سنت اور قرآنی تعلیم	۹۴
۱۰۱	ہمارے معاشرے میں تو حقیقی ماں کے ساتھ بھی بدسلوکی کی جاتی ہے	۹۵
۱۰۲	والدین کی رضامندی کی اہمیت	۹۵
۱۰۳	حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت	۹۸
	ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری رضاعی ماں: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	
۱۰۴	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش	۱۰۱
۱۰۵	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر اہم تبدیلی	۱۰۲
۱۰۶	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر دادا عبدالمطلب کا عمل	۱۰۳
۱۰۷	عرب کا ایک اچھا رواج: بچوں کو دودھ پلانے کے لیے دیہات بھیجنا	۱۰۳
۱۰۸	دادا عبدالمطلب اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات	۱۰۴
۱۰۹	حلیمہ نام سے نیک فالی	۱۰۴
۱۱۰	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ملاقات	۱۰۵
۱۱۱	حضرت آمنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کہتے ہوئے دعا دینا	۱۰۶
۱۱۲	بچے کو کسی دوسری عورت کے پاس دودھ کے لیے بھیجنے پر ایک سوال اور اس کا جواب	۱۰۶
۱۱۳	ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماں آمنہ نے دیہات میں کیوں بھیجا؟	۱۰۷

۱۱۴	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان گھرانے کا تعارف	۱۰۸
۱۱۵	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں	۱۰۹
۱۱۶	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کا ظاہر ہونا	۱۱۰
۱۱۷	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی ذات میں برکت	۱۱۰
۱۱۸	بچپن سے اخلاقِ نبوی	۱۱۱
۱۱۹	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوارے میں لوری پڑھتی ہوئی سُلاتی تھی	۱۱۱
۱۲۰	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے جانور میں برکت: ''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی''	۱۱۲
۱۲۱	''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گدھی''	۱۱۲
۱۲۲	''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں''	۱۱۳
۱۲۳	دودھ پلانے کی مدت میں حبشہ کے عیسائیوں کی پیشین گوئی	۱۱۴
۱۲۴	ذوالمجاز نامی بازار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر شوروغل	۱۱۴
۱۲۵	قیافہ شناس (شکل وصورت اور حالات سے حقیقت پہچاننے والے) کی پیشین گوئی	۱۱۵
۱۲۶	بادل کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی رضاعی بہن پر سایہ کرنا	۱۱۵
۱۲۷	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی	۱۱۶
۱۲۸	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کی شان	۱۱۶
۱۲۹	دودھ چھڑانے کے بعد سب سے پہلا کلمہ	۱۱۷
۱۳۰	پورے گاؤں کے لیے رحمت وبرکت	۱۱۷
۱۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن میں بکریاں چرانا	۱۱۸

۱۳۲	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بچپن سے ہی فصیح ہوگئی	۱۱۸
۱۳۳	حضرت شیما رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گدگدی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن کو کاٹنا	۱۱۹
۱۳۴	واپسی اور وبائی بیماری	۱۱۹
۱۳۵	پہلی بار شقِ صدر (سینہ چیر کر دل کو زمزم سے دھونا)	۱۲۰
۱۳۶	کچھ آنکھوں دیکھا حال	۱۲۱
۱۳۷	شقِ صدر کے واقعے سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گھبراہٹ	۱۲۱
۱۳۸	ماں آمنہ کا اطمینان ظاہر کرنا	۱۲۲
۱۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھو گئے	۱۲۲
۱۴۰	غزوۂ حنین کے موقع پر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا شاندار استقبال	۱۲۳
۱۴۱	حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے چھ ہزار قیدی آزاد	۱۲۴
۱۴۲	دودھ شریک بھائی بہن کی بے مثال محبت	۱۲۴
۱۴۳	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی وفات	۱۲۵
	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	
۱۴۴	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ڈبل رشتے داری	۱۲۸
۱۴۵	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے دو نکاح اور اولاد	۱۲۹
۱۴۶	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام اور خصوصیت	۱۲۹
۱۴۷	اُحُد کے میدان میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کردار	۱۳۰
۱۴۸	اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ قربانی کوئی بڑی قربانی نہیں	۱۳۰

۱۴۹	بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت اور اشعار	۱۳۱
۱۵۰	غزوۂ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری	۱۳۲
۱۵۱	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اکیلے یہودی کا سر کاٹ کر قلعے کے باہر پھینکنا	۱۳۲
۱۵۲	قبولیتِ دعا کی جگہ	۱۳۳
۱۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا غم	۱۳۳
۱۵۴	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وفات وتدفین	۱۳۴
حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی جان: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا		
۱۵۵	حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا خاندان	۱۳۶
۱۵۶	فاطمہ کا معنیٰ	۱۳۶
۱۵۷	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتے داری	۱۳۷
۱۵۸	حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا نکاح اور اولاد	۱۳۷
۱۵۹	اسلام کا تعارف	۱۳۸
۱۶۰	خلیفہ کو جنم دینے والی پہلی ہاشمی عورت	۱۳۹
۱۶۱	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینا	۱۴۰
۱۶۲	دادا عبد المطلب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش چچا ابوطالب اور چچی حضرت فاطمہ بنت اسد نے کی	۱۴۰
۱۶۳	مہمان نہیں، گھر کے مالک	۱۴۱
۱۶۴	چچا چچی کی بیالیس (۴۲) سال کی خدمات	۱۴۲

۱۶۵	حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا اسلام	۱۴۲
۱۶۶	عورتوں میں پہلی ہجرت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح	۱۴۲
۱۶۷	ساس کی خدمت کرنا	۱۴۳
۱۶۸	بہو اور خسر کے تعلقات کیسے ہونے چاہیے؟	۱۴۳
۱۶۹	شوہر کے گھر والوں کی خدمت کرنا	۱۴۵
۱۷۰	اپنی بیٹی کو دیکھ کر ماں جیسی چچی کی یاد	۱۴۶
۱۷۱	وفات اور تدفین: چچی جان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی خدمت کی	۱۴۶
۱۷۲	مبارک نبوی قمیص میں کفن	۱۴۷
۱۷۳	خود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچی جان کی قبر میں سو کر دعا فرمائی	۱۴۷
۱۷۴	قبر کا عذاب	۱۴۸
۱۷۵	فرض نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا اپنا معمول بنالے	۱۴۹
۱۷۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبر کے عذاب سے ڈرنا	۱۴۹۹
۱۷۷	مزار شریف	۱۵۰
	خواتین سے وقت کی اہم اور ضروری گزارشات	
۱۷۸	ایمان کا دیا جانا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے	۱۵۴
۱۷۹	کلمۂ طیبہ پر خاتمے کی فضیلت	۱۵۵
۱۸۰	ایمان پر خاتمہ نہ ہو تو قبر ہی سے آگ کا مزہ چکھنا پڑے گا	۱۵۵
۱۸۱	کلمۂ طیبہ و کلمۂ شہادت کا وِرد ایمان کی حفاظت کا ضامن ہے	۱۵۵

۱۸۲	اپنی ذات کوموبائل کے نشے سے بچائیں	۱۵۶
۱۸۳	ضرورت سے زائد مال کواللہ تعالیٰ کی رضا کے خاطر خرچ کرنا چاہیے	۱۵۶
۱۸۴	زبیدہ خاتون کا اپنی دولت کواللہ کی رضا کے خاطر خرچ کرنا	۱۵۷
۱۸۵	اللہ تعالیٰ کے نام بڑے بابرکت ہیں	۱۵۸
۱۸۶	اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب کرنے پر جنت	۱۵۸
۱۸۷	ہوٹل اورلاریوں پرکھانے کے نقصانات	۱۵۹
۱۸۸	کردار(Character) کی حفاظت سب سے زیادہ ضروری ہے	۱۶۰
۱۸۹	شیطانی ہوس والوں سے اپنی آپ کو بچائے رکھیں	۱۶۰
۱۹۰	اسکول وکالج کوئیLove House نہیں	۱۶۱
۱۹۱	قرآن کا فرمان	۱۶۱
۱۹۲	آج کل کے آوارہ لڑکوں کا حال	۱۶۲
۱۹۳	یہ طریقہ کبھی جسم فروشی (جسم بیچنے) پرمجبورکردیتا ہے	۱۶۳
۱۹۴	مال داراورکروڑپتی ہونے کی باتیں سب جھوٹ ہوتی ہیں	۱۶۳
۱۹۵	جسم پرایک موٹی چادررکھنے کا حکم دیا گیا؛ تاکہ جسم محفوظ رہے	۱۶۴
۱۹۶	صرف چہرہ چھپالینا؛ یہ کوئی پردہ نہیں	۱۶۵
۱۹۷	اچھے لڑکے لڑکی کے لیے اچھے دوست(Friend) اورشریکِ حیات(Life Partner, જીવનસાથી)	۱۶۵
۱۹۸	اپنے ہرفیصلے میں والدین کوساتھ رکھنا ضروری سمجھو	۱۶۶

۱۹۹	آج کل کا حال	۱۶۷
۲۰۰	والدین کو ناراض کر کے کبھی چین نہیں مل سکتا	۱۶۷
۲۰۱	موبائل سے ہونے والے تعلقات وقتی اور بہت کمزور ہوتے ہیں	۱۶۸
۲۰۲	والدین پر اعتماد نہایت ضروری ہے	۱۶۸
۲۰۳	ہوس کا شکار ہونے والی ایک مسلم بہن کا واقعہ	۱۶۹
۲۰۴	ماں باپ کو اعتماد میں لیے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاؤ	۱۷۰
۲۰۵	حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی کی شرم وحیا	۱۷۰
۲۰۶	آنکھ، ہاتھ، زبان اور پیروں کے زنا سے بھی اپنی ذات کو بچائیں	۱۷۱
۲۰۷	گندی فلمیں دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے	۱۷۲
۲۰۸	بے حیائی سے بچنے کا راستہ	۱۷۲
۲۰۹	کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے شوہر کو شک ہو	۱۷۲
۲۱۰	عورتوں میں واٹس ایپ کا وبال	۱۷۳
۲۱۱	غیر محرموں کے سامنے نہ آویں	۱۷۴
۲۱۲	شوہر کے ساتھ خیانت نہ کرے	۱۷۴
۲۱۳	ایک بیوی کو کیسا ہونا چاہیے؟	۱۷۴
۲۱۴	شوہر دیکھتے ہی خوش کب ہوگا؟	۱۷۵
۲۱۵	گھروں میں میلی کچیلی رہنا اور بازار میں بناؤ سنگھار کر کے جانا	۱۷۵
۲۱۶	جو خوشبو لگا کر پرائے مردوں کو اپنی طرف کرے وہ ایسی ایسی ہے	۱۷۵

۲۱۷	ضرورت کے وقت باہر کیسے نکلنا چاہیے؟	۱۷۶
۲۱۸	ضرورت کے وقت باہر نکلنے کا مطلب	۱۷۷
۲۱۹	شادی شدہ مردوں کے پرائی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات روکنے کا طریقہ	۱۷۷
۲۲۰	شوہر کا مزاج نرم کیسے بنائے؟	۱۷۸
۲۲۱	پرائے مرد کے ساتھ ہنسی خوشی اور شوہر سے سخت لہجے میں بات کرنا	۱۷۸
۲۲۲	ضرورت کے وقت غیر محرم سے بات کیسے کریں؟	۱۷۸
۲۲۳	ایک لطیفے (چٹکلا) جیسا سچا قصہ	۱۷۹
۲۲۴	مہینے بھر میں سب جادو ختم گیا	۱۸۱
۲۲۵	جھگڑے فساد کے سلجھاؤ کی بہترین تدبیر: زبان پر قابو اور کنٹرول کرنا ہے	۱۸۲
۲۲۶	زبان پر قابو کرنا دنیا وآخرت کی نجات کا ذریعہ ہے	۱۸۲
۲۲۷	زبان پر قابو کرنے کا مطلب	۱۸۳
۲۲۸	شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے کا مطلب	۱۸۳
۲۲۹	اپنی ذات میں خیانت نہ کرنے کا مطلب	۱۸۴
۲۳۰	ایک غیر مسلم باپ کا اعتراف	۱۸۴
۲۳۱	موت آنے سے پہلے اپنے گناہوں کو معاف کروالیں	۱۸۵
۲۳۲	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج خود کیا کرتی تھیں	۱۸۵
۲۳۳	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تکلیفیں	۱۸۶

۲۳۴	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کام کاج کے لیے غلام مانگا	۱۸۶
۲۳۵	پورے دن کی تھکان دور کرنے کا نبوی نسخہ	۱۸۸
۲۳۶	یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے	۱۸۸
۲۳۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پابندی سے اِس پر عمل کرنا	۱۸۹
۲۳۸	مذکورہ ذکر تسبیحِ فاطمی کہلاتا ہے	۱۸۹
۲۳۹	کرنے کے کام	۱۸۹
	پاکی کی اہمیت اور استنجا کے آداب	
۲۴۰	پاکی اور صفائی اسلام کی خوبیوں میں سے ہے	۱۹۳
۲۴۱	جہاں ناپاکی رہتی ہے وہاں جنات اور شیاطین آتے ہیں	۱۹۴
۲۴۲	دعا نہ پڑھنے پر شیاطین و جنات شرم گاہ کے ساتھ کھیلتے ہیں	۱۹۴
۲۴۳	حیض (mc) عادت سے زیادہ آنے کی ایک وجہ: شیاطین و ناپاک جنات کی شرارت بھی ہے	۱۹۵
۲۴۴	استنجا کے چند آداب: بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنا	۱۹۶
۲۴۵	دوسری دعا	۱۹۶
۲۴۶	بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنے کا فائدہ	۱۹۷
۲۴۷	دعا کے اہتمام کی آسان تدبیر: دعا کے اسٹیکر کو لیمی نیشن کر کے چپکانا	۱۹۸
۲۴۸	بائیں پیر سے داخل ہونا، داہنے پیر سے نکلنا اور نکلنے کی دعا	۱۹۸
۲۴۹	حاجت سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی حکمت	۱۹۹

۲۵۰	مرد ہو یا عورت ہر ایک اپنے سر کو ٹوپی یا اوڑھنی سے ڈھانپ دیں	۱۹۹
۲۵۱	حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ کا واقعہ	۲۰۰
۲۵۲	دینی تحریرات لے کر بیت الخلا میں نہ جائیں	۲۰۰
۲۵۳	ناپاک کپڑے جلدی دھلوا لیے جائیں	۲۰۱
۲۵۴	پیمپرس اور پیڈز زیادہ دیر تک گھر میں نہ رکھے جائیں	۲۰۱
۲۵۵	کنگھی کرنے کے بعد بال کو جمع کر کے دفن کر دینا چاہیے	۲۰۲
۲۵۶	اعضائے انسانی محترم ہے	۲۰۲
۲۵۷	بال، کاٹے ہوئے ناخن، میلے کچیلے کپڑے وغیرہ پر جادو ہوتا ہے	۲۰۳
۲۵۸	ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو	۲۰۴
۲۵۹	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی	۲۰۵
۲۶۰	اللہ تعالیٰ نے علاج کے لیے آخری دو سورتیں نازل فرمائیں	۲۰۶
۲۶۱	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنویں پر بھیج کر جادو کیے ہوئے بال منگوائے	۲۰۷
۲۶۲	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینا	۲۰۸
۲۶۳	ہمارا حال	۲۰۹
۲۶۴	عامل حضرات خصوصی توجہ دیں	۲۱۰
۲۶۵	حسد اور دوسری آفات سے بچنا	۲۱۰
۲۶۶	گھر کی صفائی کے ساتھ آنگن اور آس پاس کی صفائی کا بھی خیال رکھیں	۲۱۱
۲۶۷	گھر سادہ ہی کیوں نہ ہو؛ لیکن صاف ستھرا ہونا چاہیے	۲۱۱

۲۶۸	کچی پیاز اور لہسن کھا کر نماز کے لیے نہ کھڑے ہوں	۲۱۲
۲۶۹	اس حدیث کا حکم	۲۱۳
۲۷۰	جس گھر میں صفائی کا اہتمام ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اترتی ہیں	۲۱۳
۲۷۱	اللہ تعالیٰ نے قُبا والوں کی تعریف فرمائی	۲۱۴
۲۷۲	حیض (ماسک) پورا ہونے پر فوراً غسل کر لینا چاہیے	۲۱۵
۲۷۳	گوشت وغیرہ کو پکانے سے پہلے اچھی طرح صاف کرو	۲۱۵
۲۷۴	برتن صاف دھوئیں	۲۱۵
۲۷۵	بچوں کے پیشاب اور پاخانے کو جلدی صاف کر لیا جائے	۲۱۶
۲۷۶	حضرت جبریل امین علیہ السلام کا کتے کی وجہ سے گھر میں نہ آنا	۲۱۷
۲۷۷	گھروں میں رحمت کے فرشتے آنے سے کیوں رُک جاتے ہیں؟	۲۱۸
۲۷۸	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کتوں کا قتل اور اس کی حکمت	۲۱۹
۲۷۹	آج کے زمانے میں کتوں کو مارنا کیسا ہے؟	۲۱۹
۲۸۰	کتا پالنا	۲۲۰
۲۸۱	شوقیہ پرندے پالنا کیسا ہے؟	۲۲۰
۲۸۲	حدیث سے حاصل ہونے والا سبق	۲۲۱
۲۸۳	ضروری ڈاکیومینٹ کے لیے بنوائی ہوئی تصاویر کا کیا کریں؟	۲۲۱
۲۸۴	ضرورت کے لیے تصویر بنانے کا حکم	۲۲۱

۲۸۵	بیان کا خلاصہ	۲۲۳
حضرت مولانا یونس پالن پوری دامت برکاتہ کا بیان		
۲۸۶	اسلام میں عورتوں کا مقام	۲۲۶
۲۸۷	عورت بنی تو دنیا کا نظام بن گیا	۲۲۶
۲۸۸	مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ کی والدہ کا دینی مزاج	۲۲۶
۲۸۹	اپنی اولاد کو عالم بنانے کی نیت رکھو!	۲۲۷
۲۹۰	ماں کی دعا نے عالمِ اسلام کا داعئ کبیر بنا دیا	۲۲۷
۲۹۱	سکرات کے وقت نابینا ہونے کے باوجود بیٹے کی زیارت	۲۲۸
۲۹۲	پہلے زمانے میں عورتوں کی دینداری: حلال کا اہتمام	۲۲۹
۲۹۳	حضرت صلاح الدین ایوبیؒ	۲۲۹
۲۹۴	اپنے بیٹے کو ہدیے میں دے دیا	۲۳۰
۲۹۵	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح	۲۳۱
۲۹۶	نکاح کے لیے اخلاق دیکھو!	۲۳۱
۲۹۷	عورتوں کے ذریعے سے بھی خیر پھیلتی ہے	۲۳۲
۲۹۸	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مرنے کے بعد بھی پردہ کرنا	۲۳۲

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وعلیٰ من تبعهم باحسانٍ إلیٰ یوم الدین، اَمَّا بَعْدُ!

۱۹۸۳ء میں بندہ جب جامعہ ڈابھیل میں درجۂ فارسی اول میں داخلہ لینے کے لیے پہنچا اُس وقت میرے قریبی رشتے دار: حافظ عثمان آبوت-حال مقیم امریکہ- کی نسبت پر جامعہ کی طرف سے اُن کو جو کمرہ دیا گیا تھا اُس میں پہلے سال (درجۂ فارسی اول میں) قیام رہا، اُس سال وہ عربی سوم میں متعلم تھے اور مشہور ومعروف عالمِ دین مرحوم مفتی ابراہیم صاحب دیسائی (ساؤتھ افریقہ) کے ہم سبق تھے، بڑے ذہین تھے، اول نمبر لاتے تھے؛ لیکن طبیعت ساتھ نہیں دیتی تھی؛ اس لیے انھوں نے پڑھنا موقوف کردیا۔

اُس حجرے میں حضرت مولانا سلیم صاحب کمکوتری زید مجدہ اور مرحوم مولانا رفیع الدین صاحب اونویؒ کا بھی قیام تھا، بس اُسی سال سے حضرت مولانا سلیم صاحب سے تعلق کا آغاز ہوا، الحمد للہ! وہ تعلق بڑھتا ہی گیا اور اب تک مولانا برابر اپنی عنایتوں سے خوب نوازرہے ہیں۔

۲۰۰۶ء میں ''الجامعۃ الاسلامیہ'' لُوساکا (Lusaka) کے پہلے اجلاسِ ختمِ بخاری کے موقع پر میرے مشفق ومحسن استاذ ومرشدِ ثانی حضرت اقدس شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں حاضری ہوئی، وہاں سے ملاوی للونگوے (Lilongwe) بھی حاضری ہوئی، یہ افریقی ممالک میں بندے کا پہلا سفر تھا،

پھر اُس کے بعد والے سال رمضان کے ایک عشرے کے لیے حضرت مولانا سلیم صاحب نے بندے کو دعوت دی اور ہمارے حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ سے بھی درخواست کی، حضرت کے حکم پر بندہ رمضان میں ایک عشرے کے لیے وہاں حاضر ہوا، ہمارے کرم فرما حاجی ساجد میمن صاحب دمن والے بھی اِس سفر میں ساتھ تھے۔

بس! اُس سال سے ملاوی میں حضرت مولانا سلیم صاحب کی سرپرستی میں رمضان میں اعمال کا سلسلہ شروع ہوا، وہاں سے لے کر آج تک -کورونا والے زمانے کے علاوہ- برابر مولانا سلیم صاحب کی توجہات سے ملاوی حاضری ہوتی رہتی ہے اور وہاں کے بیانات جو علمی کتابوں کی شکل میں وجود میں آئے اُس میں بھی اُن کی حوصلہ افزائی برابر رہتی ہے۔

سالِ گذشتہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۳ء ربیع الاول کے مہینے میں موصوف کی علالت بہت بڑھ گئی تھی اور وہ اچانک بھارت تشریف لے آئے اور طویل علاج و معالجے کا سلسلہ رہا؛ اس لیے ایک لمبے عرصے کے بعد یہ پہلا رمضان تھا کہ حضرت مولانا سلیم صاحب ملاوی میں موجود نہیں تھے؛ بلکہ اپنے آبائی وطن ''کمکوتر'' میں علاج کے لیے مقیم تھے؛ لیکن مولانا کی دعائیں اور توجہات شامل تھیں اور یہ پہلا ایسا موقع تھا کہ حضرت مولانا کی حاضری کے بغیر رمضان کا ایک عشرہ ''ملاوی'' میں گزرا، اللہ تعالیٰ مولانا عارف صاحب، حاجی بنیامین صاحب اور فاروق بھائی بھورا وغیرہ ساتھیوں کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے حضرت مولانا کی نیابت برابر نبھائی اور تمام دینی پروگرام بہت اچھے طریقے سے ہوئے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سلیم صاحب کو صحت دے اور اُن

کی عمر میں برکت نصیب فرمائے۔

ملاوی للونگوے(Lilongwe) کے پروگراموں میں ایک اہم ترین پروگرام ’’خواتین کی مجلس‘‘ ہے،جس میں الحمدللہ! پورے شہر سے عورتیں شرکت کرتی ہیں، بندہ اُن کے درمیان نیک عورتوں کے قصے بیان کرتا ہے۔

تقریباً شروع کے دس سالوں تک قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات پر بیانات ہوئے، الحمدللہ! وہ بیانات ’’قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات‘‘ کے نام سے تین جلدوں میں چھپ چکے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت مقبول ہوئے اوران کی اشاعت بھی جاری وساری ہے،اوراب انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جوان شاء اللہ! بہت جلد شائع ہوگا، نیز گجراتی کام بھی جاری ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِس کے فیض کو جاری وساری رکھے، آمین۔

اُس کے بعد مشورے سے حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات کا سلسلہ شروع ہوا، پہلے اُس میں مختلف خواتین کے واقعات پر بیانات ہوئے جو’’حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات جلد:۱‘‘ کے نام سے شائع ہوئے، پھر چوں کہ احادیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات میں سب سے اہم ’’امہات المؤمنین‘‘ کے واقعات ہیں؛اس لیے سوچا کہ ان ہی کو احادیث کی روشنی میں امت کی ماؤں بہنوں کے سامنے پیش کیا جائے، بحمد اللہ! یہ بیانات ’’حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات جلد:۲‘‘ کے نام سے شائع ہوئے، اس کے بعد ’’بناتِ طیبات‘‘ کے واقعات امت کی ماؤں بہنوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، الحمدللہ! وہ بیانات بھی ’’حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات جلد:۳‘‘ کے نام سے

شائع ہوئے، الحمد للہ! یہ تینوں حصے بنات کے کئی مدارس میں نصاب میں بھی داخل ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو قبول فرماوے اور اس کے فیض کو عام اور تام فرماوے۔

اِس سال (۲۰۲۴ء) میں بھی خواتین کی مجلس کا سلسلہ رہا جس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین، رضاعی مائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان کے واقعات بیان کرنے کی سعادت ملی، جس کو حسبِ سابق ریکارڈ کرلیا گیا تھا اور کمپوزنگ وغیرہ مراحل سے گذارنے کے بعد اب اس کو بھی ''حدیث میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات جلد: ۴'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے، اور اس کے فیض کو عام و تام فرمائے۔

اِس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات کا تعاون رہا میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما کر مزید خدماتِ علمیہ ودینیہ کے لیے موفق فرمائے، آمین!

نیز اس جلد کی طباعت کے لیے حاجی شبیر بھائی جسپ اینڈ کھربا فیملی سے مالی تعاون حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

حق تعالیٰ اِس مبارک کام کو اپنی بارگاہ میں بے انتہا قبول فرمائے، اس سلسلے کے فیض کو تا قیامت پورے عالم میں جاری وساری فرمائے، اور ہم سب کے لیے اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، آمین!

(مفتی) محمود حافظجی عفی عنہ

۱۲/ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ

مطابق: ۱۵/ نومبر ۲۰۲۴ء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَامُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِىَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں دن کے چڑھنے کے وقت کی (۱) اور رات کی (قسم) جب (اس کا اندھیرا) پوری طرح چھا جائے (۲) تمھارے رب نے تم کو چھوڑا ابھی نہیں اور ناراض بھی نہیں ہوئے (۳) اور یقیناً آگے آنے والی حالت تمھارے لیے پہلی حالت سے بہتر ہے (۴) اور یہ بات طے ہے کہ آگے چل کر تمھارے رب تم کو اتنا دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے (۵) کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تھا؟ پھر (تم کو) ٹھکانہ دیا۔

دینی بہنو! آج کی اِس مجلس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش، حضرت عبد اللہ اور ماں آمنہ کی وفات کے متعلق کچھ باتیں آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا کا نام: ’’عبد المطلب‘‘ ہے اور دادی کا نام:

''فاطمہ'' ہے۔

دادا عبد المطلب کی ایک دوسری بیوی بھی تھی جس کا نام: ''ہالہ'' تھا؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد: عبداللہ، فاطمہ سے تھے، نہ کہ ہالہ سے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پردادی کا نام کتابوں میں نہیں ملا۔

جاہلیت کا زمانہ ہونے کے باوجود، دادا عبد المطلب نے اپنے بیٹے کا نام ''عبداللہ'' رکھا

جاہلیت کے زمانے میں لوگ بتوں کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے، مکہ کے مشرکوں کا ایک بت ''عُزّیٰ'' تھا، وہ اُس کے نام پر ''عبد العزّیٰ'' نام رکھتے، ایک اور بت ''مناۃ'' نامی تھا، اُس کے نام پر ''عبدِ مناۃ'' نام رکھتے، کسی کے یہاں ''وَدْ'' نامی بُت ہوتا تو وہ ''عبدِ وَدْ'' نام رکھنا پسند کرتے۔

لیکن زمانۂ جاہلیت کے باوجود دادا عبد المطلب نے اپنے بیٹے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کا نام ''عبداللہ'' (اللہ کا بندہ) رکھا، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آخری نبی کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کی تیاری تھی؛ کیوں کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، حدیثِ پاک میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ. (المسلم:۲۱۳۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبد الرحمٰن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ کی چند خصوصیات: ظاہری حسن کے ساتھ پاک دامنی اور عمدہ اخلاق وکردار

حضرت عبداللہ بہت خوب صورت اور اپنے والد عبدالمطلب کے بڑے لاڈلے تھے، دادا عبدالمطلب آپ سے بہت پیار ومحبت کرتے تھے، آپ کی خوب صورتی کے بارے میں آتا ہے کہ مکہ کی لڑکیاں آپ کو جھانکنے اور دیکھنے کے لیے نکلتی تھیں، یہ خوب صورتی تو تھی ہی، اس کے علاوہ چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی اُن کی پشت میں تھی؛ اِس لیے ان کی پیشانی پر ایک قسم کا نور چمکتا تھا۔

رُقَیقہ بنتِ نوفل کا حضرت عبداللہ کو نکاح کی پیش کش (آفر) کرنا

ورقہ بن نوفل کی بہن ''اُمِ قتال رقیقہ بنتِ نوفل'' نے اُس وقت - جب کہ حضرت آمنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ کا نکاح طے نہیں ہوا تھا - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ''عبداللہ'' سے نکاح کی درخواست کی؛ کیوں کہ رقیقہ عرب کی ایک پڑھی لکھی عورت تھی، اسی طرح اُن کے بھائی ورقہ بھی بڑے عالم تھے اور اُس نے اپنے بھائی سے سن رکھا تھا کہ عبداللہ کی نسل میں اِس امت کے ایک عظیم نبی پیدا ہونے والے ہیں؛ اس لیے اس نے نکاح کی پیش کش کی؛ لیکن حضرت عبداللہ نے اُس آفر کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ: میری شادی کا فیصلہ میرے والد کریں گے۔

یہ بہت ہی اچھا جذبہ ہے جو آج امت کے میرے جوان بھائیوں اور بہنوں کے لیے قابلِ تقلید ہے!!

زنا کی دعوت پر حضرت عبداللہ کا جواب

حضرت عبداللہ بڑے نیک، پارسا اور پاک دامن تھے، سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ آپ کی خوب صورتی اور پیشانی کے نور کی وجہ سے ایک کاہنہ (جادوگرنی) عورت نے حضرت عبداللہ کو زنا کی دعوت دی کہ: ''میں تم کو سو اونٹ دوں گی، تم میرے ساتھ زنا کرو''؛ لیکن قربان جایئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ پر کہ مشرکینِ مکہ کے یہاں زنا ایک عام چیز تھی، اُس کی برائی معاشرے سے بالکل ختم ہو چکی تھی؛ مگر پھر بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ:

میں کسی حرام کام میں مبتلا ہوں اِس سے بہتر ہے کہ مجھے موت آجائے۔

حضرت عبداللہ، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح ذبیح قرار پائے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی دوسری خصوصیت جس کی وجہ سے وہ اپنے والد کے محبوب فرزند تھے اور اپنے بہن بھائیوں، قبیلۂ قریش اور اس سے باہر بھی نہایت ممتاز ہوگئے تھے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو بعد میں بھی ہمیشہ یاد رکھی گئی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر فخر فرمایا اور وہ خصوصیت ہے:

''حضرت عبداللہ کا نہ صرف قریش؛ بلکہ تمام عرب کے جدِّ امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح ذبیح قرار پانا۔''

والدِ ماجد حضرت عبداللہ کے ذبیحِ ثانی بننے کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ: بنو جُرہم قبیلے کے لوگوں نے دشمنی میں زمزم کا کنواں بند کر دیا تھا، اس پر سالہا سال گذر گئے، سالوں کے بعد حضرت عبدالمطلب نے جب قریش کی مخالفت کے باوجود زمزم کی تلاش

شروع کر دی تو قریش نے انھیں بہت ستایا اور بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی۔ ان کے اکلوتے اور سب سے بڑے بیٹے حارث نے اس کام میں اپنے والد کا ساتھ دیا اور ان کی حفاظت بھی کی۔ اس وقت جناب عبد المطلب نے منّت مانی کہ: اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں دس بیٹے دیے اور وہ جوان ہو کر ان کے مددگار بنے تو وہ اُن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دس بیٹوں کی نعمت سے نوازا اور وہ سب کے سب جوان بھی ہو گئے تو دادا عبد المطلب کو اپنی منّت پورا کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرنے کا خیال آیا، یہ بات انھوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے رکھی اور اپنی منّت پورا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، سب نے والد سے کہا کہ: آپ اپنی منّت کو پورا کیجیے، ہم حاضر ہیں۔

دادا عبد المطلب نے بیٹوں کے جذبے کو دیکھ کر دس میں سے ایک کو متعین کرنے کے لیے قرعہ ڈالا (پرچی نکالی) تو پرُچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد عبد اللہ کے نام نکلی، دادا نے دوسری، تیسری بار قرعہ ڈالا؛ مگر ہر مرتبہ قرعہ لاڈلے بیٹے حضرت عبد اللہ کے نام ہی نکلا... دادا عبد المطلب نے چھری لی اور حضرت عبد اللہ کو ذبح خانہ لے گئے اور انھیں ذبح کے لیے لٹا دیا؛ لیکن جب قریش کے لوگوں نے دیکھا تو دادا عبد المطلب کو روک دیا اور کہا کہ: اتنا خوب صورت شریف جوان لڑکا کیسے ذبح کر دیں گے؟

بالآخر یہ طے پایا کہ ایک آدمی کی دیت جو اُس زمانے میں دس اونٹ تھی اُس کے اور حضرت عبد اللہ کے نام کی قرعہ اندازی کی جائے، اگر قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ مزید بڑھاتے جائیں، پھر دوسری مرتبہ قرعہ ڈالا جائے، اگر عبد اللہ کا

نام نکلے تو دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ؛ یہاں تک کہ پرچی اونٹوں کے نام پر نکلے، دس دس بڑھاتے ہوئے جب سو اونٹ کو پہنچے تو اُس وقت پرچی اونٹوں کے نام نکلی۔ جب قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو قریش کے لوگوں نے کہا کہ: جناب عبد المطلب! آپ سو اونٹوں کو ذبح کرلیں گے تو یقیناً آپ کو اپنے رب کی رضا حاصل ہوجائے گی۔اُس کے بعد بھی اطمینان کے لیے دادا عبد المطلب نے تین مرتبہ قرعہ ڈالا؛ لیکن اب ہر مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلا، پھر دادا عبد المطلب کو اطمینان ہوا اور انھوں نے اپنے لاڈلے بیٹے حضرت عبداللہ کے بجائے سو اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیے۔

اُسی وقت سے ایک انسان کی دیت سو اونٹ قرار پائی؛ ورنہ پہلے ایک آدمی کی دیت دس ہی اونٹ تھے اور اسلام نے آکر بھی سو اونٹ کے عدد کو باقی رکھا۔

بنو زہرہ اور بنو ہاشم کا ملاپ

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد کے خاندان کا نام ''بنو ہاشم'' تھا اور والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کے خاندان کا نام ''بنو زہرہ'' تھا۔

''بنو زہرہ'' اور ''بنو ہاشم'' عرب کے دو عظیم قبیلے تھے،اُن کے بیچ ایک لمبے زمانے سے اچھے تعلقات تھے، دونوں قبیلے والے آپس میں ایک دوسرے کا ادب واحترام کرتے تھے، بہت سے معاہدوں میں دونوں خاندان ایک دوسرے کے شریک تھے۔

الغرض! اِن دونوں قبیلوں کے درمیان پہلے سے اچھے تعلقات تھے؛ مگر جس رشتے نے دونوں قبیلوں کی قسمت بدل ڈالی اور عزت وشرافت کی نئی بلندیوں پر انھیں پہنچایا، وہ بنو ہاشم کے ہونہار سپوت، ذبیحِ ثانی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد: جناب عبداللہ کا بنو

زہرہ کی اُس وقت کی سب سے اچھی، سب سے اعلیٰ حسب ونسب کی مالک اور عزت وشرافت کی تمام جہتوں کو سمیٹنے والی خاتون: سیدہ آمنہ سے رشتہ تھا، اللہ تعالیٰ نے دونوں خاندان کو اِس رشتے سے ملا دیا اور یہ کوئی اتفاقی رشتہ نہیں تھا؛ بلکہ خود باری تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اُس کا انتظام فرمایا تھا۔

والد ماجد عبداللہ اور ماں آمنہ کے رشتے کا اشارہ

سیرت کی کتابوں میں ہمیں اِس بات کے کچھ شواہد ملتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد اور حضرت آمنہ کا نکاح اتفاقاً نہیں ہوا تھا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے لیے انتظام کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اِس رشتے کے کئی ایک اشارے بھی کر دیے تھے، اِس سلسلے میں ایک واقعہ ''دلائل النبوۃ'' نامی کتاب میں کچھ اِس طرح نقل ہوا ہے:

جناب عبدالمطلب! آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے ہاتھ میں بادشاہت ہے

جناب عبدالمطلب تجارت کے لیے قافلے کے ساتھ یمن تشریف لے گئے تو ایک یہودی عالم سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس نے جناب عبدالمطلب سے کہا کہ: کیا میں آپ کے جسم کو دیکھ سکتا ہوں؟

انھوں نے کہا کہ: ہاں! ستر کے سوا دیکھ سکتے ہو؛ چناں چہ اس نے دادا عبدالمطلب کی ناک کے ایک نتھنے کو پہلے دیکھا، پھر دوسرے کو کھولا اور اس کے اندر بھی جھانک کر دیکھا، دیکھنے کے بعد اس نے کہا کہ:

میں گواہی دے سکتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت ہے اور دوسرے میں

بادشاہت، اور ہم نے یہی بات؛ یعنی یہی علامات بنوزہرہ کے لوگوں میں بھی دیکھی ہے۔

اس یہودی نے حیرت سے حضرت عبدالمطلب سے سوال کیا کہ: یہ کیا ماجرا ہے؟

انھوں نے کہا کہ: میں نہیں جانتا۔

اس پر اس یہودی عالم نے کہا کہ: کیا آپ کی کوئی بیوی ہیں؟

انھوں نے کہا کہ: اِس وقت کوئی بیوی نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ: جب آپ اپنے وطن لوٹیں تو بنوزہرہ میں ایک شادی کرلیں۔

ایک جانب دادا عبدالمطلب کو یہ اطلاع ملی اور دوسری طرف حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے خاندان بنوزہرہ میں بھی کسی راہب (عیسائی عالم) نے یہ بات کہی کہ عبدالمطلب کے خاندان میں شادی کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی شان کیسی عظیم ہے کہ دونوں جانب اللہ تعالیٰ نے مذہبی افراد کے ذریعے ایک دوسرے کے یہاں نکاح طے کرنے کی بات پہنچائی۔

دو ملاپ

اِس طرح کے اَور بھی واقعات سے دادا عبدالمطلب کو یہ اشارہ دیا گیا کہ اُن کے خاندان میں کوئی بڑی عظیم شخصیت ظاہر ہونے والی ہیں اور اُس عظیم شخصیت کا ظہور بنوزہرہ اور بنوہاشم کے ملاپ سے ہوگا۔

بنوزہرہ اور بنوہاشم کے بیچ دو طرح سے ملاپ ہوا:

(۱) دادا عبدالمطلب نے دوسرا نکاح بنوزہرہ کے سردار ''وُہیب'' کی بیٹی ''ہالہ'' سے کیا۔ (۲) دادا عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے اور چہیتے بیٹے عبداللہ کے حضرت آمنہ کے ساتھ نکاح کی صورت میں ظاہر ہوا۔

حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ کے ساتھ منگنی اور نکاح

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ''آمنہ'' بہت اونچے خاندان بنوزہرہ کی بیٹی تھی، بنوزہرہ کا عرب کے قبائل میں ایک بڑا رعب تھا، ماں آمنہ کے والدِ گرامی کا نام ''وہب بن عبدِ مناف'' اور والدہ کا نام ''برّہ بنتِ عبدالعزیٰ'' ہے۔

آمنہ کا ایک معنی ہے: ایمان لانے والی اور دوسرا معنی ہے: امانت دار؛ یہ نام معنی کے اعتبار سے بھی اچھا ہے اور کئی ایک صحابیہ کا نام بھی ہے، ہمیں اپنی بچیوں کا نام آمنہ رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ اچھے اور برے ناموں کا بھی اپنا ایک اثر ہوتا ہے۔

ماں آمنہ کے والد بنوزہرہ کے سردار تھے، والد کے جلدی انتقال ہوجانے کی وجہ سے آپ کی پرورش آپ کے چچاؤ ہیب کے پاس ہوئی تھی اور وہ خود بھی بنوزہرہ کے بہت معزز سردار تھے۔

دادا عبدالمطلب اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو بنوزہرہ کے مشہور سردار ''وہیب'' کے گھر لے گئے، وہیب کے یہاں دو بیٹیاں تھیں، ایک اُن کی بیٹی ہالہ اور ایک اُن کے مرحوم (دنیا سے چلے جانے والے) بھائی کی بیٹی آمنہ، دادا عبدالمطلب نے حضرت آمنہ کا ہاتھ حضرت عبداللہ کے لیے مانگا اور ساتھ ہی اپنے لیے وہیب کی بیٹی ہالہ کا ہاتھ مانگا، دونوں جانب سے فوراً رشتہ طے ہوگیا اور منگنی کی اِسی مجلس میں نکاح بھی ہوگیا اور عرب کے رواج کے مطابق حضرت عبداللہ نکاح کے بعد چند دن سسرال میں ہی ٹھہرے، پھر چند ہی دن ہوئے تھے کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام کے لیے تیار ہوا جس کے ساتھ حضرت عبداللہ کو بھی جانا تھا؛ اس لیے نہایت مختصر وقت اپنی اہلیہ حضرت آمنہ کے ساتھ گزار کر آپ شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا نسب مبارک

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لاڈلے اور پیارے نبی کے خاندان کی دونوں جہتوں (طرف) کو بڑا پاکیزہ رکھا، بنو ہاشم کا خاندان اور بنوزہرہ کا خاندان؛ دونوں کی عربوں میں بڑی عزت تھی، چوتھی پشت پر جاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد اور والدہ کا خاندان مل جاتا ہے، دونوں کا نسب کچھ اِس طرح ہے:

والدِ ماجد کا نسب: عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصی بن کلاب۔

والدۂ ماجدہ کا نسب: آمنہ بنت وہب بن عبدِ مناف بن زہرہ بن کلاب۔

کلاب کے دو بیٹے تھے: ''قصی اور زہرہ'' یہ دونوں سگے بھائی تھے، اِن میں زہرہ بڑے بھائی ہے۔

حضرت آمنہ کی والدہ کا نام برّہ ہے اور حضرت آمنہ اپنی والدہ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حقیقی خالہ نہیں ہے اور حقیقی ماموں بھی نہیں ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان اِس معاملے میں بھی نرالی رہی کہ حضرت آمنہ کی کوئی حقیقی بہن نہیں تھی اور اُن کا کوئی حقیقی بھائی بھی نہیں تھا؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حقیقی خالہ نہیں ہے اور کوئی حقیقی ماموں بھی نہیں؛ مگر ایک صحابی ''حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ'' حضرت آمنہ کے خاندانی بھائی تھے، وہ عشرۂ مبشرہ میں شامل ہیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی جان قربان کردیتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنا ''ماموں'' کہا کرتے تھے۔

ایک دفعہ اللہ کے پیارے ولاڈلے نبی نے خوشی میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ

کے آنے پر کہا کہ:

''یہ سعد میرے ماموں ہیں، کسی کا ماموں اِن جیسا ہو تو مجھے دکھائے۔'' (ترمذی شریف:۳۷۵۲)

رُقیقہ بنتِ نوفل کی دوبارہ ملاقات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہو چکا، رخصتی اور ولیمہ ہو جانے کے کچھ مدّت بعد رقیقہ بنتِ نوفل پھر ملی؛ مگر اس بار اس نے حضرت عبد اللہ کی طرف دھیان نہیں دیا، حضرت عبد اللہ کو تعجب ہوا کہ یہ خاتون پہلے تو شادی کی آفر کر رہی تھی اور اب کچھ توجہ نہیں؟ حضرت عبد اللہ کے پوچھنے پر کہنے لگی کہ: جو نور میں نے تمھاری پیشانی پر اُس وقت دیکھا تھا وہ آج نظر نہیں آرہا ہے؛ اِس لیے میں شادی کی آفر نہیں کر رہی ہوں۔

دراصل بات یہ تھی کہ جب حضرت آمنہ سے شادی ہوئی، اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو نور حضرت عبد اللہ کی پیشانی پر تھا وہ ماں آمنہ کے پیٹ میں پہنچ چکا تھا۔

سیرت کی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ: مکہ میں کئی لڑکیاں حضرت عبد اللہ سے نکاح کی امیدیں لگائی بیٹھی تھیں؛ مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا تو وہ لڑکیاں مارے غم کے بیمار ہو گئیں۔

ماں آمنہ کے حاملہ ہونے پر فرشتے کا خوش خبری دینا

جس وقت حمل کی شروعات ہوئی، ماں آمنہ کو کسی قسم کے چیک اپ کی ضرورت نہیں پڑی؛ بلکہ ایک فرشتے نے آکر حضرت آمنہ کو خوش خبری سنائی، جس دن حمل کی

شروعات ہوئی، کہتے ہیں کہ: مکہ کے بُت -جس کی مشرکین عبادت کرتے تھے- سب الٹ گئے۔

جب ماں آمنہ کا حیض آنا رک گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پیٹ میں آ گئے اُس وقت کی حالت بیان کرتی ہوئی ماں آمنہ کہتی ہیں کہ:

ایک فرشتے نے میرے پاس آ کر مجھے یہ خوش خبری دی کہ: آمنہ! تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ اِس امّت کا سردار بننے والا ہے، جب یہ بچہ پیدا ہو جائے تو اُس کا نام ''احمد'' اور ''محمد'' رکھ دینا۔

ماں آمنہ کو حمل کے دوران کسی بھی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی

جب ایک ماں حمل سے ہوتی ہے تو اُس کو طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ماں کے حاملہ ہونے کے وقت کی تکلیف کا ذکر فرمایا:

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا. (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اس کی ماں نے اس کو بڑی تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف سے اس کو جنا۔

لیکن ماں آمنہ کہتی ہیں کہ: جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیٹ میں رہے تو مجھے مَتلی بھی نہیں آئی اور کبھی قے بھی نہیں ہوئی اور بے چینی اور گھبراہٹ بھی محسوس نہیں ہوئی، کبھی بوجھ محسوس نہیں ہوا اور کسی اَور طرح کی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی؛ گویا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمل بہت برکت والا حمل تھا، ماں آمنہ کے حمل کے دن بہت سکون سے گزرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال

حضرت عبداللہ کا ماں آمنہ کے ساتھ ایک ہی مجلس میں منگنی اور نکاح ہوا تھا اور عرب کے رواج کے مطابق چند دن حضرت عبداللہ اپنے سسرال میں حضرت آمنہ کے ساتھ رہ کر شام تجارت کے لیے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوگئے اور اِس مدت میں ماں آمنہ حمل (پیٹ) سے بھی تھی، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ واپسی پر جب قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ رہا تھا تو حضرت عبداللہ راستے میں بیمار ہوگئے، جب قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت عبداللہ وہیں رک گئے؛ کیوں کے دادا عبدالمطلب کے ننھیال والے بنوعدی بن نجار مدینہ میں رہتے تھے-آج بھی یہ خاندان مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہے-جب قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا، دادا عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو مدینہ بھیجا کہ اپنے بھائی عبداللہ کی خبر لے آؤ! اگر صحت یاب ہو چکے ہو تو ساتھ لے کر آجاؤ!

جب حضرت حارث بن عبدالمطلب مدینہ پہنچے تو اپنے بھائی کے انتقال کی بڑی غم ناک خبر سنی، صرف پچیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماں آمنہ کے پیٹ ہی میں الوداع کہتے ہوئے اِس دارِ فانی کو رخصت کر گئے۔

حضرت عبداللہ کی وفات پر ماں آمنہ کے اشعار

ماں آمنہ کو جب جناب عبداللہ کی وفات کی خبر ملی اُس وقت وہ امید سے تھی اور انتظار میں تھی کہ میرے شوہر آئیں گے تو میں اُن کو امید سے ہونے کی خوش خبری سناؤں گی اور نکاح کے بعد ماں آمنہ چند ہی روز اپنے شوہر کے ساتھ رہی تھی، اِس لحاظ سے بھی اُن کو جناب عبداللہ کے آنے کا شدید انتظار تھا، ایسے شدید انتظار میں جب

انتقال کی خبر ملی تو بہت غم زدہ ہوئی اور غم کے اظہار میں سیدہ آمنہ نے یہ اشعار پڑھے:

عَفَا جَانِبُ البَطْحَاءِ مِنِ ابْنِ هَاشِمٍ	وَ جَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَنَائِمِ

ترجمہ: وادئ بطحا کا کونہ ہاشم کے فرزند (عبداللہ بن عبدالمطلب) سے خالی اور ویران ہوگیا، انھوں نے وطن سے دور ڈراؤنی جگہوں کی ایک قبر میں بسیرا کرلیا ہے۔

دَعَتْهُ الْمَنَايَا دَعْوَةً فَأَجَابَهَا	وَمَا تَرَكْتُ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

ترجمہ: موت نے انھیں پکارا تو انھوں نے اس کی پکار پر لبیک کہا، موت نے ہاشم کے بیٹے (یعنی عبداللہ) جیسا اب کوئی نہیں چھوڑا۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهُ	تَعَاوَرَهُ أَصْحَابُهُ فِي التَّزَاحُمِ

ترجمہ: پچھلے پہر لوگ ان کے جنازے کی چار پائی اٹھا کر چلے جارہے تھے، ان کے دوست انھیں باری باری کندھا دے رہے تھے۔

فَإِنْ يَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَرَيْبُهَا	فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيْرَ التَّرَاحُمِ

ترجمہ: سو اگر موت اور اس کی سختی نے انھیں فنا کردیا تو کیا ہوا؟ وہ تو بہت زیادہ دینے والے اور بہت زیادہ مہربان تھے۔

حضرت عبداللہ کی قبر

وفات کے بعد حضرت عبداللہ کو "دارالنابغہ" نامی جگہ میں دفن کیا گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو والدۂ ماجدہ حضرت ماں آمنہ چھ برس کی عمر میں والدصاحب کی قبر کی زیارت کے لیے مدینہ لے کر آئیں تو ایک مہینے تک اِسی دارالنابغہ میں مقیم تھیں، اِس مقام پر بعد میں ایک مسجد بنائی گئی جس کو "مسجدِ دارالنابغہ" کہا جاتا ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اُس مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے۔ حرمِ نبوی میں جدید توسیع کے خاطر ۱۹۷۶ء اور اُس کے بعد کے سالوں میں اُس مقام کو اکھاڑنا ضروری ہوا تو حضرت عبداللہ کے جسدِ اطہر کو بھی وہاں سے نکال کر ''بقیع'' میں دفن کیا گیا، عجیب بات یہ ہے کہ اتنے سالوں کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا جسمِ مبارک بالکل صحیح سالم اور تروتازہ تھا۔

عربوں میں بیوہ کی شادی کا عام رواج تھا؛ مگر حضرت آمنہ نے اپنے ہونے والے عظیم بچے کی خاطر حضرت عبداللہ کے بعد کسی اَور سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ کا چھوڑا ہوا مال

حضرت عبداللہ نے اپنے پیچھے ایک باندی امِ ایمن چھوڑی تھی، پانچ اونٹ اور ایک بکریوں کا ریوڑ تھا، اُس کے علاوہ کچھ ہتھیار اور گھریلو سامان تھا۔

اللہ کے لاڈلے اور پیارے نبی کی ولادت

مکہ مکرمہ میں شعبِ ابی طالب؛ یعنی جمرۂ وسطی (درمیانی شیطان) کے قریب جہاں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور جس جگہ کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے پورے خاندان کا بائیکاٹ کیا تھا، اُس جگہ چچا ابو طالب کا مکان تھا، اُس گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر جانوروں نے ایک مخصوص آواز نکالی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر جانوروں سے بھی ایک خاص طرح کی آواز نکلی، قریش کے پاس تو کئی جانور رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن جانوروں سے مخصوص قسم کی آواز نکلوا کر یہ

میسیج دے دیا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی آنے والے ہیں جو ساری دنیا کی مخلوقات کے لیے رحمت ہوں گے۔

پیدائش وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیفیت

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماں کے پیٹ سے اِس دنیا میں تشریف لائے اُس وقت آپ کے دونوں بابرکت ہاتھ زمین پر تھے اور سر مبارک آسمان کی طرف تھا، اِس حالت میں دونوں جہاں کے سردار اِس دنیا میں تشریف لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش پر ماں آمنہ نے حسد سے حفاظت کی دعا مانگی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کا وقت ہوا تو ماں آمنہ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور خوش خبری سنائی کہ: آمنہ! تمھارے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ بڑا نیک اور اِس امت کا سردار ہوگا۔ ماں آمنہ کو یقین ہوگیا کہ آنے والا بچہ بڑا خوش نصیب اور بڑی برکتوں والا ہوگا اور جب کوئی بچہ عام معمول سے کچھ الگ خصوصیت رکھتا ہے تو لوگ اُس بچے سے حسد کرنے لگتے ہیں، بہت سی مرتبہ کسی کی بری نظر بچے کے لیے تکلیف کا ذریعہ بن جاتی ہے؛ اِس لیے ماں آمنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ سے ایک بڑی پیاری دعا مانگ رہی ہے کہ:

اے اللہ! میں آپ کی حفاظت چاہتی ہوں کہ آپ ہر حسد کرنے والے کے حسد سے میرے بچے کی حفاظت فرمانا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھنا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ کا نام ''احمد'' رکھا، اُس کے بعد دادا عبدالمطلب نے ''محمد'' نام رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دونوں نام قرآنِ کریم میں بھی آئے ہیں؛ بلکہ قرآنِ کریم کے مطابق ''احمد'' نام تو گزشتہ نبیوں کی کتابوں میں بھی تھا۔

سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ ماں آمنہ کو خواب میں کہا گیا تھا کہ: جب بچہ پیدا ہو تو اُس کا نام ''احمد'' رکھنا۔

بعض روایات میں ''محمد'' کے بارے میں بھی یہ بات ہے کہ خواب میں محمد نام رکھنے کے بارے میں حضرت آمنہ کو کہا گیا تھا۔

چچا، بھتیجے کی ساتھ پیدائش

ایک عجیب بات سنیے! عرب میں ایک سے زیادہ شادی کرنا عام بات ہے، ہمارے معاشرے کی طرح وہاں اِس کو برا نہیں سمجھا جاتا، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد جناب عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا، اُسی مجلس میں دادا جناب عبدالمطلب کا دوسرا نکاح ہالہ سے ہوا تھا۔

عبدالمطلب کے یہاں ہالہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو سید الشہداء (تمام شہیدوں کے سردار) ہیں، اُحد پہاڑ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر موجود ہے اور جناب عبداللہ کے یہاں حضرت آمنہ سے اللہ کے سب سے لاڈلے نبی، ہم سب کے آقا، تاج دارِ مدینہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

دادا عبدالمطلب کی نظر میں پوتے کا بڑا مقام تھا

دادا عبدالمطلب کو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بچپن ہی سے بہت زیادہ شفقت و محبت تھی، حضرت عبدالمطلب جب بیت اللہ میں تشریف لے جاتے تو معزز سردار ہونے کی وجہ سے کعبہ شریف کے سائے میں ان کے لیے خاص بیٹھک لگائی جاتی تھی۔ کسی بڑے سے بڑے شخص کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ اس پر بیٹھ سکے؛ یہاں تک کہ دادا کے صاحب زادوں میں سے بھی کوئی اس پر نہیں بیٹھتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس پر بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا؛ یعنی دادا عبدالمطلب کے بیٹے انھیں منع کرتے۔ اس پر عبدالمطلب انھیں کہتے:

میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو، اللہ کی قسم! اس کا بڑا مقام ہوگا۔

حضرت ماں آمنہ کی وفات کا قصہ

حضرت ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا قصہ بھی بڑا عجیب ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس کی تھی، ماں آمنہ کو اپنے ننھیال کی یاد آ رہی تھی، انھوں نے ارادہ کیا کہ میں مدینہ منورہ اپنی نانی کے یہاں جا آؤں، وہ اپنے جگر کے ٹکڑے، اللہ کے پیارے ولاڈلے نبی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عبداللہ کی باندی امّ ایمن رضی اللہ عنہا کو لے کر دو اونٹنیوں پر مدینہ کی جانب روانہ ہوئی، وہاں پہنچ کر سارے رشتے داروں سے ملاقات کی اور ایک مہینے کے بعد دوبارہ مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئی اور راستے میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے بیچ ایک جگہ ''ابوا'' پہنچ کر بیمار ہوگئی اور وہیں آپ مالکِ حقیقی سے جا ملی اور اُسی مقامِ ابواء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کو دفن کیا گیا۔

''ابوا'' مدینہ سے تقریباً دوسوکلومٹر کی دوری پر واقع ہے اور شام کی جانب سے جہاں حاجی احرام باندھتے ہیں- پینتالیس کلومٹر کا فاصلہ ہے، ابوا میں ایک پہاڑ ہے، اُس جگہ ماں آمنہ کی قبر ہے۔

الحمدللہ! وہاں بندے کو حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے، تفصیل کے لیے دیکھی ہوئی دنیا کا ساتواں حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب پر اُس وقت کیا گزری ہوگی کہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی باپ کے سایے سے محروم ہو گئے اور چھ برس کی عمر ہے کہ جنگل میں والدہ بھی چل بسی۔

ماں آمنہ کے تسلی بھرے الفاظ

ایک عام مسلمان؛ بلکہ ایک ادنی سا انسان جب حضرت آمنہ کی وفات کی گھڑی پر غور کرے تو اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ ایک جنگل میں سفر کے دوران ماں آمنہ کی موت کا وقت قریب آتا ہے، ساتھ میں چھ برس کا بچہ ہے، جس کے والدِ ماجد اُس کی پیدائش سے پہلے ہی اِس دارِفانی سے رخصت ہو گئے، ماں آمنہ کو جب بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اپنے چہیتے و لاڈلے بیٹے پر نظر ڈالی اور یہ الفاظ کہے:

اے میرے لختِ جگر! ہر زندہ ایک نہ ایک دن مر جائے گا۔ ہر چیز کی قسمت میں پرانا ہونا ہے۔ ہر ایک کی منزل فنا ہونا ہے۔ میں مروں گی؛ مگر میرا ذکر رہتی دنیا تک باقی رہے گا؛ اس لیے کہ میں نے میری نشانی کے طور پر خیرِ عظیم کو چھوڑا ہے، میں نے ایک طیب وطاہر کو جنم دیا ہے۔ (از: سیرتِ احمدِ مجتبیٰ، ج:۱، ص:۱۱۹)

ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کا اپنی وفات کے قریب اشعار پڑھنا

ایک مرتبہ تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد کی وفات کے وقت ماں آمنہ نے اشعار کہے تھے اور دوسرا موقع جس پر سیدہ آمنہ نے اشعار کہے وہ خود ان کی وفات کا وقت تھا۔ مقامِ ابواء میں جب ان کا آخری وقت قریب آیا تو انھوں نے بجائے مایوسی اور غم کے اظہار کے، اپنے عظیم بیٹے اور ہونے والے نبی کے لیے ایسے اشعار کہے جو واقعی ایک نبی کی ماں کے شایانِ شان ہیں، وہ اشعار یہ ہیں:

بَارَكَ فِيْكَ اللهُ مِنْ غُلَامٍ	يَا ابْنَ الَّذِيْ فِي حَوْمَةِ الْحِمَامِ
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمِنْعَامِ	فُوْدِيْ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ

ترجمہ: میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، اے عظیم باپ کے فرزند! جس نے اللہ- جو حقیقی بادشاہ اور تمام کائنات پر انعام کرنے والے ہیں- کی عنایت ومہربانی سے موت سے اُس دن نجات حاصل کی جس دن (ان کو ذبح کرنے کے لیے) قرعہ اندازی ہوئی۔

بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلٍ سَوَامٍ	إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
فَأَنتَ مَبْعُوْثٌ إِلَى الْأَنَامِ	مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ترجمہ: پھر ان کی طرف سے سو جوان اونٹ فدیہ میں دیے گئے، اگر میرا خواب سچا ہوا، تو تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی جانب سے لوگوں کے لیے نبی بنایا جائے گا۔

تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَمِ	تُبْعَثُ بِالتَّحْقِيْقِ وَالْإِسْلَامِ

ترجمہ: تجھے حرم اور اس کے باہر کے تمام علاقوں کے لیے نبی بنایا جائے گا، تو یقیناً

نبی بنایا جائے گا۔

دِیْنُ أَبِیْكَ الْبَرِّ إِبْرَاهَامِ	تُبْعَثُ بِالتَّخْفِیْفِ وَالْإِسْلَامِ

ترجمہ: اسلام تیرے نیک جدِ امجد ابراہیم کا دین ہے، تو سہولت اور نرمی کی صفات کے ساتھ نبی بنایا جائے گا اور اسلام تیرا دین ہوگا۔

فَاللهُ أَنْهَاكَ عَنِ الْأَصْنَامِ	أَنْ لَّا تُوَالِیَهَا مَعَ الْأَقْوَامِ

ترجمہ: تو بت پرست قوموں کو کبھی اپنا دوست نہیں بنائے گا، میں تجھے اللہ کی قسم دے کر اس سے روکتی ہوں۔

اِن اشعار میں جہاں حضرت آمنہ نے اپنے بیٹے کو اپنے والدِ ماجد کی عظمت یاد دلائی ہے وہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے ایک عظیم نبی ہونے کی پیشین گوئی بھی کی ہے جو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کا امین ہوگا؛ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ دینِ ابراہیمی پر قائم تھیں، اگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو نبوت کا زمانہ نصیب فرمایا ہوتا تو وہ ضرور اہلِ ایمان میں سے ہوتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والدہ کی قبر پر جانا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہمیشہ ماں کی یاد میں دھڑکتا رہا، جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ماں آمنہ کا تذکرہ آتا آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی، حتی کہ آپ رو دیتے اور اِس قدر روتے کہ پاس موجود صحابہ کو بھی رُلا دیتے، ماں آمنہ کے یوں جنگل میں تنہائی کے عالم میں چلے جانے کا منظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ یاد رہا۔

حدیبیہ کے عمرے کے موقع پر جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدۂ ماجدہ کی قبر

کے پاس سے گزرے تو قبر پر تشریف لے گئے ،اُس کو درست کیا اور وہیں بیٹھ گئے، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے،آپ کے رونے کی کیفیت دیکھ کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رو دیے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ: مجھے اپنی والدہ کی شفقت اور محبت یاد آ گئی؛اِس لیے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ایک اَور روایت میں ہے کہ: ہم حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ باہر نکلے،آپ نے ہمیں ایک جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور خود قبروں سے گزر کر ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور بہت دیر تک دعا میں مشغول رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رونے کی آواز آنے لگی اور آواز بلند ہو گئی...(وجہ پوچھنے پر فرمایا):تم نے مجھے جس قبر پر روتے ہوئے دیکھا وہ میری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی قبر ہے، میں نے اپنے رب سے اُن کی زیارت کی اجازت چاہی تھی، میرے رب نے مجھے اجازت دے دی۔

رشتے داروں کو ملنے جانا ایک نبوی سنت ہے

ماں آمنہ اپنے ننھیال میں ملنے کے لیے باقاعدہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ گئی،معلوم ہوا کہ رشتے دار اور خاندان والوں کی ملاقات کے لیے جاتے رہنا چاہیے؛ تاکہ صلہ رحمی کا اجر وثواب سے محروم نہ ہو۔

حضرت امّ ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ماں کا پیار دیا

جس وقت ماں آمنہ بیمار ہوئی اور ان کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر مبارک تیس سال کی تھی ،انتقال کے وقت والدِ ماجد حضرت عبد اللہ کی عمر پچیس سال تھی، جب ماں آمنہ بیچ راستے میں وفات پا گئی تو حضرت امّ ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنبھالا اور مکہ مکرمہ

دادا عبد المطلب اور چچا ابو طالب کے پاس لے آئی، ماں آمنہ کی وفات کے بعد حضرت امّ ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ماں کی طرح محبت عطا کی۔

امِ ایمن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بچے کی طرح رکھتی تھی، اللہ تعالیٰ کی شان بھی عجیب ہے کہ والد عبد اللہ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمرِ مبارک ابھی چھ برس ہی کی تھی کہ ماں آمنہ بھی اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملی، اللہ تعالیٰ نے اپنے لاڈلے اور پیارے نبی کی پرورش بہ ذاتِ خود کی، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿٦﴾

ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تھا؟ پھر (تم کو) ٹھکانہ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر ماں باپ کے ایک یتیم بچے تھے، نہ کوئی دیکھ بھال کرنے والا اور نہ ہی کوئی پڑھانے والا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اِس آخری اور اللہ تعالیٰ کے لاڈلے پیغمبر کی تربیت خود ذاتِ باری تعالیٰ کرے؛ اِس لیے اللہ نے اپنی شانِ ربوبیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت فرمائی اور اپنے خزانۂ علم سے تمام انسانوں سے بڑھ کر علم عطا فرمایا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِىَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبة:۱۲۹)

ترجمہ: پکی بات یہ ہے کہ تمھارے پاس ایک رسول تمھیں میں سے تشریف لائے ہیں، تمھاری تکلیف ان کو بہت بھاری لگتی ہے، تمھاری بھلائی وہ بہت چاہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں (۱۲۸) پھر بھی اگر وہ لوگ منہ پھرالیویں تو (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت بڑے عرش کے مالک ہیں۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾ (الضحیٰ:۶)

ترجمہ: کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تھا؟ پھر (تم کو) ٹھکانہ دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کا ہر گوشہ ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن ہمارے لیے عمل کا نمونہ ہیں، یہ وہ حضرات ہیں جنھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ملی ہے اور یہ اللہ کے لاڈلے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت پائے ہوئے ہیں، اُن کا ذکر ہمارے لیے خیر کا ذریعہ ہے۔

آج اُس صحابیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مختصر سیرت پیش ہوگی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ماں کی طرح سمجھا اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حقیقی ماں کی طرح خدمت کی؛ یعنی حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کی سیرتِ طیبہ کے متعلق کچھ باتیں ذکر کی جائیں گی۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کا نام

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کا اصل نام ''بَرَکہ'' ہے؛ لیکن مشہور امِ ایمن سے ہوئی؛ کیوں کہ اُن کے دو بیٹے تھے جن میں سے پہلے کا نام ''ایمن'' تھا، اِسی سے اُن کو حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کہا جانے لگا؛ یعنی ایمن کی ماں۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کا ایک لقب ''امّ الظباء'' (یعنی ہرن کی ماں) بھی ہے۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیملی کی تقریباً چالیس سے پچاس سال تک خدمت کی، پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی خدمت کی، اُن کے اِس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

''امِ ایمن'' میرے اہلِ بیت میں سے ہے

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا اُن خوش نصیب عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی، یہ خاتون حضرت عبد اللہ کی باندی تھی، اُن کے انتقال کے بعد

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کے پاس رہی اور اُن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں رہتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر آزاد کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ:

''اُمِّ ایمن میرے اہلِ بیت میں سے ہے''۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھرانے میں کیسے آئی؟

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بازار گئے اور گھر کی خدمت کے لیے مجھے خرید لائے۔

اِس سے یہ بات سیکھنے کو ملتی ہے کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہو تو گھر کی خدمت کے لیے کسی غریب عورت کو رکھے؛ تاکہ اُسے روزی اور ہم کو خدمت کرنے والی ملے اور اُس کی اسلامی تربیت کریں گے تو اُس کا ثواب بھی ہم کو ملے گا، نیز گھر میں خدمت کرنے والی عورت ہوگی تو ہم زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں، دین سیکھنے سکھانے اور قرآن کی تلاوت وغیرہ کے لیے نکال سکیں گے۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی تقدیر ہی بدل گئی

جب حضرت عبد اللہ نے حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو خریدا تو اُس وقت اُن کی عمر قریب گیارہ سے بارہ برس کی ہوگی، اُس وقت وہ بالکل دُبلی پتلی (Single body) تھی؛ لیکن جب حضرت عبد اللہ کے یہاں آئی - جہاں کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان ہے- تو اُن کا آنا دراصل گھرانے کی خدمت کے خاطر تھا؛ مگر آتے ہی حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی تقدیر بدل گئی، انھیں حضرت عبد اللہ جیسے والد اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

جیسی والدہ کی تربیت مل گئی، جن کی تربیت دنیا کی بہترین تربیت ہے، جو اُس ذات (یعنی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے والدین ہیں جن کے لیے اِس دنیا کو سجایا گیا۔

جیسا کہ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کے بازار میں بولی لگائی جا رہی ہے، وہاں اُن کو "عزیزِ مصر" (مصر کا وزیرِ اعظم) خرید لیتا ہے؛ عزیزِ مصر کا خریدنا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تقدیر بدل گئی، اِس طرح کہ خریدنے کے بعد عزیزِ مصر اپنی اہلیہ (Wife) سے کہنے لگا کہ:

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا.

ترجمہ: اور مصر کے جس آدمی نے اس (یوسف علیہ السلام) کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اس (غلام یوسف علیہ السلام) کو عزت سے رکھنا، شاید یہ (یوسف علیہ السلام) ہم کو کام آ جائے یا ہم اس (یوسف علیہ السلام) کو (اپنا) بیٹا ہی بنا لیں۔

اُس کے بعد زلیخا والا واقعہ ہوا اور آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کا پاک ہونا سب پر ظاہر ہو گیا اور آپ "عزیزِ مصر" بنے، ایک غلام کے طور پر خرید کر لایا گیا؛ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی تقدیر بدلی کہ وہ "عزیزِ مصر" بن گئے۔

آج کل کے خادم و سیٹھ حضرات دو طرح کے ہوتے ہیں

آج کل خادم و نوکر دو طرح کے ملتے ہیں: ایک وہ جو بڑے امانت دار، نیک اور دین دار ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو جھوٹ بولنے والے اور چوری کرنے والے ہوتے ہیں؛ لہٰذا جس کو بھی گھر کی خدمت کے لیے رکھو اُس میں دیانت داری اور دین

داری دیکھ لینا چاہیے۔

اِسی طرح مالک اور سیٹھ بھی دوطرح کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جو خدمت کرنے والوں کی عزت کرتے ہیں، اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں، اُن کے گھرانے کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں اور دوسرے بعض ایسے سیٹھ بھی ہوتے ہیں جو سخت مزاج ہوتے ہیں، بات بات پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، خواتین کی عزت کا خیال نہیں رکھتے؛ بلکہ بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو وقت پر مزدوری بھی نہیں دیتے ہیں؛ لٰہذا اگر ہم کسی کے یہاں خدمت انجام دیں تو ایسے لوگ تلاش کریں جو دین دار اور اللہ سے ڈرنے والے ہوں اور ہمارے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے ہوں۔

خادم ونوکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنِ المَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ:.... إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ.(البخاری:۳۰)

ترجمہ: تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت (Under) رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے قبضے میں ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو اُن کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کس کی باندی تھی؟

روایت میں آتا ہے کہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ ماجد حضرت عبداللہ کی باندی تھی، اُن کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ طورِ وارث حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے مالک بنے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنھیں آزاد کر دیا۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارکہ

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شکل وصورت کے حوالے سے اتنا ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا حبشہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سیاہ رنگت کی تھی اور نہایت ہلکے جسم والی اور دبلی پتلی خاتون تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جسم ورنگت میں بالکل آپ ہی کے مانند تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر

جب حضرت آمنہ اِس دنیا سے رخصت ہوگئ تو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتی تھی اور بہت غمزدہ رہتی تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان ہو گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ہوگئ تو ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے کہا کہ:

امی جان! اب تو آپ کے بیٹے محمد کی شادی ہوگئ ہے، اب میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی بھی شادی ہوجائے۔

جب حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے شادی کی بات سنی تو کہنے لگی کہ:

بھلا کوئی ماں اپنے بیٹے کو کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ میں تم کو نہیں چھوڑوں گی؛ یعنی اب

میں پوری زندگی تمھاری خدمت کرتی رہوں گی، مجھے شادی کی حاجت نہیں؛ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے بڑی محبت تھی، آپ نے اُن کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگے:

امی جان! آپ نے میری بہت خدمت کی، اب میں تمھاری شادی کروانا چاہتا ہوں، آپ منع نہ کریں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصرار کرنے لگے تو حضرت امِّ ایمن نے پوچھا کہ: مجھ سے کون شادی کرے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: عبید بن زید خزرجی کا پیغام آیا ہے۔

جب حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اُس پیغام کو قبول کرلیا تو حضرت عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوگیا اور شادی کے بعد حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ چلی گئی، اُن سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام ''ایمن'' رکھا اور اُسی پر حضرت برکہ رضی اللہ عنہا کو امِّ ایمن کہا جانے لگا؛ لیکن کچھ ہی مدت گزری کہ اُن کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور امِّ ایمن بیوہ ہوگئی۔

شوہر کے انتقال کے بعد دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

شوہر کے انتقال کے بعد حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اپنے چھوٹے بچے ایمن کو لے کر مدینہ سے مکہ واپس آگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہنے لگی، حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ ماں بیٹے جیسا تعلق تھا، اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہت تھی کہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ہوجائے؛ تاکہ وہ ہنسی خوشی اپنی زندگی گزار سکے؛ اِس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے نکاح کی فکر میں تھے۔

اُس وقت حضور ﷺ کے یہاں فیملی میں کُل چار افراد (Member) تھے:

(۱) حضور ﷺ (۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (۳) آپ ﷺ کے گود لیے ہوئے بیٹے: حضرت زید رضی اللہ عنہ (۴) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر (x-husband) کی ایک بیٹی تھی؛ اِس لیے جب حضرت امِّ ایمن آئی تو آپ ﷺ نے اُن کے اور اُن کے بیٹے کے لیے ایک الگ سے گھر بنوایا۔

اپنی جان خطرے میں ڈال کر دارِ ارقم میں پیغام پہنچایا

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ مکہ کے مشرکوں نے آنے جانے کے تمام راستے بند کر دیے، آپ ﷺ دارِ ارقم میں تھے۔ دارِ ارقم مکہ کی وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضور ﷺ صحابۂ کرام کو اسلام کی تعلیمات سکھاتے اور دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ تک ایک پیغام پہنچانا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وہ میسیج اور پیغام لے کر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو بھیجا، حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اپنی جان خطرے میں ڈال کر پوری ہمت کے ساتھ دارِ ارقم پہنچی۔

جیسے ہی حضور ﷺ کی نظر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا پر پڑی آپ ﷺ اُن کی عزت (respect) کے خاطر اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

آج ہم سگی (حقیقی) ماں کے لیے نہیں کھڑے ہوتے؛ مگر حضور ﷺ کا عمل دیکھیے کہ سگی ماں نہیں؛ بلکہ ایک ماں کی طرح خدمت کرنے والی خاتون ہے، آپ ﷺ اُن کے آنے پر اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

اماں اماں! تمھارے لیے جنت ہے، ذرا اپنی اوڑھنی ٹھیک کر کے چلیں۔

چوں کہ تیزی سے مکہ کے کافروں سے بچ بچا کر آرہی تھی؛ اِس لیے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی اِدھر اُدھر ہوگئی تھی، اِسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: امی جان! ذرا اوڑھنی ٹھیک کر لیجیے۔ یاد رہے کہ اُس زمانے میں پردہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے (Family) کے ساتھ خاص تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن کو پردہ کا حکم دیا؛ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنی فیملی میں سے سمجھتے تھے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے نکاح کی آفر

جب حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پیغام پہنچا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب صحابہ کے بیچ میں فرمایا کہ:

جس کو خوشی ہو کہ جنتی عورت سے شادی کرے تو وہ امِّ ایمن سے نکاح کرلیں۔

اِس مقام پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ: اُس وقت موجود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیچ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی جانب سے نکاح کی آفر کی، معلوم ہوا کہ لڑکی والوں کی جانب سے نکاح کا پیغام بھیجنا کوئی بری چیز نہیں ہے، کوئی مناسب لڑکا مل جائے تو لڑکی والوں کی جانب سے نکاح کا پیغام بھیجنا بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کی آفر قبول کرلی

اِس آفر کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گود لیے ہوئے (Adopted) بیٹے خوش نصیب صحابی: حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے تیار ہوگئے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ اکیلے ایسے خوش نصیب صحابی ہے جن کا نام قرآنِ کریم میں

موجود ہے۔اس وقت حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی عمر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں زیادہ تھی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو پورے مکہ میں لوگ ''زید ابنِ محمد'' کہہ کر پکارتے تھے، جب دونوں کا نکاح ہوگیا تو اُس کے بعد حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر رہنے لگی۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے دوسرے شوہر ہیں، دونوں میاں بیوی سکون واطمینان اور آرام کی زندگی گزارنے لگے، اُن کی ازدواجی زندگی (Married Life) قریب (About) بیس سال (20 Year) تک رہی، حضرت زید رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ بارہ سال مکہ مکرمہ میں رہے اور آٹھ سال مدینہ منورہ میں رہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو دوسری شادی سے ایک بیٹا عطا فرمایا جن کا نام حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہے اور پہلے نکاح سے بھی ایک بیٹا ہوا تھا جن کا نام حضرت ایمن رضی اللہ عنہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا

بعض سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر پابندی سے تشریف لے جاتے، کبھی کچھ کھانا بھی کھاتے تھے اور یہ آنا جانا اتنا زیادہ تھا کہ آپ کے بعد آپ کے خلفا نے بھی اس تعلق کو نباہتے ہوئے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کا معمول قائم رکھا۔صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ میں بھی ساتھ ہولیا، وہاں پہنچے تو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کو شربت پیش کیا تو آپ نے روزے یا کسی اور وجہ سے نہیں پیا۔ اس پر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا ناراض ہوئی۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی یہ ناراضگی ناز کے طور پر تھی؛ کیوں کہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچپن سے پرورش کی تھی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: امِّ ایمن میری ماں کے بعد ماں جیسی ہی ہے۔

ابنِ ماجہ شریف کی روایت میں ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے آٹے کو چھان کر اسے گوندھا اور اس چھنے ہوئے آٹے سے باریک چپاتی تیار کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چوں کہ چپاتی نہیں بنتی تھی؛ اس لیے سوال فرمایا کہ: یہ کیا ہے؟

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: یہ ایک کھانا ہے جسے ہم اپنی سرزمین حبشہ میں بناتے ہیں، میرے جی میں آیا کہ یہ خاص کھانا آپ کے لیے بھی بناؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹے کی چھانٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اسے آٹے میں دوبارہ ملا کر گوندھیے اور پھر روٹی بنایئے۔ (ابن ماجہ: ۳۳۳۶)

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا بہترین ہدیہ پیش کرنا

ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور کچھ کھانے کے لیے طلب فرمایا تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دو روٹیاں اور اُن میں لپٹا ہوا ایک (پکا ہوا) پرندہ بطور ہدیہ پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ کر یہ دعا

فرمائی کہ: اے اللہ! میرے پاس اپنے کسی ایسے بندے کو بھیج دیجیے جو آپ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ پسند ہو؛ تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ دروازے پر تشریف لائے تو میں نے ان سے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول ہیں؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی گھر میں داخل ہوئے تھے (اس لیے میں نے انھیں یہ کہا)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرندے (کے گوشت) کا کچھ حصہ توڑا، پھر ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! میرے پاس اپنے کسی ایسے بندے کو بھیج دیجیے جو آپ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ پسند ہو؛ تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے میں سے کھائے۔ اتنے میں میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تکرار کی آواز بلند ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی ہے اسے آنے دو، سو حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اوپر والی دعا میں الفاظ زیادہ کرتے ہوئے) فرمایا: اے اللہ! ایسا شخص جو آپ کو بھی اور مجھے بھی سب سے زیادہ محبوب ہو اور یہ دعا بھی تین مرتبہ مانگی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے مل کر اس پرندے کو کھایا؛ یہاں تک کہ (اسے کھا کر) فارغ ہوگئے۔ (المعجم الاوسط: ۱۷۴۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں سے بڑی محبت تھی، ایمن تو حنین کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوگئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمن رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نو (۹) لڑائیوں میں امیر

بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی بڑی محبت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنے حقیقی پوتے کی طرح سمجھتے تھے اور اُن کو بھی حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرح رکھتے تھے۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا دوبارہ بیوہ ہوگئی

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے دوسرے شوہر حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی جمادی الاولی ۶۲۹ء، ستمبر کے مہینے میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے، موتہ ایک جگہ کا نام ہے، پہلے وہ ملکِ عرب کا حصہ تھا؛ لیکن اِس وقت وہ Jorden کے کنٹرول میں ہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قبرِ مبارک وہاں موجود ہے، الحمد للہ! بندے کو اُن کی قبر کی زیارت نصیب ہوئی ہے، میں نے اُن کی قبر پر عجیب نورانیت دیکھی، اُس سفر کی تفصیلات ''دیکھی ہوئی دنیا'' کے تیسرے حصے میں موجود ہے۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو دونوں ہجرتوں کی سعادت نصیب ہوئی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اُن کو اپنے گھر والوں میں شمار کرتے، جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے والے ایمان لائے اُسی وقت حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی ایمان لائی تھی؛ گویا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا ایمان قبول کرنے میں سبقت کرنے والوں میں سے ایک ہے، انھوں نے دین کے خاطر بہت تکالیف برداشت کیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو دو ہجرتوں (ایک حبشہ کی جانب اور دوسری مدینہ منورہ کی جانب) کی سعادت نصیب فرمائی۔

حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا کی مدینہ ہجرت کب ہوئی؟

حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کب کی اور کیسے کی؟ اِس سلسلے

میں دوطرح کی روایتیں سیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں:

پہلی روایت: حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تو عام مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کرلی تھی؛ لیکن حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ میں ہی رہیں؛ تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرے اور چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت سب کے سب مکہ ہی میں تھے اور حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں؛ اِس لیے حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی اُن کے ساتھ مکہ ہی میں ٹھہر گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے چھ یا سات مہینے کے بعد اپنے اور اہلِ خانہ کے حجروں کی تعمیر شروع کی تو اُس وقت اپنے دو غلام: حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہما کو بھیجا کہ جا کر مکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں اور بیٹیوں کو لے آئیں، اُن کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے گھر والوں کو بلالیا، اُسی قافلے میں حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا اور آپ کے صاحب زادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ (از: امہات الرسول ص: ۱۵۰)

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کی مشقت بھری ہجرت

دوسری روایت: حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا سخت گرمی کی حالت میں اپنے چھوٹے بچے ''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ'' کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئی، ساتھ میں معمولی سا توشہ تھا، راستے میں سفر کرتے کرتے تھک گئی تو ایک ٹہنی دار درخت کے نیچے آرام کے لیے رُکی، وہاں درختوں کے پتوں کو کیڑے مکوڑے کھا گئے تھے یا گرمی کی وجہ سے سُوکھ کر جھڑ گئے تھے، پہلے بھی طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرچکی تھی اور آگے مدینہ

جا کر بھی کیا ہونے والا ہے یہ معلوم نہیں؛ مگر ہجرت کے ثواب کی خوشی میں یہ خاتون مشکل ترین سفر کو طے کیسے جا رہی ہے۔

آسمانی غیبی پانی کا ڈول

راستے میں پیاس لگی اور پانی ختم ہو گیا تھا، کسی بھی مقام سے پانی ملنے کی آثار نظر نہیں آ رہے تھے، آخر کار سفر کرتے کرتے مکہ و مدینہ کے بیچ ''رَوْحا'' نامی مقام پر عاجز ہو کر ٹھہر گئی اور جب کوئی سہارا نظر نہ آیا تو آسمان کی جانب نظر اٹھائی، آسمان کی طرف نظر اٹھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سفید رسی سے بندھا ہوا پانی کا ڈول آیا اور حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے چہرے کے پاس آ کر رُک گیا، حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا نے پیٹ بھر کر اُس پانی کو پیا۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ: اُس پانی کو پینے کے بعد مجھے کبھی بھی پیاس کا احساس نہ ہوا؛ حتّٰی کہ گرمی کے دنوں میں بھی روزہ رکھتی ہوں تو بھی مجھے پیاس کا احساس نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا شاندار استقبال کیا

اِدھر ہجرت کا سفر پورا کر کے مدینہ منورہ پہنچے والی تھی اور اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ میری اماں امِّ ایمن رضی اللہ عنہا آج مدینہ پہنچ رہی ہے، اُس زمانے میں ائیر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، بَس اسٹوپ اور ٹیکسی اسٹینڈ نہیں تھے؛ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی اپنی ماں کے آنے کے انتظار میں تھے، جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا دور سے آتی ہوئی نظر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل وجان میں ماں کی محبت ایسی جوش ماری

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر چپل پہنے ہوئے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی طرف دوڑے اور اُن کا استقبال کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب جا کر فرمایا: امی! بیٹھ جاؤ! تمھارے لیے جنت ہے۔

ماں کی خدمت

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بہت لمبا سفر کر کے آئی ہے اور اُن کے جسم اور چہرے پر مٹی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کے نورانی چہرے پر لگی راستے کی دھول مٹی کو صاف کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک دیکھے تو اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی نے کپڑا لے کر اپنے ہاتھوں سے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے قدم مبارک کو صاف کیا۔ (از: امہات الرسول بہ حوالہ طبقات ابن سعد: ۸/ ۲۲۴، سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۲۲، الاصابہ: ۴/ ۴۱۵)

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی ماں نہیں تھی؛ بلکہ ماں کی طرح خدمت کرنے والی ایک خاتون تھی؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ساتھ کیا ہی خوب سلوک کیا اور دوسری طرف ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر رکھ کر اپنے آپ سے پوچھیں کہ: کیا ہم نے کبھی اپنی حقیقی ماں کی بھی ایسی خدمت کی ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں گوری عورت آمنہ کا بیٹا ہوں؛ لیکن مجھے سیارہ رنگ کی خاتون امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے پال کر بڑا کیا ہے، میں ایک ساتھ آمنہ اور امِّ ایمن کا بیٹا ہوں۔ (از: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بہ حوالہ السیرۃ النبویۃ: ۱/ ۹۵)

اے امِّ ایمن! نقاب پہنا کرو

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزاد کی ہوئی باندی تھی اور عرب

میں آزاد کی ہوئی باندی اور غلام بھی خاندان کا فرد سمجھا جاتا تھا، اِس اعتبار سے حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق بھی ایک طرح سے اہلِ بیت سے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے لیے وہی پسند فرماتے تھے جو اہلِ بیت کے لیے پسند فرماتے تھے؛ اس لیے اہلِ بیت کے لیے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو بھی پردے کا حکم دیا کہ: اے اُمِّ ایمن! نقاب کیا کرو۔

احد کی لڑائی میں حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمات

جب احد کی لڑائی ہوئی، اُس وقت بھی حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا اسلامی لشکر کے ساتھ تھی، جو حضرات زخمی ہوتے اُن کی دیکھ بھال کرتی، اُن کا علاج کرتی اور جس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِدھر اُدھر ہونے لگے تو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اُن کو ہمت اور عار اور شرم دلائی، اُن کے چہروں پر مٹی پھینکی اور کہنے لگی کہ: ”میدانِ جہاد سے منہ موڑ کر تم اپنی عورتوں سے باتیں کیسے کرو گے؟ ہتھیار اٹھاؤ اور مردِ مجاہد بن کر ڈٹ کر مقابلہ کرو“۔

کبھی یوں بھی ہی کہا کہ: ”جاؤ! سُوت کاتو اور ہتھیار پھینک دو“۔

یعنی سُوت کاتنا یہ عورت کا کام ہے، تم اگر میدان میں مرد کی طرح مقابلہ نہیں کرتے تو عورت کی طرح گھر جا کر سوت کاتو اور تلواریں پھینک دو۔ گویا ان الفاظ سے مردوں کو جوش دلایا۔

خیبر میں حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شرکت

اِسی طرح خیبر کے موقع پر بھی حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عورتوں کی ایک پوری جماعت تھی جو لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی، اُن کو پانی پلاتی اور اُن کے

زخموں پر پٹی لگاتی اور علاج کرتی، اُن عورتوں میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی شامل تھی؛ یہی وجہ ہے کہ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔

میدانِ جنگ میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت میں جان قربان کردی

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے تھے: ایک کا نام ''حضرت ایمن رضی اللہ عنہ'' اور دوسرے کا نام ''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ'' تھا، غزوۂ حنین کی موقع پر جس وقت میدانِ جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سخت حالات آئے اُس وقت وہ دونوں مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بچانے میں اپنی جان نچھاور کرنے لگے اور حضرت ایمن رضی اللہ عنہ تو اِسی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے جا ملے؛ یعنی شہید ہوگئے؛ لیکن اِس کے باوجود بھی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اور اُن کے دوسرے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حبشن (سیاہ رنگ) اور افریقن تھی؛ مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں اُن کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا، یہ وہ خاتون ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، مثلاً:

① وہ ایسی خوش نصیب عورت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے پہلے ہاتھ اُنھوں نے ہی لگایا۔

② یہ وہ خاتون ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ’’امی جان‘‘ کہتے تھے۔

③ یہ وہ خاتون ہے جنھوں نے سخت گرمی کی حالت میں مختصر توشے کے ساتھ پیدل ہجرت کا سفر کیا اور ہجرت کے سفر میں روزے رکھے۔

④ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے گڑگڑانے والی خاتون تھی۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتار کر اُن کو سیراب کیا۔

⑥ نیک دل اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والی متقی عورت تھی۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور انّا تھی

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کی شہرت اِس معنی کر کے تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ، انّا اور کھلائی تھی، عربی میں اُس کو ’’حَاضِنَة‘‘ کہا جاتا ہے، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ ﷺ. (صحیح البخاری: ۳۷۳۷)

ترجمہ: حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ تھی۔

بہت سی کتابوں میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ الفاظ آئے ہیں:

مَوْلَاةُ رَسُولِ اللهِ وَ حَاضِنَتُهُ.

یعنی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور آزاد کردہ باندی تھی۔

نہ حقیقی ماں، نہ رضاعی ماں

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی والدہ نہیں تھی اور صحیح قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماؤں میں بھی آپ شامل نہیں ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ پینے کے زمانے میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی کوئی شادی ہی نہیں

ہوئی تھی کہ جس سے حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کی رضاعت کا امکان پیدا ہو سکے۔ اس کے باوجود حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماؤں میں ذکر کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماؤں کی طرح پالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں (کی طرح) بن کر رہی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ''ماں'' کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے اور آپ سے ماں جیسی ہی محبت فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امِ ایمن کا ناز اٹھاتے تھے

انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مال میں سے کھجوروں کے درخت دیا کرتے تھے؛ تا کہ مہاجرین پر خرچ کریں، یہاں تک کہ جب قریظہ فتح ہوا اور بہت زیادہ کھجوروں کے درخت حاصل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام لوگوں کو کھجوروں کے درخت واپس کیے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے بھی گھر والوں نے بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کھجوروں کے درختوں کا سوال کروں جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے رکھے تھے۔ میں پہنچا تا کہ ہمارا امِ ایمن کو دیا ہوا درخت واپس لوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: امِ ایمن سے لے لو، میں حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے صاف انکار کر دیا، میرے گلے میں کپڑا ڈال دیا اور کہنے لگیں:

اُس ذات (اللہ تعالیٰ) کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی کھجوروں کے وہ درخت انس کے گھر والوں کو نہیں دیں گے جو مجھے دے چکے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کو خوش کرنے کے لیے

زیادہ درخت انھیں عطا فرمائے؛ مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تقریباً دس گنا زیادہ درخت انھیں عطا فرمائے۔

کیا کسی صحابی کی یہ مجال ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حکم فرمائیں اور وہ اسے ماننے سے انکار کردے؟ یہ حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا ہی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بعد بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سر ہوگئی اور نہایت سختی کے ساتھ درخت واپس دینے سے انکار کردیا۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں کچھ نہیں فرمایا؛ بلکہ اُنھیں راضی کرنے کے لیے اُن کا ناز اٹھاتے ہوئے انھیں کئی گنا زیادہ عطا فرمایا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے نہایت عمدہ الفاظ

جب واقعۂ افک پیش آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس تہمت والزام سے شدید گھٹن محسوس کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی کے خاطر حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: تمھارا اِس بارے میں کیا خیال ہے؟

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہایت عمدہ الفاظ میں اُس بے ہودہ الزام سے براءت اور پاکیزگی کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا کہ:

میری آنکھیں اور کان اِس بات سے دور رہیں کہ میں اُن کے بارے میں بھلائی کے علاوہ کچھ جانوں یا سوچوں۔

دادا عبدالمطلب کی حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کو نصیحت

دادا جناب عبدالمطلب نے خاص طور پر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال رکھنے

کے لیے متعین کیا تھا اور اس میں کسی بھی طرح کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا: عبد المطلب نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ: اے امِّ ایمن! میرا یہ پوتا تمھارے پاس امانت ہے، اُس کا پورا خیال رکھنا اور کبھی بھی اُس کے بارے میں غفلت میں نہ پڑنا، میں نے اُس کو بچوں کے ساتھ بیری کے درخت کے پاس دیکھا ہے اور اِن یہود ونصاریٰ کو امید ہے کہ: میرا یہ بیٹا نبی بننے والا ہے۔

گویا بچپن سے دادا عبد المطلب کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ نبی ہونے والے ہیں؛ اِس لیے وہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو خاص نصیحت کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل

جب دادا عبد المطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چچا ابو طالب کے حوالے کیا اُس وقت چچا ابو طالب اور اُن کی بیوی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب خدمت کی، جب چچی کا انتقال ہوا تو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اُن کو غسل دیا اور کفن کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قمیص مبارک کو بطورِ کفن دیا، جب اُن کی قبر میں اتارنے کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے قبر میں اترے، اپنی برکت قبر میں رکھی، پھر چچی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔

نبی جی کے خاندان کے بارے میں ایک خواب کی وجہ سے حضرت امِّ ایمن پوری روتی رہی

ایک مرتبہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پڑوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! امِّ ایمن ساری رات نہیں سوئی اور صبح تک مسلسل روتی رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیج کر انھیں بلوایا اور فرمایا: اے امِّ ایمن! اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہ لائے، آپ کے پڑوسیوں سے معلوم ہوا کہ آپ رات بھر نہیں سو سکیں اور روتی رہیں۔ کس چیز نے آپ کو رُلایا؟

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک بہت سخت پریشان کرنے والا خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں رات بھر روتی رہی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: خواب بیان کیجیے! اللہ کا رسول اسے بہتر جانتا ہے۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: مجھ میں وہ خواب بیان کرنے کی ہمت نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: خواب ایسا نہیں ہوگا جیسا آپ نے دیکھا ہے، آپ بیان کیجیے! اُس پر انھوں نے خواب بیان کیا کہ: میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک کے اعضا میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے امِّ ایمن! آپ کی آنکھیں ہمیشہ میٹھی نیند سوتی رہیں، اِس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہ ایک بیٹے (حسین) کو جنم دے گی جس کی پرورش آپ اپنے گھر میں کریں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا ساری رات جاگنا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے اس جاگنے اور رونے کی وجہ سے پریشان ہونا اور دعائیں دینا یہ دونوں طرف کے اچھے تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ عادات: صبر اور شکر

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا ایک عجیب بات نقل کرتی ہیں کہ: میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے وفات تک ساتھ رہی؛ مگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے بھوک و پیاس کی شکایت کی ہو؛ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن ہی سے صبر وشکر والے تھے۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح میں اٹھتے تو زمزم کا پانی پیتے اور ہم اُن کو ناشتہ دیتے تو وہ کہتے کہ: مجھے ناشتے کی ضرورت نہیں، میرا پیٹ بھرا ہوا ہے؛ گویا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اپنے لاڈلے حبیب کو کھلاتے تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سیاہ رنگ ہونے پر منافقین کا طعنہ دینا

پہلے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوئی، حضرت زید گورے رنگ کے تھے اور حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سیاہ رنگ کی تھی، جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو اُن کا رنگ بھی سیاہ نکلا؛ اِس لیے کچھ منافق حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ذلیل کرنے کے لیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے لیے یہ کہتے تھے کہ:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نطفے سے نہیں ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے تکلیف پہنچتی؛ لیکن ان کے خاموش کرنے کا کوئی ظاہری طریقہ نظر نہ آیا، عربوں میں قِیافہ شناسی (شکل وصورت اور حرکات وسکنات

سے نسب کا اندازہ لگانے) کا ملکہ بہت تھا، قِیافہ شناس کی بات عام طور پر وحی کے برابر سمجھی جاتی تھی، اتفاق سے ایک دن ایک قیافہ شناس -جس کو قیافہ شناسی میں خاص مہارت اور شہرت تھی- آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ دونوں سر سے پیر تک ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے، صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے، اس نے یہ دیکھ کر کہا کہ: یہ قدم ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں۔

یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہنستے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: تم کو کچھ معلوم ہے، قیافہ شناس نے ابھی زید واسامہ (رضی اللہ عنہما) کے پاؤں دیکھ کر کہا کہ: یہ قدم ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں۔

اِس واقعے میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیافہ شناس کے کہنے پر محض اِس وجہ سے خوشی ہوئی کہ اس سے دشمنوں کی زبان بند ہوگئی؛ ورنہ شانِ نبوت اِس سے بہت بلند ہے کہ وہ کاہنوں، منجموں اور قیافہ شناس کی بات کا یقین کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے مذاق فرمانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ آپ کسی کے ساتھ مذاق فرماتے تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے؛ بلکہ سچی مذاق فرماتے تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذاق کرنے سے کسی کو تکلیف ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذاق میں بھی سامنے والے کے مزاج کی رعایت فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی

اور کہنے لگی کہ: حضور! مجھے سواری کی ضرورت ہے، آپ مجھے سواری دیجیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ہم تم کو اونٹنی کا بچہ دیں گے۔

اِس پر حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: حضور! اونٹنی کا بچہ میرا وزن اور بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ میں اُس پر کیسے بیٹھوں گی؟ مجھے اونٹنی کا بچہ نہیں؛ بلکہ اونٹنی چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے کہ: نہیں نہیں! ہم تو تم کو اونٹنی کا بچہ ہی دیں گے، پھر کچھ دیر کے بعد اُن کو ایک بڑا سا اونٹ دیا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ: ارے امِ ایمن! اونٹ بڑا ہو کہ چھوٹا ہو، وہ کسی اونٹنی ہی کا تو بچہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل سچی مذاق فرمائی؛ کیوں کہ کوئی آدمی دادا بھی بن جائے؛ لیکن وہ اپنی ماں کا تو بیٹا ہی ہوتا ہے، کوئی باپ بن جائے؛ مگر وہ ماں کا بیٹا ہی ہوتا ہے، اِسی طریقے سے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا سے مذاقاً فرمایا کہ: میں تم کو جو اونٹ دوں گا وہ اپنی ماں کے لیے تو بچہ ہی ہے۔

میری بیٹی ”فاطمہ“ کو اُن کے شوہر علی کے گھر پہنچا دو

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی -خوشی کا موقع ہو یا غمی کا موقع- برابر خدمت کرتی تھی، جس دن جنت کی عورتوں کی سردار: حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، اُس وقت بھی شادی کی تمام خدمات حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا نے انجام دیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصتی کے وقت حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا سے ہی کہا کہ:

”امِ ایمن! میری بیٹی فاطمہ کو اُن کے شوہر حضرت علی کے گھر پہنچا آؤ“۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تک

رخصت کیا، کیا ہی خوب طریقے سے رخصتی ہوئی، بالکل سادگی کے ساتھ، نہ بارات لے جانے کا کوئی چکر اور کھانا پکانے کا کوئی ٹینشن!! (ہمارا پیغام)

اپنی بیٹی و بہن کی رخصتی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی طرح بنائیں

آج کے دور میں جہاں غربت کی وجہ سے کئی گھرانوں میں جوان لڑکے اور لڑکیاں بے نکاح بیٹھے ہیں، اُس کا واحد علاج یہی ہے کہ ہم نکاح کو مسنون طریقے کے مطابق بالکل سادہ بنائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيسَرُهُ مُؤْنَةً. (مشکوۃ شریف:۳۰۹۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں سب سے کم مشقت (کم خرچہ اور تکلف نہ) ہو۔

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے ذریعے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے عمل میں ہمارے لیے بڑا سبق ہے کہ ہم بھی اپنی بیٹی و بہن کی رخصتی اِس طرح انجام دینے کی کوشش کریں، اپنے معاشرے میں شادی کو لے کر رائج برے رواج مثلاً پچاسوں لوگوں کو بارات میں لے کر جانا، قرض لے کر کھلانا پلانا وغیرہ رسومات کو ختم کرنے کی کوششیں کی جائیں۔

ہر غمی و خوشی کے موقع پر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا شریک رہتی تھی

جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو اُن کے غسل میں حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا شریک رہی، اِسی طرح حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا

جب مکہ میں انتقال ہوا تب بھی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اُن کی تجہیز وکفن کے موقع پر موجود رہی، الغرض! کوئی بھی موقع ہوتا-خواہ غمی کا ہو یا خوشی کا- ہر موقع سے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے گھر والوں کی خدمت میں لگی رہتی تھی۔

بیٹا اسامہ! لشکر کی روانگی فی الحال موقوف کر کے مدینہ آجاؤ

اللہ کے پیارے حبیب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ایک لشکر روانہ کیا اور اُس لشکر کا امیر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، لشکر کی روانگی ہو ہی رہی تھی کہ کچھ دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری وقت شروع ہوا تو حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو میسیج بھیجا کہ:

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری وقت شروع ہو گیا ہے، تم ابھی اپنے سفر کو روک لو اور مدینہ منورہ واپس آجاؤ۔

امی کا پیغام سنتے ہی فوراً حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جنازے میں تدفین تک کے مرحلے میں شریک رہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اور اُن کی فیملی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے وفات تک ساتھ دیا؛ بلکہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بہت اچھے تعلقات رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں کچھ لکنت تھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس دارِ فانی

سے باری سبحانہ وتعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو یہ بہت غمزدہ ہوئی؛ حتی کہ آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے رہے، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں کچھ اشعار بھی کہے جو سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔

اب وحی کا آنا بھی بند ہو گیا

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا اُس پر بہت رونے لگی تھی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سمجھانے آئے اور کہنے لگے کہ: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے پاس گئے ہیں، وہاں اُن کے لیے بہتر خزانہ ہے۔

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ:

میں جانتی ہوں کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین بدلہ ہے؛ مگر میں اِس لیے روتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے تو وحی کا آنا بند ہو گیا، قرآن کا اترنا بند ہو گیا، اُس پر مجھے رونا آتا ہے۔

بعض روایتوں میں ''وحی'' کی جگہ ''آسمانی خیر و برکت'' کے الفاظ آئے ہیں؛ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے آسمان سے اترنے والی ہر خیر سے محروم ہو گئے ہیں۔

عام لوگوں کے بیچ حضرت امِّ ایمن کا مقام ومرتبہ

مدینہ منورہ کے عام معاشرے میں بھی حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا ایک خاص مقام و مرتبہ تھا؛ بلکہ حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا ایک خاص مقام ومرتبہ رہا، اِس کا اندازہ اِس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے غلام ''حسن بن امیہ'' کا ''ابن ابی الفرات'' نامی ایک شخص سے جھگڑا ہوگیا، جھگڑے کے بیچ ابن ابی الفرات نے انھیں ''ابنِ برکہ''؛ یعنی برکہ کا بیٹا کہہ دیا۔

حسن بن امیہ نے کہا: لوگو! گواہ رہنا؛ یعنی اس پر گواہ رہنا کہ اس نے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا نام طنز میں لیا ہے۔

پھر حسن بن امیہ نے یہ معاملہ مدینہ کے قاضی کے سامنے اٹھایا، اس پر قاضی ابوبکر نے ابن ابی الفرات کو بلایا، قاضی صاحب اور ابن ابی الفرات کے بیچ جو بات چیت ہوئی وہ اِس طرح ہے:

قاضی ابوبکر نے ابن ابی الفرات سے کہا کہ: تو نے جو حسن کو ''ابن برکہ'' کہا ہے تو تیرا اس سے کیا مقصود تھا؟

ابنِ ابی الفرات نے کہا کہ: میں نے کنیت کے بہ جائے حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کا اصل نام لیا ہے، بس! اس کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔

قاضی ابوبکر نے جواب دیا کہ: نہیں! تیرا مقصد اس کے ذریعے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے مقام ومرتبے کو کم کرنا تھا؛ حالاں کہ اسلام میں جو اُن کا مقام ہے وہ بہت ہی اونچا ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں فرمایا کرتے تھے: ''اے میری ماں، اے امِّ ایمن'' (یعنی انھیں برکہ نہیں کہا کرتے تھے۔

اس کے بعد قاضی ابوبکر نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہ کرے، اگر میں آج کے دن تمھیں (اس بے ادبی پر) معاف کردوں!

چناں چہ اسے ستّر (۷۰) کوڑے لگوائے۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا پانچ احادیث کی راویہ ہیں

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول روایات دوطرح کی ہیں:
ایک وہ جس کا تعلق کسی نہ کسی طور پر سیرتِ طیبہ سے ہیں، اُن کو سیرتی روایات کہا جاسکتا ہے اور دوسری قسم وہ جن کا تعلق کسی نہ کسی طور پر اسلامی اوامر واحکامات سے ہیں۔
حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا چوں کہ وہ خوش قسمت خاتون ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے وفات تک بہت زیادہ قریب رہنے اور خدمت کرنے کا موقع ملا؛ اِس لیے سیرتی روایات سے تو وہ بہ خوبی واقف تھی، اِس تعلق سے بہت سی ایسی روایات ہیں جو تلاش وتتبع کے بعد مل سکتی ہیں؛ البتہ وہ روایات جن کا تعلق شرعی اوامر واحکام سے ہیں تو ایسی روایات کے بارے میں سیرت لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ: حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ احادیث کو نقل کیا؛ یعنی حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا پانچ احادیث کی راویہ ہیں۔

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے بھی حیات تھی، اِسی طرح دورِ فاررقی میں بھی حیات تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو خبر ملنے پر حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگی کہ اب اسلام کمزور ہوگیا اور بالآخر دورِ عثمانی میں سنہ ۲۳ھ میں انھوں نے اِس دنیا کو الوداع کہا۔
میری دینی بہنو! جب کبھی بھی آپ کسی افریقن عورت کو دیکھیں تو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو یاد کریں کہ وہ بھی اِن میں سے ہی تھی، اُن کے ساتھ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی

نسبت اور تعلق (Connection) کو یاد کرتے ہوئے اُن کا اکرام کریں اور اُن کے ساتھ احترام سے پیش آئیں۔

اِس واقعے سے ایک اَور اہم سبق ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ:

نبوی سنت یہ ہے کہ ہم اپنے حقیقی والدین اور وہ ساری عورتیں جنھوں نے ہماری بچپن میں خدمت کی، اُن کی خوب خدمت کریں، اُن کے ساتھ وقتاً فوقتاً حسنِ سلوک کا معاملہ کریں، اُن کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری امتِ مسلمہ کی جانب سے حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی مائیں

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی رضاعی ماں: حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ (البقرة:۲۳۳)

ترجمہ: اور مائیں پورے دوسال اپنی اولاد کو دودھ پلائیں ، یہ مدت ان لوگوں کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر ضروری ہے کہ ان (دودھ پلانے والی ماؤں) کے کھانے اور ان کے کپڑے کا خرچہ معروف طریقے سے اٹھائے ، کسی شخص کو اس کی وسعت (یعنی حیثیت) سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی ، نہ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف پہنچائی جائے اور نہ باپ

کواس کے بچے کی وجہ سے (خرچہ دینے میں تکلیف دی جائے) اور (اگر بچے کا باپ نہ ہوتو محرم) وارث پر اسی طرح (بچے کو دودھ پلانے اور پرورش) کی ذمے داری ہے، پھر اگر وہ دونوں (یعنی بچے کے ماں، باپ) آپس کی خوشی اور مشورے سے (دوسال پورے ہونے سے پہلے ہی بچے کا) دودھ چھڑانا چاہیں تو (اس میں بھی) ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اور اگر تم یہ چاہو کہ کسی (دایا) سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، جب کہ تم نے (دودھ پلانے کی) جو (اجرت) دینا طے کی تھی وہ بھلے طریقے سے (قاعدے کے مطابق) تم (دایا کو) دے دو، اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (یہ بات) تم جان رکھو کہ تم جو اعمال کرتے ہو ان کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح دیکھ رہے ہیں۔

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کا ذکر کرتا رہے

محبت و عشق کا یہ تقاضا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا، اُس کے خاندان کا اور اُس سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کا تذکرہ کرتا رہے، ہم بھی چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں؛ اِس لیے ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز؛ یہاں تک کہ رضاعی ماؤں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی مائیں کتنی ہیں؟

سیرت کی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرنے والی کئی ایک خواتین کے نام ملتے ہیں، جن کی تعداد دس تک بھی شمار کی گئی ہے؛ مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ: حضرت آمنہ کے علاوہ صرف دو خواتین

نے دودھ پلایا ہے، ان میں سے پہلی خاتون جنھیں سب سے پہلے دودھ پلانے والی خاتون ہونے کا شرف حاصل ہے وہ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور دوسری خاتون جنھیں دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے دودھ پلانے کا زمانہ سب سے لمبا ہے؛ اس لیے رضاعی ماں کے طور پر عموماً صرف انھیں کا نام لیا جاتا ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی رضاعی ماں: حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بہ نسبت حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو لوگ کم پہچانتے ہیں، خود ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے لوگوں کو بھی حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی ماں ہونے کی خبر نہیں تھی، ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریش کے خاندان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح حضرت ثوبیہ سے دودھ پیا تھا) کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بارے میں عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

وہ میرے لیے حلال نہیں ہے؛ کیوں کہ میں اور حمزہ رضاعی بھائی ہیں اور اُن کی بیٹی میری بھی بیٹی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: ہم نے آپس کی بات چیت میں سنا ہے کہ آپ درّہ بنت ابی سلمہ سے شادی کا ارادہ رکھتے ہیں؟

اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ میری بیوی امِ سلمہ کی بیٹی ہے؛ اِس لیے وہ میرے لیے حلال نہیں، اِس کے ساتھ ساتھ وہ میری رضاعی بہن بھی ہے؛ کیوں کہ اُس کے والد ابوسلمہ اور مجھے ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا۔

ماں کا دودھ بچہ کے لیے سب سے زیادہ طاقت والا ہے

ماں کا اپنے بچے کو دودھ پلانا بہت پرانا اور فطری قانون ہے، بچہ پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے تحنیک کی کھجور کھلائی جاتی ہے اور اُس کے بعد جو چیز بچے کے پیٹ میں جاتی ہے وہ ماں کا دودھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ میں عجیب نفع اور بڑی طاقت رکھی ہے، گائے، بھینس، بکری اور اونٹ کے دودھ کے مقابلے میں ماں کا دودھ پتلا ہوتا ہے؛ مگر قوت میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

دودھ پلانے والی ماں کے اثرات بچے میں منتقل ہوتے ہیں

دودھ پلانے کے وقت ماں کا اثر بچے میں منتقل ہوتا ہے، جس طرح خون (بلڈ) کا اثر دوسرے میں منتقل ہوتا ہے؛ اِس لیے ضروری ہے کہ ماں اپنی زندگی کو نیک بنائے، خاص طور پر دودھ پلانے کے زمانے میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتی رہے؛ کیوں کہ بچوں کے عادات واخلاق کی بہتری اور خرابی کا بڑا حصہ اِسی دودھ سے طے ہوتا ہے۔

دودھ پلانے کی اہمیت

ماں کے اپنے بچے کو دودھ پلانے کی تاریخ بہت پرانی ہے، قرآن کی روشنی میں دیکھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اُن کو دودھ پلانے کا قصہ سورۂ قصص میں موجود ہے۔

دودھ پلانے کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر حقیقی ماں کے علاوہ بچے کو اَور کوئی عورت دودھ پلائے تو اُس عورت کو شریعت نے ''ماں کا درجہ'' دیا ہے اور اس کو ''رضاعی ماں'' کہا جاتا ہے۔

ہمارے یہاں ڈھائی سال تک بچے کو دودھ پلایا جا سکتا ہے، اِس سے پہلے دودھ بند کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، جو عورت دودھ پلائے، بچے کے والد کو چاہیے کہ وہ اُس عورت کو کھانا- پینا، پیسے اور کپڑے عطا کرے، اگر ماں دودھ نہیں پلا سکتی تو کوئی دوسری عورت سے اُس بچے کو دودھ پلانا چاہیے۔

دودھ پلانے سے ایک نیا رشتہ قائم ہوتا ہے

یہ دودھ پلانا اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عجیب نعمت ہے کہ اُس کی بہ دولت ایک نیا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، بچے نے ڈھائی سال کی مدت میں جس عورت سے بھی دودھ پیا ہو، اُس عورت کے ساتھ اُس بچے کا رشتہ ماں کی طرح ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں رضاعی ماں اور رضاعی بہن کا تذکرہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (یعنی دایا) اور تمھاری دودھ شریک بہنیں۔

اور حدیثِ مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

فإنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ما يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. (المسلم:۳۵۷۹)

ترجمہ: بے شک رضاعت سے بھی وہ سارے رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔

نسب؛ یعنی حقیقی ماں کی وجہ سے جو رشتے داری ہوتی ہے ویسی ہی رشتے داری اُس ماں کے ساتھ ہوتی ہے جس نے ڈھائی سال کی مدت میں دودھ پلایا ہو۔

پرانے زمانے میں دودھ پلانے کا رواج

پرانے زمانے میں آج کل کی طرح بوتل کے دودھ(Baby food) کا رواج نہیں تھا؛ بلکہ مائیں بہ ذاتِ خود اپنے بچوں کو دودھ پلاتی تھیں، یا دودھ پلانے کے لیے کسی اور کے حوالے کر دیتی تھیں۔

عربوں میں یہ رواج تھا کہ دیہات کی عورتیں شہر آتیں اور بچے لے جاتیں، اُن کو دودھ پلاتیں، تربیت کرتیں اور اِس کام پر اُن کو مخصوص اجرت دی جاتی تھی، اِس طرح کرنے سے بہت سے فائدے ہوتے تھے، جیسا کہ بچہ دیہات کی صاف وشفاف آب وہوا میں پرورش پاتا تھا، بچہ فصیح اللسان بنتا تھا وغیرہ۔

سب سے پہلے ماں آمنہ اور حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا

سب سے پہلے ماں آمنہ نے سات یا آٹھ یا نو دن یا سات مہینے کی مدت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِسی مدت میں ایک دوسری عورت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے بھی دودھ پلایا، بخاری شریف ہی کی پانچ سے چھ روایات میں ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے ثویبہ نے دودھ پلایا۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے کتنی مدت تک دودھ پلایا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے کتنے دن دودھ پلایا؟ اُس کی کوئی تعیین تو نہیں ملتی، کسی نے دو-تین دن لکھا تو کسی نے تین-چار دن؛ البتہ مکہ کے شریف لوگوں کا دستور تھا کہ اپنے بچوں کو- جب کہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے- دودھ پلانے والیوں

کوسونپ دیتے اور کسی اچھی آب و ہوا کی جگہ پر باہر بھیج دیا کرتے تھے، اِس کے مطابق والدہ ماجدہ حضرت آمنہ اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا دونوں کے دودھ پلانے کی کل مدت آٹھ دن ہوتی ہے جن میں سے کچھ دن حضرت آمنہ نے اور کچھ دن حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔

کئی جلیل القدر صحابہ اور سردارانِ قریش کی رضاعی ماں

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا بڑی خوش نصیب خاتون تھی، اِس خاتون نے تقریباً پچیس برس تک بچوں کو دودھ پلایا، جن میں بڑے بڑے صحابہ اور قریش خاندان کے ہونے والے سردار بھی شامل ہیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

② حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے: حضرت مسروح رضی اللہ عنہ۔

③ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رضاعی ماں سے دودھ پیا ہے: ایک تو حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا؛ اس لیے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چچا بھتیجے کے ساتھ رضاعی بھائی بھی ہوتے ہیں۔

④ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ۔

⑤ عبداللہ ابن جہیز۔

⑥ حضرت ابوسلمہ ابنِ ابوالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ۔

⑦ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ۔

عرب میں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ایک ایسی اکیلی خاتون ہے جس نے مختلف اوقات میں اوپر مذکور بڑے بڑے حضرات کو دودھ پلایا، یہ سارے حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہوئے۔

''ثُوَیبہ'' ایک بہترین نام ہے

ثویبہ ''ث'' پر پیش، ''واؤ'' پرزبر، ''ی'' پر جزم اور ''ب'' پر زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

ثویبہ ایک بہترین نام ہے؛ کیوں کہ سب سے پہلے تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں کا نام ہے اور ثویبہ کا معنی ہے: چھوٹا کپڑا، چھوٹا سا حوض؛ چوں کہ پانی ایک جگہ جمع ہو جائے تو اُس کو حوض کہتے ہیں، اِسی طرح جس میں بہت سی خوبیاں ایک جگہ جمع ہو جائے اُس کو ''ثویبہ'' کہتے ہیں؛ لہٰذا معنی کے اعتبار سے بھی یہ نام بڑا نیک اور پیارا نام ہے۔ اور اس نام کی اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ یہ دو جہاں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں کا نام ہے۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا قدرے تعارف

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب باندی تھی، جب حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے پیر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خبر سنی تو فوراً چچا ابولہب کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ: خوش ہو جاؤ! میں تمھارے پاس ایک خوش خبری لائی ہوں کہ تمھارے بھائی عبد اللہ کی بیوی آمنہ کے یہاں آج بچہ پیدا ہوا ہے۔

چچا ابولہب کے کانوں میں اِس بات کا پڑنا تھا کہ اتنا خوش ہوا کہ سنتے ہی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا۔

ہمارے معاشرے کی ایک عام خرابی

اولاد کا ہونا بے شک اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے؛ لیکن ہمارے معاشرے میں بہت سی جگہ اولاد نہ ہونے پر طعن کرتے ہیں، یہ ایک غلط طریقہ ہے؛ کیوں کہ اولاد کے ہونے نہ ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ إِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ إِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا.

ترجمہ: جس کو چاہتے ہیں (اس کو) بیٹیاں عطا کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بیٹے عطا کرتے ہیں ﴿۴۹﴾ یا ان کو لڑکے اور لڑکیاں (دونوں) جمع کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) بانجھ (یعنی بے اولاد) رکھتے ہیں۔

بہت سے گھروں میں نرینہ (مذکر) اولاد نہ ہونے پر منہ چڑھاتے ہیں، اُس بچی کی ماں سے نہ شوہر اور نہ ہی شوہر کے گھر والے ڈھنگ سے بات کرتے ہیں، بچی کی پیدائش پر اُس خاتون کو چار لوگوں کے سامنے طرح طرح کی باتیں نکال کر ذلیل کرتے ہیں، ان سب کاموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

ابولہب کے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ کی عنایت

ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرتا تھا، بچپن میں بھی اور جوانی میں بھی؛ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا گیا تب ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی فہرست میں شامل ہو گیا۔

ابھی آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوش خبری سنانے

پر چچا ابولہب نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیا، روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر یہ بدلہ دیا کہ کفر کی وجہ سے اگرچہ جہنم میں ہے؛ مگر ہر پیر کو اُس کے عذاب میں کچھ آسانی کردی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی شان کتنی عظیم ہے کہ باوجود کافر ہونے کے اُس کے نیک کاموں کی بنا پر اُس کو کچھ راحت بخشتے ہیں۔

بعض سیرت کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس نے اور بعض روایت کے مطابق خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ: بہت بری حالت میں ہوں؛ لیکن انگلی اور انگوٹھے کے بیچ ہر پیر کو مجھے پانی دیا جاتا ہے؛ کیوں کہ اِس ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوش خبری سنانے پر حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا۔

اچھا برتاؤ کرنے والے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے

جب کوئی ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے یا احسان کرے تو ہمیں بھی اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری رضاعی ماؤں کے ساتھ حقیقی ماں جیسا برتاؤ کیا، بچپن میں ہماری بھی جس خاتون نے خدمت کی ہو، مثلاً تیل لگادیا، نہلادیا، صاف کردیا یا کوئی اور خدمت کی ہو تو اُس کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کی عادت بناؤ، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسنِ سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نبوت مل گئی، اُس کے بعد بھی جب کبھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا آتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتے، اُن کا اکرام کرتے، ان کی ضرورت

کو پورا کرتے، اُن کو نقد رقم بھی دیتے۔ اتنا ہی نہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تب بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اچھا تعلق رکھتے تھے، مدینہ سے اُن کے لیے کپڑے، تحائف اور نقد رقم برابر بھیجتے رہتے تھے اور یہ حسنِ سلوک صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں؛ بلکہ آپ کی خاص چہیتی اور پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر اُن کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتی اور کہتی کہ: یہ میرے شوہر کی رضاعی ماں ہے۔

چوں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا آزاد ہو چکی ہے؛ اِس لیے روایت میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو آزاد کروانے کی کوشش بھی کی؛ لیکن پھر معلوم ہوا کہ یہ تو آزاد ہو چکی ہے، یہ حسنِ سلوک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے تھا؛ حالاں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت مال دار خاتون تھیں اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا باندی تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اِس عمل سے ہم سب کو یہ سبق ملتا ہے کہ شوہر کے خاندان والوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے؛ کیوں کہ یہ بیوی کے ساتھ شوہر کی محبت کو بڑھاتا ہے، ساس وخسر کی خدمت، نند کے ساتھ اچھا برتاؤ وغیرہ سب اِس میں شامل ہیں۔

رشتے دار کے ساتھ حسنِ سلوک: نبوی سنت اور قرآنی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اتنے اونچے مقام پر ہونے کے باوجود بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے، یہی طریقہ قرآنِ کریم میں

اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھایا ہے:

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ﴿٦٠﴾ (الرحمٰن:٦٠)

ترجمہ: اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا (ہوسکتا) ہے؟

ہمارے معاشرے میں تو حقیقی ماں کے ساتھ بھی بدسلوکی کی جاتی ہے

آج کل تو اولاد اپنی حقیقی ماں کو بھی بھول جاتی ہے، بہت سے مقامات میں اولاد والدین کو شادی کی کچھ مدت کے بعد Old Home میں بھیج دیتے ہیں، وہاں عموماً اُن کے لیے راحت وسکون نہیں رہتا، اگر مکمل سہولت ہو پھر بھی ماں باپ کی خدمت کے ذریعے جنت کمانے کا بہترین موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔

پیاری بہنو! والدین کو Old Home بھیج دینا یہ ہمارا طریقہ نہیں، اسلامی کلچر تو یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کمائے۔

والدین کی رضامندی کی اہمیت

قرآن واحادیث میں متعدد جگہ پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے؛ بلکہ توحید کے فوراً بعد بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا ذکر فرمایا، اِس سے والدین کی فرماں برداری کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ‌ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ‌ۚ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَيۡكَؕ اِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! تو اللہ کے ساتھ شرک مت کر، یقیناً شرک تو بڑا بھاری ظلم ہے(۱۳)اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کی؛ اِس لیے کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے (اور یہ بھی تاکید کردی) کہ میرا اور اپنے والدین کا تو شکریہ ادا کر، میری طرف ہی واپس لوٹ کر کے آنا ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ. قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. (المسلم:۲۵۵۱)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اس شخص کی) ناک خاک آلود ہوگئی (یعنی وہ ناکام اور ذلیل ہوگیا) پھر (اس کی) ناک خاک آلود ہوگئی، پھر (اس کی) ناک خاک آلود ہوگئی، پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُحْضُرُوا الْمِنبَرَ، فَحَضَرْنَا. فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ: اٰمِيْن، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: اٰمِيْن، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: اٰمين، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ

اللهِ! لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئاً مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ؟ فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، قُلْتُ: اٰمين، فَلَمَّا رَقَيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ. فَقُلْتُ: اٰمين، فَلَمَّا رَقَيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبْوَيهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يَدْخُلَاهُ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: اٰمين. (الترغيب:۱۶۷۷)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب آجاؤ، تو ہم لوگ منبر کے قریب پہنچ گئے، پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین، پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین، پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا: آمین، جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبے سے فارغ ہوکر نیچے اُترے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت جبریل علیہ السلام میرے سامنے ظاہر ہوئے تھے (جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، تو انھوں نے کہا:) ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی، تو میں نے کہا: آمین، پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا، تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا: آمین، پھر جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا، تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے والدین یا ان دونوں میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور (والدین کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) وہ اس کو جنّت میں داخل نہ کرائیں، تو میں نے کہا: آمین۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت

ہجرت کے ساتویں سال ۶۲۹ء میں جب خیبر سے واپسی ہوئی تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ آپ کی رضاعی ماں ثویبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت غمگین ہوئے اور جب فتحِ مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی دریافت کیا کہ میری رضاعی ماں کے خاندان میں سے کوئی ہے؟ اور یہ سوال ایک آدھ بار نہیں؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعدد بار اِس بات کو دوہراتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں کا بھی برابر خیال رکھتے؛ یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہوگیا کہ اُن کے خاندان میں سے اب کوئی نہیں بچا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی والدین اور رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری رضاعی ماں: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

بسم الله الرحمن الرحيم

١٤٣٠

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ. (البقرۃ:۲۳۳)

ترجمہ: اور مائیں پورے دو سال اپنی اولاد کو دودھ پلائیں، یہ مدت ان لوگوں کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت جن خواتین کو حاصل ہوئی ان میں دوسری خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے دودھ پلانے کا زمانہ سب سے لمبا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش

اپریل کے مہینے کی ۲۰؍تاریخ تھی اور عیسوی سال ۵۷۱؍تھا کہ دنیا کے سب سے عظیم انسان، اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی، ہم سب کے آقا، تاجدارِ مدینہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس دنیا میں تشریف لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر اہم تبدیلی

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش رات کے اخیر وقت (صبح صادق کے وقت) میں ہوئی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی اُس وقت مشہور صحابی حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ:

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو پورے گھر میں نور ہی نور ہو گیا، آسمان سے ستارے جھک کر نیچے آگئے اور ایسی نورانیت پھیل گئی کہ مکہ سے ہزاروں میل دور شام و کسریٰ کے محلات حضرت آمنہ کو نظر آنے لگے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اُس وقت ایران کا بادشاہ کسریٰ تھا، ایران میں ایک زلزلہ آیا اور محل کے چودہ کنگرے (منارے) گر گئے۔

فارِس کے لوگ- جنھیں پارسی کہا جاتا ہے- اپنے ملک میں ایک ایسی آگ کی عبادت کرتے تھے جو ایک ہزار سال سے برابر جل رہی تھی؛ لیکن جس رات دنیا کے سب سے عظیم انسان، اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس دنیا میں تشریف لائے، وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی، ایرانی بادشاہ پریشان ہو گیا کہ آخر کس وجہ سے محل میں زلزلہ آیا، چودہ کنگرے گر گئے اور ایک ہزار سال سے مسلسل جلنے والے آگ اچانک بجھ گئی اور ٹھنڈی ہو گئی!!!

یہ تھی اللہ تعالیٰ کے آخری پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی برکتیں، دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کہنے سننے کے صدقے میں دنیا و آخرت کی برکتیں عطا فرمائیں، آمین!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پر دادا عبدالمطلب کا عمل

دادا عبدالمطلب کو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش کی خبر ملی تو انھوں نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لیا اور کعبہ میں چلے گئے، وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے یتیم پوتے کے لیے خوب دعائیں کیں۔

معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش پر خوشی ہونی چاہیے اور پیدائش پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بچے کے لیے دعائیں کرنی چاہیے۔

ایک سنت یہ بھی ہے کہ بچے کی پیدائش پر اُس کو اللہ والوں کے پاس لے جانا چاہیے، مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے بچوں کو ان کے رشتے دار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آتے تھے، روایتوں میں تو یہاں تک آتا ہے کہ بعض بچوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پیشاب بھی کیا۔

دادا عبدالمطلب نے کعبہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لا کر حضرت آمنہ کی گود میں دیا، پھر دادا عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا اور پورے خاندان کو دعوت دی۔

عرب کا ایک اچھا رواج: بچوں کو دودھ پلانے کے لیے دیہات بھیجنا

عرب میں ایک رواج یہ تھا کہ مائیں اپنے بچوں کو عامتاً چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں دودھ پلانے کے لیے بھیج دیتیں؛ کیوں کہ چھوٹے گاؤں میں عربی زبان بہت صاف ہوتی، وہاں پرورش بھی اچھی ہوتی، دیہات کی عورتیں بڑی شفقت و محبت کرنے والی بھی ہوتیں۔

دادا عبدالمطلب اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات

دادا عبدالمطلب کو اپنے یتیم پوتے کی بہت فکر سوار رہتی تھی؛ اِس لیے آپ کے لیے انھوں نے دودھ پلانے والی عورت کو تلاش کرنا شروع کیا، اُس زمانے میں گاؤں کی خواتین شہر میں آتیں؛ تاکہ کوئی بچہ مل جائے تو اُس کی دیکھ بھال اور خدمت کرے، اِس طرح بدلے میں کچھ رقم حاصل ہو جائے۔

اُن آنے والی عورتوں میں قبیلۂ بنوسعد سے مکہ مکرمہ ایک قافلہ آیا اور قافلے کی سبھی عورتوں نے مکہ کے الگ الگ مال دار گھرانے سے بچے لے لیے، جب عورتیں سنتیں کہ آمنہ کے گھر بھی ایک بچہ ہے تو دیکھنے جاتیں؛ لیکن کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں لیتی تھیں؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھے؛ اِس لیے یہاں سے زیادہ رقم ملنے کی امید نہیں تھی، قافلے میں ایک عورت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھی جس کو کوئی بچہ نہیں ملا تھا، دوسری طرف دادا عبدالمطلب دودھ پلانے والی خاتون کی تلاش میں تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی ملاقات حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے کروادی۔

حلیمہ نام سے نیک فالی

دادا عبدالمطلب نے اُن سے پوچھا کہ: تم کون ہو؟

کہنے لگی: میرا نام حلیمہ ہے۔

دادا عبدالمطلب نام سن کر ہنس پڑے اور نیک فالی لی کہ جس عورت میں حلم و بردباری ہو وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہے۔ ''حلیم'' تو باری تعالیٰ کی صفت ہے، پھر خاندانِ بنو سعد سے ہو اور ''سعد'' کا معنی ہے: نیک بختی اور خوش نصیبی، پھر کہنے لگے کہ: میرا ایک

یتیم پوتا ہے، تمھارے قافلے کی سبھی عورتوں کو میں نے دکھایا؛ مگر انھوں نے لینے سے انکار کردیا، اُس کو اگر تم لے جاؤ تو بہت اچھی بات ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: مجھے تھوڑا وقت دیجیے! میں اپنے شوہر سے مشورہ کرلیتی ہوں، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں اپنے شوہر کے پاس گئی اور اس بچے کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے کہ: چلو! ہم خالی ہاتھ تو نہیں جائیں گے، اسی یتیم بچے کو لے لو، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اسی میں ہمیں برکت عطا فرمائے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی ملاقات

جس وقت حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے اجازت لے کر آئی اور دادا عبدالمطلب کو خبر دی تو دادا کا چہرہ خوشی سے چمکنے دمکنے لگا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جب بچے کو لینے کے لیے گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت خوب صورت اور خوشبو والے کپڑوں میں بستر پر سو رہے تھے، اُس وقت آپ سانس لے رہے تھے اور سانس کی آواز کے ساتھ مشک جیسی خوشبو نکل رہی تھی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے جب اپنا ہاتھ آپ کے سینے پر رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسکراتے ہوئے آنکھ کھولی، آنکھوں کا کھولنا تھا کہ ایک نور نکلا اور آسمانوں تک چلا گیا۔ یہ منظر اتنا سہانا اور عجیب تھا کہ میں نے بے ساختہ دونوں آنکھوں کے بیچ بوسہ لیا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت آمنہ سے بات کرکے بچے کو لے لیا، اُس وقت حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک یتیم بچہ نہیں؛ بلکہ دنیا و آخرت کے سردار کو اپنی گود میں لیا تھا جس کی عجیب و غریب برکتیں وہ پورے دودھ پلانے کی مدت میں دیکھتی رہی۔

حضرت آمنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کہتے ہوئے دعا دینا

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا لے کر جانے لگی تو ماں آمنہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ:

اے حلیمہ! میرے بچے کے بارے میں اطمینان سے رہنا، اُس کی شان بہت اونچی ہونے والی ہے۔

اور دعائیں دیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کیا کہ:

میں اپنے اِس بچے کو ربِّ ذوالجلال کی حفاظت میں دیتی ہوں، پہاڑوں پر جو برائیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن تمام سے میرے اِس بچے کی حفاظت فرمائیں۔

بچے کو کسی دوسری عورت کے پاس دودھ کے لیے بھیجنے پر ایک سوال اور اس کا جواب

آج بہت سے سیدھے سادھے مسلمان مغربیت سے متأثر ہوکر یہ سوچنے لگتے ہیں کہ: ایک معصوم جان کو پیدائش کے کچھ ہی دن بعد کسی اجنبی عورت کے حوالے کردیا جاتا تھا اور اسے اس کی حقیقی ماں سے کیسے دور کردیا جاتا تھا جس سے بڑھ کر بچے کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتا ہے اور جسے ماں جیسی محبت کوئی نہیں دے سکتا ہے؟

خاص طور پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں تو یہ سوال اور بھی بھاری ہوجاتا ہے کہ کیسے ایک بیوہ عورت، جس کا شوہر شادی کے کچھ ہی دنوں بعد اسے چھوڑ کر سفر پر روانہ ہوجاتا ہے اور حمل کے زمانے میں شوہر کا بھی انتقال ہوجاتا ہے، ایسی بیوہ اور بے سہارا عورت سے بھی اس کے اکلوتے یتیم بچے کو دور کردیا جاتا ہے اور اپنے وطن

سے بہت دور ایک اجنبی عورت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے؟ بہ ظاہر یہ ماں اور بچے دونوں کے ساتھ نامناسب سلوک معلوم ہوتا ہے۔

اِس کا سب سے آسان جواب یہ ہے کہ: اِس طرح کے سوال اُس معاشرے میں جنم لیتے ہیں جس میں ہم جی رہے ہیں یا ہر اس معاشرے میں جنم لے سکتے ہیں جہاں اس طرح کی رضاعت (بچوں کو دودھ پلانے) کا رواج نہ ہو۔ دنیا میں بسنے والے انسانوں میں سماجی و معاشرتی رسم و رواج اور اخلاق و اقدار کا فرق ایک حقیقت ہے اور ہمارے اس زمانے میں جب کہ دنیا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود سمٹ کر ایک گاؤں کی طرح ہو چکی ہے، اس فرق کا جاننا اور سمجھنا بالکل مشکل نہیں رہا؛ لہٰذا یہ کہنا کافی ہوگا کہ چوں کہ عرب معاشرے میں الگ الگ وجوہات کی بنا پر اور مختلف اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کی غرض سے رضاعت (دودھ پلانے) کا رواج عام ہو چکا تھا؛ اس لیے اس سماج کی کسی روایت کو لے کر اپنے سماج کے نظریے سے اس پر سوال کرنا سرے سے صحیح ہی نہیں۔

عربوں میں مختلف مذاہب والوں میں دودھ پلانے کے لیے بچوں کو دیہات و گاؤں میں بھیجنے کا رواج کئی ایک سیرتی و تاریخی روایات سے بلا شک و شبہ ثابت ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ماں آمنہ نے دیہات میں کیوں بھیجا؟

① دیہات اور گاؤں کے لوگوں کی عربی بڑی فصیح ہوتی ہے، وہ عربی زبان کی خصوصیات کو محفوظ رکھنے والے تھے اور یہ صرف دورِ نبوی میں ہی نہیں؛ بلکہ بنو امیہ کے زمانے میں بھی - جب کہ پایۂ تخت شام کو بنا لیا گیا تھا - شاہی خاندان کے شہزادے

بدوؤں کے ساتھ دیہات اور گاؤں میں پلتے تھے۔

② دیہات اور گاؤں کا ماحول صاف ستھرا اور شہری آلائشوں سے پاک ہوتا ہے اور آبادی کے زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں وبائی امراض بھی بہت کم پھیلتے ہیں، گاؤں کے فطری ماحول میں نشو ونما اور پرورش کی وجہ سے بچے کا جسم مضبوط ہو جاتا ہے۔ شہر میں وبائی امراض کے پھیلنے کی وضاحت تو سیرت میں بھی ملتی ہے کہ: جب دو سال کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ لائی تو وبائی امراض کے ڈر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ واپس لے گئی۔

خلاصہ یہ کہ ماں آمنہ جانتی تھی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا خاندان پہاڑی علاقے میں رہتا ہے اور پہاڑی علاقے میں بچے جلد اونٹ کی سواری سیکھ جاتے ہیں، غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ہوتے ہیں، اُن کی زبان بھی بڑی فصیح وبلیغ ہوتی ہے اور وہ جسمانی اعتبار سے بھی مضبوط ہوتے ہیں، ماں آمنہ کی چاہت یہ تھی کہ میرا بچہ بھی بچپن میں یہ سب کچھ دیکھے اور جلد سیکھ جائے، اِس امید و آرزو سے ماں آمنہ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھیجا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان گھرانے کا تعارف

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ابا کا نام ''ابو ذؤیب عبداللہ بن حارث'' تھا، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا خاندان بھی قریش کی طرح بڑا تھا، مکہ میں جو درجہ قریش کا تھا وہی درجہ طائف میں بنو سعد کا تھا، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام حارث ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی والد ہے، اُن کی کنیت ابو کبشہ اور حضرت حلیمہ کی کنیت امّ کبشہ ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے تین اولاد تھیں: دولڑکیاں اور ایک لڑکا۔

لڑکیوں کے نام: (۱) شیما (۲) انیسہ اور لڑکے کا نام: عبداللہ بن حارث ہے۔

حضرت شیما رضی اللہ عنہا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی لڑکی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کی مدت کے وقت اُن کی عمر تقریباً سات سے آٹھ برس کی ہوگی، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں اٹھا کر کھیلنے کے لیے بھی لے جاتی تھی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی چند خوبیاں یہاں نقل کی جاتی ہیں:

① حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا میں اُن کے نام کا بڑا اثر تھا، بڑی حلیم اور بردبار تھی۔

② بڑی شرافت والی تھی۔

③ عزت والی نیک عورت تھی۔

④ لالچی نہیں تھی؛ کیوں کہ اگر لالچ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کے لیے نہ لیتی، آنے والی سب عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے سے منع کر دیا؛ کیوں کہ سب کو یہ خیال تھا کہ: یہ ایک یتیم بچہ ہے، اُس کی ماں بیوہ ہے، وہ کیوں کر انعام دے سکتی ہے۔

⑤ قناعت پسند تھی، قناعت کہتے ہیں کہ: جو ملے اُس پر خوش رہنا۔

⑥ بڑی شفقت کرنے والی تھی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ایسی خوش نصیب خاتون ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ انھوں نے اپنی پرورش میں رکھا، تقریباً پانچ سے چھ سال کی مدت تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے وہاں رہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے اِس امت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے بہت سے حالات معلوم ہوئے، اِس کے علاوہ باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے حدیث نقل فرمائی، جس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے امت تک پہنچایا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کا ظاہر ہونا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین طرح کی عجیب و غریب برکتیں لوگوں نے دیکھیں:

① حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی ذات میں برکت۔

② حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے جانور: اونٹ، بکریاں وغیرہ میں برکت۔

③ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مسکن (رہنے کی جگہ) میں برکت۔

تینوں برکتوں کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی ذات میں برکت

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: پہلے میری چھاتی میں بہت کم دودھ آتا تھا، اتنا کم دودھ آتا تھا کہ میرا اپنا بچہ بھی بھوکا رہتا تھا؛ لیکن جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود لیا میری چھاتیوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوب دودھ آنے لگا؛ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر کر دودھ پی لیتے، پھر میرا بچہ عبداللہ بھی پیٹ بھر کر دودھ پی لیتا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ پہلے ہی دن سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی محبت پیدا ہوگئی کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلاتی، پھر اپنی حقیقی اولاد کو دودھ پلاتی۔

بچپن سے اخلاقِ نبوی

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن سے دوسروں کا خیال رکھنے والے تھے، دودھ پینے میں بھی سینے کی صرف ایک ہی جانب سے دودھ پیتے اور دوسری جانب اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنی جانب سے دودھ پیتے تھے، معلوم ہوا کہ بچے کو دودھ پلانے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بچے کو داہنی طرف سے دودھ پلائیں، پھر بائیں جانب سے دودھ پلائیں۔

ماں حلیمہ کہتی ہیں کہ: جب مجھے دونوں جانب سے بڑی مقدار میں دودھ آنے لگا تو عبداللہ کا بھی پیٹ بھرنے لگا اور وہ میٹھی نیند سونے لگا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوارے میں لوری پڑھتی ہوئی سُلاتی تھی

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوارے میں سلاتی تھی تو لوری پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ:

اے میرے رب! آپ نے ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیا، آپ اُس کو باقی بھی رکھنا۔

اے اللہ! آپ اُس کی شان کو بلند اور اونچی فرمانا۔

اے میرے رب! جو میرے بیٹے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مٹانے کا پلان بنائے آپ اُس کو نیست و نابود فرما دینا۔

یہ تھی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش! اور آج ہمارے معاشرے میں اِس کا بالکل

برعکس ہے، بچہ پریشان نہ کرے اِس لیے اُس کو موبائل پر میوزک اوپن کر کے یا کسی بھی طرح کی اَلا بَلا ویڈیوز دیکھنے کے لیے بٹھا دیتے ہیں، یہ طرز بچے کے دماغ کو خراب کرتا ہے، اِس سے اُس کی عادتیں خراب ہوتی ہیں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُلاتے وقت دعائیں پڑھتی تھیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی بچوں کو سلانے کے لیے کوئی اچھا مضمون، نظم یا قرآنِ کریم کی تلاوت کریں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے جانور میں برکت
''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جب طائف سے مکہ آئی تو اُس وقت ایک اونٹنی ساتھ لے آئی تھی؛ تاکہ راستے میں اُس کے دودھ سے کام چلائے؛ مگر وہ بہت کمزور تھی، اس کا دودھ اتنا کم آتا تھا کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر بھی بھوکے رہتے تھے؛ لیکن جیسے ہی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آئی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس اونٹنی سے خوب دودھ ملنے لگا، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اونٹنی سے اتنا زیادہ دودھ آیا کہ ہم سب گھر والوں نے پیٹ بھر کر دودھ پیا اور مدت کے بعد آرام سے میٹھی نیند سو گئے۔

''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گدھی''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جس گدھی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ آئی تھی، وہ بھی نہایت ہی کمزور تھی، بہت آہستہ چلتی اور سب سے پیچھے رہتی تھی، پورا قافلہ اُس گدھی کے آہستہ چلنے کی وجہ سے پریشان ہوتا؛ مگر جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آئی تو وہ گدھی اچانک طاقتور ہو گئی اور خوب تیزی سے دوڑنے لگی، اتنا تیز دوڑنے لگی کہ پورے

قافلے کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اِس پر قافلہ والے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے کہ:

''حلیمہ! یہ وہی گدھی ہے جس پر تم سوار ہو کر آئی تھی، اللہ پاک کی قسم! اب اِس کی شان بالکل بدل گئی ہے۔''

کتابوں میں ایک عجیب قصہ نقل کیا گیا ہے کہ:

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر واپس ہو رہی تھی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو اللہ تعالیٰ نے زبان عطا فرمائی، وہ بولنے لگی کہ: میرا معاملہ عجیب سے عجیب تر اور خاص سے خاص تر ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا کی ہے؛ یعنی پہلے میں بہت کمزور تھا اور اب طاقت والا ہو گیا ہوں، وہ سواری (گدھی) دوسری عورتوں سے کہنے لگی کہ:

اے بنو سعد کی خواتین! تمھارا بُرا ہو، تم بڑی غفلت میں ہو، تم جانتے ہو کہ میری پیٹھ پر کون سوار ہے؟ حلیمہ رضی اللہ عنہا میری کمر پر جس بچے کو لے کر آئی ہے وہ تمام نبیوں کے سردار اور تمام انسانوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ پھر جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا چلنے لگی تو اُس گدھی نے تین دفعہ کعبہ کے سامنے سجدہ کیا۔

''حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جہاں رہتی تھی وہ ایک پہاڑی علاقہ تھا، ہر طرف قحط سالی تھی، جانوروں کو چرنے کے لیے پوری خوراک نہیں ملتی تھی؛ لیکن جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اُس علاقے میں پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ نے وہاں کی قحط سالی کو ختم فرما دیا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں جہاں بھی چرنے جاتیں، وہاں سے پیٹ بھر کر

آتیں اور گھر آ کر خوب دودھ دیتی تھیں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کو دیکھ کر خاندان والے اپنے چرواہوں سے کہنے لگے کہ: ''تم بھی اپنی بکریاں وہاں چراؤ، جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔''

اور یہ برکتیں صرف اُس زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں تھیں؛ بلکہ آج بھی اُس علاقے میں برکت، نورانیت، سکون واطمینان کی عجیب فضا برقرار ہے؛ حالاں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پانچ سال رہے ہیں، قبیلۂ بنوسعد کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دولت عجیب وغریب برکتوں کے ظاہر ہونے کے واقعات نظر آئے۔

دودھ پلانے کی مدت میں حبشہ کے عیسائیوں کی پیشین گوئی

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑے تھوڑے وقفے سے مکہ مکرمہ لے کر آتی تھی؛ تاکہ ماں آمنہ اور دادا عبدالمطلب بچے کی زیارت کرلیں، ایک دفعہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ آرہی تھی کہ بیچ راستے میں حبشہ کے کچھ عیسائیوں کی نظر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو وہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لیے آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے اور اُس کے بعد کہنے لگے کہ:

اِس بچے کے جسم کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ آگے جا کر بڑی شان والا بنے گا، جو اوصاف وخوبیاں تورات وانجیل میں آخری آنے والے نبی کے متعلق ملتی ہیں وہ اِس بچے میں پائی جاتی ہیں۔

ذوالمجاز نامی بازار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر شوروغل

اِسی طرح سے ایک دفعہ عرب کے ذوالمجاز نامی بازار میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر گئی ہوئی تھی، ایک یہودی نے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں کی سرخی دیکھی تو زور سے چلانے لگا کہ:

''لوگوں یہاں آؤ! اِس عورت کی گود میں جو بچہ ہے اُس کو ختم کر دو؛ کیوں کہ یہ ایک نئے دین کو لانے والا ہے، جو سب کے دین پر غالب ہونے والا ہے، اِس کی وجہ سے ایک بڑی جنگ ہوگی، یہ تمھارے بتوں کو توڑ دے گا۔''

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جیسے ہی اُس کی باتوں کو سنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر وہاں سے سِرک گئی، لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتے رہے، اُس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑے عجیب طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی، اِس واقعے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہیں دور نہیں جانے دیتی تھی۔

قیافہ شناس (شکل وصورت اور حالات سے حقیقت پہچاننے والے) کی پیشین گوئی

ذوالمجاز بازار کے واقعے کے ایک دن بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہی کے علاقے میں ایک قیافہ شناس آیا جو بچوں کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت حلیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے سامنے جانے سے روک دیا؛ مگر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا اور اپنے پاس آنے کو کہا؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا۔

دور سے ہی دیکھ کر اس نے پیشین گوئی کی کہ یہ بچہ بڑا ہو کر نبی بننے والا ہے۔

بادل کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی رضاعی بہن پر سایہ کرنا

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک گھر کے آس پاس نظر نہیں آئے تو حضرت

حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے کے لیے نکلی، گرمی کا زمانہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن بھی موجود تھی، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ملی تو وہ بہن کہنے لگی کہ:

’’امی! گرمی بہت تھی، ہمارے پاس سایہ نہیں تھا، میرا بھائی محمد جب میرے پاس آیا تو اُس بادل نے ہم پر آکر سایہ کیا اور ہمیں ٹھنڈک بخشی، جب ہم دونوں بھائی بہن چلنے لگے تو وہ بادل بھی ہمارے ساتھ چلنے لگا، امی دیکھیں! ہم یہاں تک آگئے اور یہ بادل ابھی بھی ہم پر سایہ کیے ہوئے ہے۔‘‘

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: بیٹی! تو سچ کہہ رہی ہے، میں اپنے بیٹے محمد کے لیے دعا کر رہی تھی کہ: اللہ ہر شر سے میرے محمد کی حفاظت فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: روزانہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی سے سورج کی روشنی کی طرح ایک نور نظر آتا تھا جس کی برکت سے پورا گھر بارونق ہو جاتا تھا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر بیٹھی تھی کہ میری بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری الگ ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر سجدہ کرنے لگی، اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کو چوما اور پھر دوبارہ ریوڑ میں آکر بیٹھ گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کی شان

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عجیب صحت وقوت عطا فرمائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشو نما (بڑے ہونے) کی رفتار عام بچوں کے مقابلے میں

بہت تیز تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آٹھ ماہ کے ہوئے تب بولنے لگے تھے اور جب نو ماہ کے ہوئے تو صاف بولنے لگے اور دس ماہ کے ہوئے تو تیراندازی کی مشق بھی کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دو سال کے ہوئے تو ایسا لگ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار سال کے بچے ہیں۔

دودھ چھڑانے کے بعد سب سے پہلا کلمہ

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے دودھ چھڑایا تو سب سے پہلا کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک پر یہ تھا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے بہت تعریف ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات صبح وشام (ہر وقت) پاک ہے۔

پورے گاؤں کے لیے رحمت وبرکت

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن ہی سے ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا اہتمام کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے ایک عجیب نورانیت اور خوشبو نکلتی تھی، کہتی ہیں کہ:

میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنوسعد میں لے گئی تو وہاں پورے گاؤں میں مشک کی طرح خوشبو پھیلنے لگی، گاؤں کے ہر چپے سے مشک کی خوشبو آنے لگی؛ اِس کی وجہ سے گاؤں والوں کے دلوں میں میرے اِس رضاعی بیٹے کے ساتھ محبت وعقیدت قائم ہوگئی، کچھ مدت کے بعد تو ایسا ہوگیا کہ جب بھی کسی پر کوئی تکلیف آتی یا وہ بیماری میں مبتلا ہوتا

تو نبی جی کے معصوم ہاتھ کو میں اُس پر رکھوا دیتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہاتھ مبارک کی برکت سے فوراً اُسے شفا بھی مل جاتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن میں بکریاں چرانا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رضاعی بھائی بہن نظر نہیں آئے، تو وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ:

اماں! میرے بھائی بہن کہاں ہیں؟

میں نے کہا کہ: وہ تو جنگل میں بکریاں چرانے گئے ہیں، شام کو آئیں گے، اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے لگے کہ: کل سے میں بھی جاؤں گا۔

بکریاں چرانا انبیا کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے بکریاں چرانے کے کام میں بڑی حکمت رکھی ہے، بکری چرانے سے آدمی کے مزاج میں نرمی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کام کروایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بچپن سے ہی فصیح ہوگئی

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے علاقے میں بہترین عربی بولی جاتی تھی؛ اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بھی بچپن ہی سے بڑی فصیح ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

أَنَا أَعْرَبُكُمْ، أَنَا قُرَشِيٌّ وَاسْتَرْضَعْتُ فِيْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. (ابن هشام، السيرة النبوية، ج١، ص ١٧٦)

ترجمہ: میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں؛ کیوں کہ میں قرشی ہوں اور میں نے قبیلۂ بنی سعد بن بکر میں دودھ (بھی) پیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کے بکریاں چرانے اور دیہات میں بچپن گزارنے سے ہم کو سبق ملتا ہے کہ:

① آدمی کو ایسے کام کرنے چاہییے جس سے مزاج وطبیعت میں نرمی پیدا ہو۔

② بچوں کو فصیح اور اچھی زبان سکھانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت شیما رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گدگدی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن کو کاٹنا

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بچپن میں کثرت سے کھیلتے تھے؛ حتی کہ اُن کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گدگدی کرتی تھی، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شیما رضی اللہ عنہا کے کندھے پر کاٹ لیا اور اتنا زور سے کاٹا کہ اُس کے نشان پڑ گئے اور بچپن کے یہ نشان بعد میں جا کر بھائی بہن کے پیار ومحبت کی نشانی بن گئے۔

واپسی اور وبائی بیماری

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک دو سال ہوئی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا دودھ چھڑا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ لے آئی؛ لیکن چوں کہ اُس زمانے میں مکہ مکرمہ میں ایک بیماری عام ہوئی تھی اور ماں آمنہ کو ڈر تھا کہ کہیں یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ لگ جائے؛ اِس لیے ماں آمنہ نے دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا۔

پہلی بار شقِ صدر (سینہ چیر کر دل کو زمزم سے دھونا)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دودھ شریک بھائی بہن کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اچانک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھبراہٹ کے ساتھ دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ:

اماں! جلدی چلیں، ہمارے مکہ والے قریشی بھائی کو دو سفید لباس پہنے ہوئے آدمیوں نے پکڑ کر زمین پر لٹایا، پھر پیٹ چیر دیا۔

جیسے ہی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے یہ باتیں سنیں تو آپ بہت گھبرائی اور آپ کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور اپنے شوہر حضرت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لپکی، جیسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے تو فوراً پوچھا کہ: بیٹا! کیا ہوا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے کہ: دو سفید کپڑے پہنے ہوئے آدمی میرے پاس آئے، انھوں نے مجھے زمین پر لٹایا اور میرے پیٹ کو چیرا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ: آنے والے جبریلِ امین علیہ السلام تھے، جو سفید لباس پہن کر آئے تھے، انھوں نے پیٹ چیر کر ایک خون کا لوتھڑا (دل) باہر نکالا اور اس میں سے کچھ سیاہ چیز الگ کر کے کہنے لگے کہ: یہ شیطان کا حصہ ہے اور اُن کے ساتھ ایک جنّتی پلیٹ بھی تھی جس میں زمزم کا پانی تھا، انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا اور دوبارہ اُس جگہ پر واپس لگا دیا اور اُس کے بعد حضرت جبریل اور دوسرے آنے والے فرشتے چلے گئے۔

یہ قصہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے وہاں پیش آیا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلی بار شقِ

صدر تھا، اس کے بعد بھی شقِ صدر کے واقعات ہوئے، وہ ان شاء اللہ! اس کے مقام پر ذکر کریں گے۔

کچھ آنکھوں دیکھا حال

میں ایک دفعہ طائف گیا تو وہاں قبیلۂ بنو سعد کے کچھ بچوں سے میں نے ملاقات کی، انھوں نے مجھے بتایا کہ: اس جگہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے اور اس اِس جگہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرنے جاتی تھیں، جب میری نظر ایک پہاڑ کے نیچے موجود دو چھوٹے چھوٹے ہرے درخت پر پڑی- وہاں اُن دو درختوں کے علاوہ کوئی درخت نہیں تھا، سب طرف پتھر ہی پتھر تھے-تو میں نے اُن سے اُس کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے مجھے عربی زبان میں سمجھایا کہ: وہاں جو درخت نظر آرہا ہے اُس جگہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا تھا، اس کی برکت سے وہ درخت ہرے بھرے تھے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھی ہوئی دنیا، جلد: ۴/ ملاحظہ فرمائیں۔

شقِ صدر کے واقعے سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گھبراہٹ

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ حضرت جبریل علیہ السلام نے چاک کیا تو اِس واقعے سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بہت گھبرا گئی اور فیصلہ کرلیا کہ مجھے محمد کو اب نہیں رکھنا ہے، اللہ نہ کرے! کوئی بڑا حادثہ پیش آگیا تو میں آمنہ اور عبدالمطلب کو کیا جواب دوں گی؟

چناں چہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ماں آمنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں آپ کو یہ بچہ واپس دینے آئی ہوں۔

ماں آمنہ پریشان ہوگئی کہ: پہلے تو میں کہتی تھی کہ بچے کو میرے پاس رکھ لو تو حلیمہ ضد کر کے اپنے یہاں لے جاتی تھی، آخر ایسا کیا ہوا کہ اب وہ سامنے سے مجھے بچہ واپس کر رہی ہے؟ ماں آمنہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ:

پہلے تو اپنے پاس رکھنے کی ضد کرتی تھی اور آج تم خود سامنے سے سپرد کر رہی ہو؟

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا شقِ صدر کا پورا واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگی کہ: اللہ تعالیٰ نے اِس بچے کو بڑا کر دیا ہے، اس کے ساتھ عجیب وغریب واقعات ہو رہے ہیں، اب مجھے ڈر ہونے لگا ہے؛ اِس لیے واپس کرنے آئی ہوں۔

ماں آمنہ کا اطمینان ظاہر کرنا

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا واقعہ سنا چکی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھا کر کہا کہ:

کوئی بھی شیطانی طاقت میرے بیٹے کو کچھ نہیں کر سکتی؛ کیوں کہ جب میرا بیٹا پیٹ میں تھا اور جب اُس کی ولادت ہوئی تو میں نے ایسا نور دیکھا جس سے اشارہ تھا کہ: یہ میرا بچہ مکہ میں ہوگا، اُس کے باوجود شام وکسریٰ کے محلات اُس کے ماتحت ہوں گے؛ اِس لیے میں کہتی ہوں کہ: کوئی شیطانی طاقت اِس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھو گئے

جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ماں آمنہ کو واپس کرنے آ رہی تھی، کتابوں میں لکھا ہے کہ اُس وقت مکہ کے قریب پہنچ کر کسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے جدا ہو گئے، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غائب پایا تو بہت پریشان ہوگئی، خوب تلاش کیا؛ مگر آپ نہ ملے، آخر کار غمگین ہو کر وہ ماں آمنہ اور عبد المطلب کے

پاس آئی اور گم ہوجانے کی خبر سنائی، دادا عبد المطلب فوراً حرم میں گئے اور دعا کرنے لگے، ایک طرف خوب دعائیں کی اور دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش شروع ہوئی، کچھ مدت گزری تھی کہ ورقہ بن نوفل اور ایک دوسرے آدمی نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈ نکالا اور لاکر دادا عبد المطلب کے حوالے کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تقریباً چار یا پانچ یا چھ سال تک رہے، اِن سالوں میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر، محلہ اور علاقے میں خوب برکت ہوئی؛ بلکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے اُس کے بعد بھی وہ علاقہ نورانی اور بابرکت رہا۔

غزوۂ حنین کے موقع پر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا شاندار استقبال

غزوۂ حنین کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کے علاقے میں تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ منظر دیکھا کہ: ایک عورت آرہی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھ کر اپنی چادر بچھا دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: یہ وہ عورت ہے جس نے مجھے بچپن میں دودھ پلایا تھا۔

اُس چادر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھ کر دیر تک محبت بھری بات چیت کی۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے اور کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بہن یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالہ کا واقعہ ہے اور ایک روایت سے اِسی طرح کا واقعہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی بہن؛ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کا بھی منقول ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے چھ ہزار قیدی آزاد

غزوۂ حنین کے بعد غزوۂ طائف واقع ہوا، اِس جنگ میں قبیلۂ ہوازن کے چھ ہزار مرد و عورت پکڑے گئے؛ لیکن چوں کہ یہ سب ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے تھے؛ اِس لیے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے رضاعت کے تعلق کا واسطہ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حصے کے قیدی آزاد کر دیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کرنا تھا کہ سبھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی رشتے داروں کو آزاد کر دیا۔

دودھ شریک بھائی بہن کی بے مثال محبت

غزوۂ حنین کے اِس موقع پر جو قیدی پکڑے گئے تھے، اُن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن بھی تھی، جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن کو قید کیا تو کہنے لگی کہ: کیا تم نہیں جانتے کہ جسے تم قید کر رہے ہو، وہ تمھارے سردار کی دودھ شریک بہن ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ یہ خاتون قید کیے جانے کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہے؛ اِس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ: حضور! یہ خاتون اپنے آپ کو آپ کی رضاعی بہن کہتی ہے۔

چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لمبی مدت سے اُن کو دیکھا نہیں تھا؛ اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو پہچان نہ پائے اور پوچھا کہ:

تم میری دودھ شریک بہن ہو اُس کی تمھارے پاس کیا نشانی ہے؟

حضرت شیما رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: بچپن میں جب میں آپ کو گود میں لے کر کھیل رہی تھی

اس وقت آپ نے مجھے کندھے پر کاٹ لیا تھا، اُس وقت سے دانت کے نشان میرے کندھے پر موجود ہیں، جیسے ہی انھوں نے وہ نشان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بچپن یاد آ گیا اور آپ کی آنکھیں بہن کی محبت میں بھر آئیں، فوراً اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر بچھائی، اکرام کیا اور اخیر میں کہا کہ:

اے میری بہن! تم اگر اپنے بھائی کے ساتھ رہنا چاہو تو تمھارا یہ بھائی محمد تمھیں اپنے ساتھ رکھے گا اور اگر اپنے خاندان کے پاس جانا چاہو تب بھی تمھیں آزادی ہے۔

حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے اپنے خاندان والوں کے پاس جانا پسند کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے تحفے دے کر بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ اُن کو روانہ کیا اور اتنا ہی نہیں؛ بلکہ جتنے بھی قیدی حضرت شیما رضی اللہ عنہا کے تعلق اور قبیلے والے تھے سب ہی کو آزاد کر دیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی وفات

جب فتحِ مکہ کے موقع پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بہن آئی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا تو وفات پا گئی؛ مگر انھوں نے فتحِ مکہ سے پہلے کب وفات ہوئی یہ نہیں بتایا۔

اِس روایت سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی وفات فتحِ مکہ سے پہلے ہوگئی تھی۔

بعض روایات کے مطابق حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حنین کی جنگ میں زندہ تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور کچھ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی موجود

تھیں اور اُن کے پاس تشریف لاتی رہتی تھیں؛ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے ایک لمبی عمر پائی۔

حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں؛ لیکن مجموعی روایات سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ جب تک حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آپ کے گھر والے اور آپ کے صحابہ ان کا خوب اعزاز واکرام کرتے رہے۔

اِس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب دودھ والی ماں کے رشتے کا اتنا احترام کیا جاتا تھا تو ہمیں اپنی حقیقی ماں کا کتنا احترام واکرام اوران کی کتنی خدمت کرنی چاہیے!!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَشَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَوَاتُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً. اَمَّا بَعْدُ!

سیرت کی کتابوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نام سے دو خاتون مشہور ہیں:

① حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔

② حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان: حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ڈبل رشتے داری

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دادا عبد المطلب کی بیٹی تھی، اُن کی والدہ کا نام ''ہالہ بنتِ وہب'' ہے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ڈبل رشتے داری ہے، ایک طرف تو یہ آپ کی پھوپھی لگتی ہے اور دوسری طرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اور دادا عبد المطلب کی زوجہ (wife) ''ہالہ'' حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی دودھ شریک بہن ہے، اِس اعتبار سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ زاد بہن بھی ہوئی۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی دادا عبد المطلب کی دوسری بیوی ہالہ سے ہے، اِس لحاظ سے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دونوں سگے بھائی بہن ہوئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے دو نکاح اور اولاد

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابوسفیان بن حرب (ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خسر (Father in law) ہوتے ہیں) کے بھائی حارث بن حرب سے ہوا، جن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، کچھ مدت بعد حارث کا انتقال ہوگیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام ابن خویلد سے نکاح ہوا، اُن سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا، جنھیں ہم عشرۂ مبشرہ میں شامل مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتے ہیں، یہ حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام اور خصوصیت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس سال کی عمر میں نبی بنائے گئے اُس وقت بالکل شروع زمانے میں یہ بھی اسلام لے آئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل چھ پھوپھیاں تھیں: جن کے نام یہ ہیں:

(۱) امیمہ (۲) ام حکیم (۳) برّہ (۴) عاتکہ (۵) صفیہ (۶) اروىٰ۔

ان میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں مشہور کتاب ’’اسد الغابہ‘‘ میں لکھا ہے کہ:

وَالصَّحِيْحُ اَنَّهُ لَمْ يُسْلِمْ غَيْرُهَا.

ترجمہ: یعنی صحیح یہ ہے کہ: اُن کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بھی دوسری پھوپھی ایمان نہیں لائی۔

صاحب دُرِّ منثور لکھتے ہیں:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک فصیح شاعرہ تھی اور عربوں کے نزدیک قول، فعل، حسب، نسب اور بزرگی کے لحاظ سے خاص امتیاز کی مالک تھی۔

اُحُد کے میدان میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کردار

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی ہجرت کی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا غزوۂ احد کے موقع پر اسلامی لشکر کے ساتھ تھی، جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمان میدانِ جنگ میں اِدھر اُدھر ہو رہے ہیں تو چوں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دادا عبدالمطلب کی بہادر بیٹی اور پکی قریشی عورت تھی؛ اِس لیے منتشر و مایوس صحابہ رضی اللہ عنہم سے ناراض ہوتے ہوئے کہنے لگی کہ: اے صحابہ! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟

اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ قربانی کوئی بڑی قربانی نہیں

جب اِسی میدانِ احد میں اُن کے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں نے شہید کر دیا اور اِسی پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ مکہ کی ایک ظالم عورت ہندہ نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ناک کان کاٹ ڈالے، (بعد میں حضرت ہندہ بھی ایمان لے آئی اور صحابیہ رضی اللہ عنہا بن گئی)؛ چوں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو کافروں نے بہت خراب کر دیا تھا؛ اِس لیے جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دیکھا کہ میری پھوپھی آ رہی ہے، جب وہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھے گی تو اُن کو بہت تکلیف ہوگی؛ اِس لیے حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ:

زبیر! امی جان آرہی ہے، اُن کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مت دکھانا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جا کر اپنی امی سے کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ تم اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ دیکھو؛ اس لیے آپ آگے مت بڑھو۔

یہ سُن کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جواباً کہنے لگی کہ: میرے بھائی کے ساتھ جو کچھ ہوا میں نے سن لیا ہے؛ لیکن اللہ کی راہ میں یہ قربانی کوئی بڑی قربانی نہیں!!

سبحان اللہ! کیا صبر واستقلال والی خاتون تھی!

بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت اور اشعار

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس گئی، لاش کی حالت دیکھی: ناک کان کٹے ہوئے، چہرہ بگاڑا ہوا، کلیجہ چبایا ہوا، ایسی لاش دیکھ کر بہن میں بھائی کی محبت کا خون جوش مارنے لگا؛ لیکن انھوں نے اپنے آپ پر قابو کیا، نہ چلائی اور نہ زور زور سے روئی اور نہ جاہلانہ رسوم کی طرح اپنے کپڑوں کو پھاڑا؛ بلکہ بالکل خاموش ہوگئی اور بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کی اور بہت سے اشعار کہے، جس میں سے ایک شعر یہ ہے کہ:

إِنَّ يَوْماً أَتٰى عَلَيْكَ لِيَوْمٍ	كُوِّرَتْ شَمْسِيْ وَكَانَ مُضِيْئًا

ترجمہ: اے میرے بھائی! آج آپ پر ایسا دن آیا ہے کہ آفتاب (سورج) بھی سیاہ ہو چکا ہے؛ یعنی پہلے وہ روشن تھا؛ مگر تمھاری اِس طرح کی شہادت سے گویا آفتاب بھی اپنی روشنی کھو بیٹھا ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کیسی ہمت والی خاتون ہوگی، اِس کا اندازہ اِس سے لگایئے کہ:

جب وہ بھائی کی لاش دیکھنے کے لیے آئی تو دو سفید چادر بھی ساتھ لے کر آئی تھی، کہنے لگی کہ: مجھے خبر ہوگئی تھی کہ میرے بھائی شہید ہوگئے ہیں، میں دو چادر ساتھ لے آئی ہوں، اِس میں میرے بھائی کو کفن دے کر دفن کر دیجیے۔

غزوۂ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بہت شیر دل اور بہادر خاتون تھی، انھوں نے غزوۂ احد کی طرح غزوۂ خندق میں بھی بڑی بہادری دکھائی، جنگِ خندق میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ: تمام مجاہدینِ اسلام کفار کے مقابلے کے لیے خندق کھودنے میں مشغول تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں- بچوں کو ایک پرانے قلعے میں جمع کر دیا گیا تھا، وہاں اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو دیکھ لیا اور چوں کہ وہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو چوکیداری کے لیے رکھا گیا تھا؛ اِس لیے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے کہا کہ: تم اس یہودی کو قتل کردو؛ ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو یہاں کا حال اور ماحول بتا دے گا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ قتل وقتال کی فیلڈ کے آدمی نہیں تھے؛ اس لیے وہ کہنے لگے کہ: میں معذور ہوں اور لڑنے کے لیے نہیں جا سکتا، اگر مجھ میں ہمت ہوتی تو میں بھی وہاں خندق کھودنے میں مشغول ہوتا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اکیلے یہودی کا سر کاٹ کر قلعے کے باہر پھینکنا

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اگر اِس یہودی کا کام تمام نہ کیا گیا تو یہ یہودیوں کو

یہاں کے حال واحوال سے واقف کردے گا۔

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جان کی ہمت کے کیا کہنے! اکیلی نیچے اتری اوراس یہودی کے پاس جھپٹ کر پہنچ گئی اور خیمے کی ایک لکڑی اکھاڑ کراس زور سے اُس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیااور وہ تلوار لیے ہوئے چکرا کر گرااور مر گیا۔

اُس کے بعد وہ قلعے میں آئی اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کہنے لگی کہ: وہ یہودی مر گیا ہے، جا کر اُس کے ہتھیار و سامان لے آؤ اور اُس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے پھینک دو؛ تاکہ یہودی اُس کے کٹے سر کو دیکھ کر گھبرا جائے؛ لیکن حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں جا سکتے تھے تو آخر خود ہی دوبارہ ہمت کے ساتھ گئی اور ہتھیار و سامان لے کر اُس یہودی کا سر کاٹ ڈالا اور کٹا ہوا سر قلعے کے باہر پھینک دیا۔

قبولیتِ دعا کی جگہ

مدینہ منورہ میں خندق کی جگہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، وہاں قریب ایک مسجد بھی ہے جس کا نام ''مسجد الفتح'' ہے؛ لہٰذا ہم مدینہ منورہ کی زیارت کو جائے تو خندق کی جگہ کے پاس بھی جانا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا غم

جب ہجرت کے گیارھویں سال اللہ کے پیارے اور لاڈلے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس دنیا سے رخصت ہو گئے، اُس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بہت غم ہوا اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں کئی اشعار بھی کہے۔

اِلَّا یَارَسُولَ اللهِ کُنْتَ رَجَاءَنَا	وَکُنْتَ بِنَا بِرًا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا

لَبَّیْکَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاکِیَا	وَکُنْتَ بِنَا رَؤُوفًا رَحِیْمًا نَبِیَّنَا

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری امیدوں کا آسرا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے رہنما ہیں اور ہم آپ سے بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں، آپ ہم پر بہت زیادہ مہربانی کرنے والے اور رحم کرنے والے ہمارے نبی ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آج روتے ہوئے حاضر ہوں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وفات وتدفین

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سنہ ۲۰ھ میں ۷۲ یا ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور بقیع قبرستان میں اُن کو دفن کیا گیا اور آج بھی وہ بقیع میں مدفون ہیں، جب ہم بقیع میں جاتے ہیں تو قبرستان میں داخل ہونے کے بعد بائیں جانب (Left side) میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک موجود ہے، وہاں نشانی بھی لگی ہوئی ہے اور خاص طور پر وہاں ایصالِ ثواب کے لیے حاضری دی جاتی ہے۔

بہر حال! حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی زندگی مجاہدوں، قربانیوں اور عمدہ عمدہ عملوں سے سنوری ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی جان:
حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی جان اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی ایک اہم ہستی ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا خاندان

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے والد کا نام: ''اسد بن ہاشم بن عبد مناف'' اور والدہ کا نام: ''فاطمہ بنت ہَرِم بن رواحہ'' ہے۔ آپ کا تعلق قبیلۂ بنی ہاشم سے ہے، آپ بھی اُن خوش نصیب عورتوں میں شامل ہیں جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئیں اور مدینہ منورہ ہجرت کی۔

فاطمہ کا معنیٰ

''فاطمہ'' کا معنی ہے: جس کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا گیا ہو۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام ''فاطمہ'' رکھا تھا، اُن کا نام حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھا تھا۔ (مواهب:۱/ ۳۹۴)

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے؛ اس لیے ہمیں بھی اپنی بچیوں کا نام ”فاطمہ“ رکھنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتے داری

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ساتھ دو قسم کی رشتے داری تھی:

① چچی کا رشتہ: حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ”ابوطالب“ کے نکاح میں تھی، اِس لیے پہلا رشتہ چچی ہونے کا ہے۔

② بھتیجے پھوپھی کا رشتہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ”عبدالمطلب بن ہاشم“ اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے والد ”اسد بن ہاشم“ دونوں بھائی ہیں، اِس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ”عبداللہ“ اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا دونوں چچازاد بھائی بہن ہوئے اور اِس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان دوسرا رشتہ بھتیجے اور پھوپھی کا ہو جائے گا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا نکاح اور اولاد

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا نکاح چچا ابوطالب سے ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی سات (۷) اولاد ہوئی:

① طالب: یہ سب سے بڑے بیٹے ہے، ان کے نام پر سے چچا ابوطالب کو ”ابوطالب“ کہا جاتا ہے، طالب کی وفات کفر کی حالت میں ہوئی۔

② حضرت عقیل رضی اللہ عنہ: یہ دوسرے نمبر کے بیٹے ہیں، انھوں نے اسلام قبول کیا،

اپنے آخری دنوں میں یہ نابینا ہو گئے تھے۔

③ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ: یہ جعفر طیار کے لقب سے مشہور ہیں، شروع میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا اور حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں مکہ کے کافروں کے وفد نے مہاجرین کے قافلے کو واپس مکہ مکرمہ لے جانے کی بات کی اُس وقت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار تقریر فرمائی تھی جس کے وجہ سے قریش کے ارادوں پر پانی پھر گیا تھا۔

④ حضرت علی رضی اللہ عنہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور چہیتے تھے، بچپن میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا، بچوں میں سب پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

⑤ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا: اِن کا نام ''فاختہ'' تھا؛ لیکن ام ہانی کے لقب سے مشہور ہیں، فتحِ مکہ کے وقت اسلام قبول کیا تھا۔ (الاستیعاب: ۴/ ۱۸۸۸)

⑥ حضرت جُمانہ رضی اللہ عنہا: انھوں نے بھی اسلام قبول کیا تھا، ان کا نکاح ''ابوسفیان بن حارث'' سے ہوا تھا۔

⑦ حضرت رِیطہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ''ام طالب'' تھی، آپ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں۔
(طبقات ابن سعد)

اسلام کا تعارف

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے جو تقریر فرمائی تھی اُس میں انھوں نے اسلام کا جامع تعارف کرایا تھا، اُس کا خلاصہ یہ ہے:

ہم لوگ شرک، بت پرستی میں مبتلا تھے، یتیموں پر ظلم کرنا، زنا، شراب اور اِس طرح کی دوسری برائیوں میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کھایا اور ہم میں سے ایک

ایسے شخص کو نبی بنا کر بھیجا جن کی سچائی اور امانت داری کو ہم جانتے تھے، انھوں نے ہم کو:

① ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی اور ان تمام بتوں کو چھوڑنے کی دعوت دی جن کے ہمارے آبا واجداد پوجا کیا کرتے تھے۔

② سچ بولنے کا حکم دیا۔

③ امانت کے ادا کرنے کا حکم دیا۔

④ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔

⑤ خون بہانے سے روکا۔

⑥ بے حیائی کے کاموں سے روکا۔

⑦ جھوٹ بولنے سے روکا۔

⑧ یتیم کا مال کھانے سے روکا۔

⑨ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے روکا۔

⑩ نماز، زکوٰۃ، روزے کا حکم دیا۔

خلیفہ کو جنم دینے والی پہلی ہاشمی عورت

امام زہریؒ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا وہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنھوں نے ایک ہاشمی بچے کو جنم دیا اور وہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنھوں نے ایک خلیفہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ'' کو جنم دیا؛ اگرچہ خلافت کی ترتیب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے نمبر پر ہے، ان کے بعد فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، پھر ہارون رشید کی بیوی زبیدہ ہیں جنھوں نے ''امین'' کو جنم دیا۔ (اسد الغابہ: کتاب النساء، حرف الفاء، ۷/۲۱۲)

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینا

جب دادا عبد المطلب دنیا سے انتقال کر رہے تھے اس وقت آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چچا ابوطالب کے حوالے کیا، اُس وقت چچا ابوطالب اور اُن کی بیوی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب خدمت کی تھی۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہو گئے، اُس وقت آپ کا ساتھ آپ کے چچا ابوطالب نے دیا تھا اور جب چچا ابوطالب کی وفات ہوگئی تو چچا ابوطالب کی بیوی؛ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح ساتھ دیا جس طرح اُن کے شوہر ابوطالب نے دیا تھا، اِسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهَا كَانَتْ أَحْسَنَ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ صَنِيعًا بَعْدَ أَبِي طَالِبٍ. (معجم الاوسط:رقم الحدیث:۶۹۳۵)

ترجمہ: اور یہ (حضرت فاطمہ بنت اسد) ابوطالب کے بعد اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ میرے ساتھ نیک سلوک کرنے والی تھیں۔

دادا عبد المطلب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش چچا ابوطالب اور چچی حضرت فاطمہ بنت اسد نے کی

دادا عبد المطلب نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور کہا کہ: دیکھو! مجھے بیماری لگی ہے اور میں ایسے خواب دیکھ رہا ہوں کہ شاید میری موت کا وقت قریب

ہے، مجھے سب سے زیادہ فکر میرے پوتے ''محمد'' کی ہے، اُس کی کون خبر رکھے گا؟

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب چچاؤں نے کہا: ہم رکھیں گے۔

دادا عبدالمطلب نے کہا: کوئی ایک آدمی طے ہوجائے۔

ابوطالب نے کہا: میں تیار ہوں۔

دادا عبدالمطلب نے اُسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ابوطالب کے ہاتھ میں دے دیا۔

مہمان نہیں، گھر کے مالک

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: میری عمر آٹھ سال کی ہوئی تھی اور دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا تھا، مجھے خوب یاد ہے حرم شریف سے جنازہ اٹھا تو میں روتا ہوا جارہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ: ہائے! میری ماں بھی نہیں، میرے ابا بھی نہیں، اور اب میرے دادا بھی نہیں رہے!!!

جب دادا عبدالمطلب کو دفن کرکے واپس آئے تو ابوطالب نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، ابو طالب دادا عبدالمطلب کے گھر لے کر آئے اور کہا: محمد تمھارا کیا سامان ہے؟ وہ سامان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چچا ابوطالب نے اٹھایا اور ابوطالب کے گھر آئے، اُس وقت چچا ابوطالب کی بیوی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کچھ کام میں مشغول تھی، گھر پر آکر ابوطالب نے کہا: فاطمہ! میری طرف دیکھو ایک مہمان لایا ہوں۔

جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو فوراً آئی اور بولی: یہ مہمان نہیں ہے، یہ تو اِس گھر کا مالک ہے، اور اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے سے لگا کر پیار کیا، کیسی محبت کرنے والی چچی ہوگی جو یتیم بھتیجے سے اس طرح محبت کرتی تھی!!

چچا چچی کی بیالیس (۴۲) سال کی خدمات

بیالیس (۴۲) سال حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ رہے، چچا اور چچی نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیالیس سال تک خدمت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چچی کا بہت ذکر کیا کرتے تھے، حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے اور ان کے گھر پر قیلولہ بھی فرمایا کرتے تھے اور اپنی چچی کے ساتھ پرانی باتیں کیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا اسلام

چچا ابو طالب جب تک زندہ رہے تب تک حضرت فاطمہ بنت اسد بھی مسلمان نہیں ہوئی؛ لیکن جس دن ابو طالب کا انتقال ہوا اور ان کو دفن کر دیا گیا اُس کے دو دن بعد یہ مسلمان ہوگئی، حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اسلام لانے کی وجہ سے بہت خوش ہوئے۔

عورتوں میں پہلی ہجرت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح

جب مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ملی تو عورتوں میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پہلی عورت تھیں جنھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اِسی موقع پر اپنے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کروائی۔

جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی اُس وقت ان کے سب بچوں کی شادی ہوگئی تھی، صرف سب سے چھوٹے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی باقی تھے۔ ضعیف والدہ کی خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے چھوٹے بیٹے کا بھی گھر بس جائے، دِل کے کسی کونے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹے کی دلہن بنانے کی تمنّا بسی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمنا پوری فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوگیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بعد والدہ سے فرمایا:

امّاں جان! اب فاطمہ گھر آجائیں گی، میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا، اور میری بیوی فاطمہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ (اسد الغابہ: کتاب النساء، حرف الفاء، ۷/ ۲۱۲)

بہو بھی فاطمہ اور ساس بھی فاطمہ، اگر ایک گھر میں دو فاطمہ ہو تو گھر میں برکتیں زیادہ ہوگی۔

ساس کی خدمت کرنا

اِس میں بہت بڑا سبق ہے کہ عورت کو چاہیے کہ وہ گھر کے کاموں میں اپنی ساس کا ساتھ دیوے، اُن کی خدمت کرے، اَخلاقی طور پر عورت کو اِس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساس اُس کے شوہر کی ماں ہے، جس طرح اَپنی ماں کی راحت کا خیال رکھتی ہے اِسی طرح شوہر کی ماں کی خدمت اور اُن کو راحت پہنچانا اُس کی اخلاقی ذمّے داری میں شامل ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی بہو اپنے ساس سسر کی خدمت کیا کرتی تھی، ابھی اوپر گذرا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی ہوکر جب یہاں آجائے گی تو وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

بہو اور خسر کے تعلقات کیسے ہونے چاہیے؟

حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا – جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بہو ہوتی ہے- سے روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ؛ یعنی خسر ابا اپنی بہو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا (بہو) نے فوراً وضو کا پانی اپنا خسر کے سامنے پیش کیا اور بہو خسر کے لیے وضو کی خدمت کرنے لگی؛ یعنی پانی پیش کرنے لگی، اتنے میں ایک بلی آ کر برتن میں منہ ڈال کر پانی پینے لگے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کو جھکا دیا؛ یہاں تک کہ اچھی طرح پانی پیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا اس چیز کو بہت غور و تعجب سے دیکھنے لگی، تو خسر ابا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِيْ؟

ترجمہ: اے میری بھائی کی بیٹی! کیا تم اس سے تعجب کر رہی ہو کہ میں وضو کے پانی کے برتن سے بلّی کو پلا رہا ہوں؟

بہو نے کہا: جی ہاں!

اِس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''بلی ناپاک کرنے والی نہیں ہے، وہ تو گھر میں چکر لگانے والیوں میں سے ہیں۔ (ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:۷۵)

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ:

(۱) بہو اپنے خسر کی خدمت کرے؛ جیسے کہ بہو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کی۔

(۲) خسر ابا کو چاہیے کہ بہو کو اچھے الفاظ اور القاب سے پکارے؛ جیسے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہو کو: اے میرے بھائی کی بیٹی! اے میری بھتیجی! کہہ کر پکارا۔

(۳) خسر کو چاہیے کہ وہ اپنے بہو کو دین بھی سکھائے۔

شوہر کے گھر والوں کی خدمت کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ: میں کسی جنگ میں حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی اور تھک گیا، حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا جابر ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: میرا اونٹ چلنے میں سستی کرتا ہے اور تھک بھی گیا ہے؛ اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور اسے اپنی چھڑی (لکڑی) سے مار کر فرمایا: اب سوار ہو جاؤ؛ چناں چہ میں سوار ہو گیا، پھر تو اونٹ ایسا تیز ہو گیا کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے برابر ہونے یا آگے بڑھ جانے) سے روکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی کہ تم اس سے کھیلتے؛ یعنی دل لگی کرتے، وہ تم سے کھیلتی؛ یعنی خوش طبعی کے ساتھ پیش آتی؟

میں نے عرض کیا: میری بہت سی بہنیں ہیں؛ اس لیے میں نے نکاح کے لیے ایک ایسی عورت کو پسند کیا ہے جو انھیں اکٹھا کرے، ان کی کنگھی کرے اور ان کی خبر گیری بھی کرتی رہے۔ (بخاری شریف، رقم الحدیث: ۲۰۹۷)

اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کے سلسلے میں اپنا جو جذبہ اور نیت تھی (یعنی اپنی بہنوں کی خدمت، نگرانی اور دیکھ بھال) اس کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صاف لفظوں میں عرض کیا؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؛ گویا اس جذبے کے حوصلہ افزائی فرمائی) اِس سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے گھر والوں کی خدمت خوشی خوشی کرے، اس میں جانبین کے لیے خیر اور بھلائی ہے۔

اپنی بیٹی کو دیکھ کر ماں جیسی چچی کی یاد

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا کو ''ام ابیھا'' کہا کرتے تھے، اس کا مطلب یہ کہ فاطمہ اپنے ابا کی ماں (جیسی) ہیں۔ (اسد الغابۃ: ۷/۲۱۶)

اِس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب اور آپ کی چچی فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چچی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو ہی اپنی ماں کی طرح مانتے تھے، حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی جنت کے عورتوں کی سردار فاطمہ کو دیکھ کر اُن کی یاد آجاتی تھی، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کو ''ام ابیھا'' (فاطمہ اپنے ابا کی ماں (جیسی) ہیں) کہا کرتے تھے۔

وفات اور تدفین
چچی جان نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی خدمت کی

جب مدینہ منورہ میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سِرہانے بیٹھ کر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم

فرمائے! میری والدۂ محترمہ کے بعد آپ میری ماں تھیں، خود بھوکی رہ کر مجھے کھلاتی تھیں، خود پُرانے کپڑوں میں گزارہ کرتیں، مجھے نئے کپڑے پہناتیں، اچھے کھانے خود نہ کھاتیں؛ بلکہ مجھے کھلاتیں، صرف اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہو“۔

مبارک نبوی قمیص میں کفن

چچی جان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے غسل دیا تھا، اُن کا غسل ہوجانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفن پہنانے سے پہلے اپنی مبارک قمیص انھیں پہنانے کے لیے دی۔

خود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چچی جان کی قبر میں سو کر دعا فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور ایک غلام کو بلا کر قبر کھدوائی اور خود اپنے ہاتھوں سے اُس کی مٹی نکالی، قبر تیار ہونے کے بعد حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس میں لیٹ کر اس طرح دُعا کرنے لگے:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ زندہ ہیں جن کو کبھی موت نہیں آئے گی، اے اللہ! میری ماں (یعنی چچی جو ماں کی طرح ہے) فاطمہ بنتِ اسد کو بخش دیجیے، انھیں اُن کی حجت سکھا اور اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیا کے صدقے (وسیلے) ان کی قبر کو وسیع فرما دیجیے، آپ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہیں۔

پھر چار تکبیروں کے ساتھ ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے

انھیں قبر میں اُتارا، ساتھ میں حضرت عباس اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔
(معجم الکبیر: مسند النساء، باب الفاء، ۳۵۱/۲۴)

جب قبر پر مٹی برابر کر دی گئی تو کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ کو وہ عمل کرتے دیکھا جو آپ نے پہلے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو میں نے اپنا کُرتا اِس لیے پہنایا؛ تاکہ یہ جنّت کے کپڑے پہنیں اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا؛ تاکہ قبر دَبانے میں ان کے لیے آسانی ہو جائے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: ۶۹۳۵)

قبر کا عذاب

قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے، جو شخص اس منزل میں کامیاب ہوا اُس کے لیے آگے کی منزلیں آسان ہوں گی اور جو شخص اِس منزل میں ناکام ہوا اُس کے لیے بعد والی منزل زیادہ مشکل رہے گی، اسی وجہ سے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے عذاب سے حفاظت مانگا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور کہا کہ: اللہ تعالیٰ تجھ کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔

بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبر کے عذاب کے بارے میں پوچھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ: ہاں! قبر کا عذاب حق ہے؛ یعنی نافرمانوں کو قبر میں عذاب ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ: میں نے اس کے بعد ہمیشہ دیکھا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد قبر کے عذاب سے حفاظت مانگ رہے ہیں۔ (البخاری: ۱۳۷۲)

فرض نماز کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا اپنا معمول بنالے

فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ دعا ضرور قبول کرتے ہیں؛ اس لیے ہم کو بھی چاہیے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر فرض نماز کے یہ دعا ضرور کریں اور اس کو اپنا معمول بنالے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبر کے عذاب سے ڈرنا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو رونے لگتے تھے؛ یہاں تک کہ اُن کی ڈاڑھی آنسوں سے تر ہو جاتی تھی۔

ان سے پوچھا گیا کہ: آپ جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے، اگر آدمی اس منزل پر نجات پا گیا تو اُس کے بعد کی منزلیں آسان ہوں گی اور اگر یہاں آدمی نے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے بھی سخت ہیں۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آگے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے کبھی قبر سے زیادہ ہولناک کوئی چیز نہیں دیکھی''۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۴۲۶۷)

مزار شریف

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار بقیع قبرستان میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے پاس ہے۔(الأعلام للزرکلی:۵/۱۳۰)

علما نے لکھا ہیں کہ: جب مدینہ منورہ میں بقیع قبرستان میں جائے تو ان کی قبر کی زیارت بھی کی جائے اور ان الفاظ سے سلام پیش کیا جائے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ بِنْتِ هَاشِمٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا ذَاتَ الشَّرْفِ الْعَلِيِّ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يا أُمَّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنِ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ قَبْرِهَا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ أَلْبَسَهَا الْمُصْطَفٰى ﷺ قَمِيْصَه بَعْدَ مَوْتِهَا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ، رَفَعَ اللهُ مَنْزِلَتَكِ وَنَفَعَنَا بِزِيَارِتِكِ.

(ارشاد السالک الی افعال المناسک:۲/۷۹۱)

ترجمہ: آپ پر سلامتی ہوا ے فاطمہ بنت اسد بنت ہاشم! آپ پر سلامتی ہوا ے بلند عظمت والی! آپ پر سلامتی ہوا ے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ! آپ پر سلامتی ہوا ے وہ عورت جس کے قبر میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لیٹے! آپ پر سلامتی ہوا ے وہ عورت جس کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا قمیص کفن کے طور پر پہنایا! آپ پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ آپ کے مرتبے کو بلند کرے اور آپ کی زیارت کرنے کی وجہ سے ہم کو نفع پہنچائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خواتین سے وقت کی اہم
اور ضروری گزارشات

بسم الله الرحمن الرحيم

١٤٣٠

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِیْنُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ، وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَشَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَوَاتُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ وَکَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ﴿۱۲﴾ (التحریم:۱۱،۱۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں (کی تسلی) کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی، جب اس عورت نے دعا کی: اے میرے رب! میرے لیے جنت میں آپ اپنے قریب ایک گھر بنا دیجیے اور مجھے فرعون اور اس کے (برے) کام سے نجات دیجیے اور مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرمائیے اور (اسی طرح) عمران کی بیٹی مریم (کی مثال بیان فرمائی) جس نے اپنی شرمگاہ کی (حلال وحرام سے) حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور مریم نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کا یقین رکھا تھا اور وہ بندگی کرنے والوں میں تھی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ (المنافقون:۹-۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو نہ تو تمھارے مال اور نہ تمھاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد (اور اطاعت) سے غافل کردیوے اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ سخت نقصان میں رہیں گے اور جو رزق ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق) خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ (موت کے آثار دیکھ کر) کہنے لگے: اے میرے رب! آپ نے مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہیں دی کہ میں خوب صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہوجاتا؟ اور کسی بھی نفس (یعنی جاندار) کا مقررہ وقت جب آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

ایمان کا دیا جانا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

دینی بہنو! ایمان مل جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور یاد رہے کہ ایمان کے ساتھ دنیا سے جانا یہ ہم سبھی کے لیے بہت ضروری ہے، یہ دنیا موت کے آنے پر ختم ہوجائے گی، اِس دنیا میں کسی کو موت سے چھٹکارا نہیں ہے، ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے، دنیا میں بہت سے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے؛ مگر موت کو وہ ضرور مانتے ہیں۔

کلمۂ طیبہ پر خاتمے کی فضیلت

موت کے وقت زبان پر کلمہ ہو ایسی موت کو حدیثِ مبارکہ میں بہت اچھی موت کہا گیا ہے، بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ:

کلمۂ طیبہ کے ساتھ موت آنے پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

احادیث میں یہ مضمون بھی وارد ہوا ہے کہ:

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (ابوداؤد:۳۱۱۶)

کلمۂ طیبہ موت کے وقت جس شخص کی زبان پر جاری ہو گا وہ جنّت میں جائے گا۔

ایمان پر خاتمہ نہ ہو تو قبر ہی سے آگ کا مزہ چکھنا پڑے گا

ہم سب کو یہ کوشش و محنت کرنا ہے کہ ایمان کی حالت میں ہم دنیا سے رخصت ہوں، یہ دنیا کی زندگی ایمان کے ساتھ گزری ہوگی تو قبر کا مرحلہ بھی سکون و آرام اور مزے سے گزرے گا، اور اللہ نہ کرے اگر حالتِ ایمان میں نہ رہے تو موت کے بعد کی زندگی تکلیف والی ہوگی۔

دنیا میں ہم انگلی پر آگ کی ایک چنگاری لگنے کو برداشت نہیں کر سکتے تو جہنم میں پورا جسم آگ میں جلے گا اُس کو کیوں کر برداشت کر پائیں گے؟ لہٰذا ایمان اور اعمالِ صالحہ والی زندگی ہو اور ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو اِس کی فکر اور کوشش کرنا ہر مسلمان بھائی۔ بہن کی ذمّے داری ہے۔

کلمۂ طیبہ و کلمۂ شہادت کا وِرد ایمان کی حفاظت کا ضامن ہے

میری دینی بہنو! کلمۂ طیّبہ اور کلمۂ شہادت کو ہم روزانہ پڑھنے کا معمول بنائیں،

گھر میں کم از کم تین مرتبہ ہر شخص اِس کلمہ کو پڑھیں، اللہ تعالیٰ نے اِن کلموں میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ اُس سے پڑھنے والے کا ایمان بھی محفوظ رہتا ہے، نیز مضبوط بھی ہوتا ہے۔

اپنی ذات کو موبائل کے نشے سے بچائیں

میری دینی بہنو! موت کا منظر ہم سب نے دیکھا ہے کہ جسم کے کپڑے اُس مرنے والے کے جسم سے اتار لیے جاتے ہیں اور اگر تنگ ہوتے ہیں تو قینچی سے کاٹ لیے جاتے ہیں، دوسری عورتیں غسل کراتی ہیں اور دنیا کے کتنے بھی مہنگے اور اچھے کپڑے ہو اُن کو نکال دیا جاتا ہے اور سادہ کفن پہنایا جاتا ہے اور پھر جنازہ میں رکھ کر قبرستان لے جایا جاتا ہے۔

آج ہم موبائل کے بغیر ایک گھنٹہ نہیں رہ سکتے، اِنٹرنیٹ کے بغیر ایک گھنٹہ رہنا مشکل ہوجاتا ہے، اگر کبھی نیٹ کی Speed کم ہوجائے تو پریشان ہوجاتے ہیں، موت کے وقت موبائل اور انٹرنیٹ ہمیشہ کے لیے Switch off ہوجائے گا۔ آج تک کسی بھی کمپنی نے ایسے ٹاور نہیں بنائے کہ قبر میں نیٹ چلتا رہے، کسی بھی کفن میں موبائل نہیں رکھا جاتا۔ جب ہم سب کو جنازے میں لے جاکر قبر کے حوالے کیا جائے گا اُس وقت صرف ہمارے اعمال ساتھ آئیں گے، اُس کے علاوہ کوئی چیز ساتھ نہیں آسکتی۔

ضرورت سے زائد مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خاطر خرچ کرنا چاہیے

میری دینی بہنو! اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دی ہے، یا آئندہ اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو موبائل، انٹرنیٹ، فیشن والے کپڑے، زیورات اور گھومنے پھرنے کے پیچھے برباد مت کیجیے، اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو کوئی ایسا کام کرجائیں کہ آپ کے

مرنے کے بعد وہ آپ کے کام آئیں، یہ پیسے اِس لیے نہیں کہ مہنگے موبائل، فیشنیبل کپڑوں، زیورات خریدنے اور ادھر اُدھر گھومنے میں ضائع وبرباد کر دیے جائے؛ بلکہ یہ مال اِس لیے ہے کہ ہم اُس کو بنیادی ضرورت کے لیے استعمال کرنے کے بعد دینی اور رفاہی کاموں اور مسجد ومدرسہ میں لگائے۔

جن غریب لڑکیوں کے پاس پڑھائی (Study) کے لیے پیسے نہیں، آپ اُن کی اپنے مال سے مدد (Help) کرے، جن بچوں کے پاس کتابیں نہیں ہیں، اُن کو کتابیں لاکر دیجیے، جن غریب لڑکیوں کی شادیاں غربت کی وجہ سے رُکی ہوئی ہیں اُن کی مدد کرے؛ کیوں کہ کئی دفعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے اعمال کی برکت سے بندے کو جنّت میں داخلہ نصیب فرما دیتے ہیں۔

زبیدہ خاتون کا اپنی دولت کو اللہ کی رضا کے خاطر خرچ کرنا

پچھلے زمانے میں ایک نیک اور بہت خوش نصیب خاتون گزری ہے، اُس کا نام ''زبیدہ'' تھا، وہ رانی (Queen) تھی، خلیفہ ہارون رشید کی بیوی تھی، اس کا واقعہ سنیے! پہلے مکّہ ومدینہ میں پانی کی بہت کمی تھی، زمزم کا پانی تو پینے کے کام آتا ہے، نہانے اور وضو کے لیے پانی مشکل سے ملتا تھا، خصوصاً مکّہ میں پانی کی بہت کمی تھی، اِس خاتون نے تقریباً سترہ (۱۷) لاکھ دینار خرچ کر کے بغداد سے مکّہ مکرّمہ تک پانی کی لمبی نہر بنوائی (دینار سونے کے سکّے (Gold Currency) کو کہتے ہیں) آج بھی اُس نہر کی ٹوٹی ہوئی دیواریں عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ میں پہاڑ کے ساتھ موجود ہیں۔

اُس نہر کو بنانے کے لیے ایسے سائنٹس مقرر کیے کہ جنھوں نے اپنی مہارت سے

ایسی نہر بنائی کہ بغداد سے مکّہ تک بڑی تیزی (Force) اور بہاؤ کے ساتھ پانی آتا تھا اور کمال یہ ہے کہ اُس میں کوئی موٹر اور مشین بھی نہیں لگائی گئی تھی۔ تقریباً بارہ سو (1200) سال تک مکّہ کے لوگوں اور عمرہ و حج کرنے والے حضرات نے اِس نہر کو استعمال کیا، انیس سو پچاس (1950) تک اُسی نہر سے بغداد سے مکّہ تک پانی آتا تھا، اُس نہر کا نام ”نہرِ زبیدہ“ تھا، آج بھی بہت سی جگہوں پر اس نہر کے آثار ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام بڑے بابرکت ہیں

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کا ادب (Respect) کرو، اللہ تعالیٰ کا نام بہت برکت والا نام ہے، روزانہ پانچ مرتبہ ہونے والی اذان اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کا ذریعہ ہے؛ لہٰذا جب اذان ہو تو اُس کے ادب میں اپنی حالت درست کرلو، دوسرے کام تھوڑی دیر روک کر اذان کے کلمات کو دھیان سے سنو۔

اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب کرنے پر جنت

زبیدہ خاتون کی عجیب وغریب نہر سے لوگوں نے بارہ سو سال (1200) سال تک فائدہ اٹھایا، جب زبیدہ خاتون کا انتقال ہوا، کسی نے خواب میں اُن سے پوچھا کہ کیا گزری؟ تو کہنے لگی کہ: اللہ تعالیٰ نے مغفرت کردی اور جنّت عطا کی۔

خواب دیکھنے والے نے اُن سے کہا کہ: تم نے اتنا بڑا کام پانی کی نہر کا کیا، جنّت تو ملنے والی ہی تھی۔ کہنے لگی: یقیناً ملنے والی تھی؛ مگر مجھے جنّت کیسے ملی؟ یہ معلوم کرنا ہے تو سنو: مجھے ایک دن بھوک لگی تو کھانے کے لیے دسترخوان پر بیٹھی اور لقمہ لیا، جیسے ہی لقمہ لیا اذان شروع ہوئی، اذان کے الفاظ کا کان میں پڑنا تھا کہ میں نے لقمہ واپس رکھ لیا،

اور میری اوڑھنی اتر گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم میں اوڑھنی کو دوبارہ سر پر رکھ لیا، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اُس کی برکت سے میری مغفرت کردی اور مجھے جنّت عطا فرمائی۔

الحمدللہ! ہمارے یہاں دینی بہنوں میں آج بھی یہ جذبہ ہے کہ غفلت میں اوڑھنی نکل جائے تو اذان کی آواز سن کر یا قرآن کی آواز سن کر فوراً وہ اوڑھنی دوبارہ سر پر رکھ لیتی ہے۔ ہاں! جن بہنوں کی یہ عادت نہیں وہ اپنے آپ کو اِس کا عادی بنائیں۔

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کا نام برکت والا ہے، اُس کے نام سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھا کریں، اللہ تعالیٰ کا نام اگر دل میں بیٹھ جائے گا تو اِن شاءاللہ! کبھی ایمان دل سے نہیں نکلے گا؛ بلکہ موت تک ایمان سلامت رہے گا اور جس کا ایمان موت تک محفوظ رہا وہ اُس کو جنّت میں لے جائے گا۔ حدیث شریف میں یہی مضمون وارد ہوا ہے:

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (ابوداؤد:۳۱۱۶)

ترجمہ: جس نے کلمۂ طیّبہ کا اقرار کیا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

ہوٹل اور لاریوں پر کھانے کے نقصانات

صحابیات اور اُن کے بعد کے زمانے کی نیک عورتیں گھروں میں بیٹھ کر کھایا کرتی تھیں، کسی ہوٹل (Restaurant) میں کھانے کی عادی نہیں تھیں۔

میری دینی بہنو! گھروں میں کھانے کا اپنے آپ کو عادی بنائیں، ہوٹل اور لاریوں پر کھانے میں بے پردگی کا خطرہ لگا رہتا ہے، صحت خراب ہوتی ہے، ناجائز تعلقات بنتے ہیں، ایمان خراب ہوتا ہے؛ اس لیے کوشش کریں کہ ہمارا کھانا گھر پر ہی ہوا کرے۔

کردار(Character) کی حفاظت سب سے زیادہ ضروری ہے

میری دینی بہنو! جس طرح سونا چاندی(Gold,Silver)عورتوں کے پاس ہوتا ہےاور خواتین کے لیے اُس سے محبت ایک فطری بات ہےاور یہ برا بھی نہیں؛ بلکہ اپنے شوہروں کے لیے زیورات سے آراستہ ہونا تو اچھی بات ہے؛لیکن زیورات سے زیادہ پاک دامنی اور کردار(Character) کی حفاظت بہت قیمتی ہے، دنیا میں ایک سے ایک ہیرے موتی(Diamond,Platinum) ہے؛لیکن ہیرے موتی سے زیادہ قیمتی ایمان، پاک دامنی اور عمدہ کردار(Character) ہے۔

شیطانی ہوس والوں سے اپنی آپ کو بچائے رکھیں

میری دینی بہنو! آج میں ذرا کھل کر(Open language) کہتا ہوں کہ: اِس وقت شیطان کا کام بہت سے انسانوں نے لے لیا ہے،شیطانی صفات کے انسان بہت ہیں، وہ ہماری جوان بیٹیوں کو پیار اور محبت (Love) کے نام پر فریب و دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹے عشق میں پھنساتے ہیں، یہ انسان نما شیطان ہے، یہ آپ سے پیار بھری باتیں کر کے آپ کے جسم(Body) سے غلط فائدہ اٹھائیں گے، گندا کام کریں گےاور پھر چھوڑ دیں گے؛ جیسے ٹوئلیٹ پیپر(Tissue Paper)استعمال کرنے کے بعد کچرے کے ڈبّے میں ڈال دیتے ہیں، اِسی طرح یہ انسان دِکھنے والے شیطان محبت کے نام پر آپ کو پھنساتے ہوئے اپنی ہوس کا شکار بنائیں گےاور اُس کے بعد آپ کو چھوڑ دیں گے، یہ شیطانی ہوس والے پہلے تو بہت وعدے کریں گے کہ: ساتھ جئیں گے،ساتھ مریں گے؛مگر یہ صرف دھوکے کی باتیں ہیں، ہوس پوری کرنے کے بعد

جب دوسری لڑکی پر اُن کی نظر پڑے گی تو وہ اُس کو اپنا لیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے، تم سے اُس نے مزہ اڑا لیا اور اپنا مطلب پورا کر لیا اور اب وہ ہَوَس کے پجاری دوسری نئ (Fresh) لڑکی ڈھونڈھیں گے، اُس کے بعد تم کو چھوڑ دیں گے۔

اسکول و کالج کوئی Love House نہیں

میری بہنو! اپنی کالج، ہائی اسکول اور یونیورسیٹی میں ایسے شیطان لڑکوں سے چوکنّا (Alert) رہو، وہاں آپ کا کام دینی اور اسلامی ماحول میں رہ کر اپنی پڑھائی اور تعلیم مکمل کرنا ہے، کالج اور ہائی اسکول یہ کوئی محبت گاہ اور پریم نگر (Love House) نہیں ہے، کہیں وہاں جا کر پیار وغیرہ کے چکر میں پھنس کر اپنا ایمان نہ کھو بیٹھیں۔

دینی بہنو! روزانہ اخبارات (News paper) میں ایسے قصے آتے ہیں کہ لڑکی کو شادی بیاہ کے جھوٹے وعدے کر کے انسان نظر آنے والے شیطانی ہوس کے شکاریوں نے اپنے جال میں پھنسایا اور Pregnant کر کے چھوڑ دیا۔

قرآن کا فرمان

یاد رکھیں! قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (النور)

ترجمہ: (اے نبی!) ایمان والے مردوں سے تم کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہی ان کے لیے بڑا پاکیزہ طریقہ ہے، یقیناً جو کام وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

جیسے مردوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ نظر نیچی رکھو اور اپنی شرم کی جگہ کی حفاظت کرو، یہی حکم مسلمان عورتوں کے لیے بھی دیا گیا ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور:۳۱)

ترجمہ: اور (اے نبی!) تم ایمان والی عورتوں کو (بھی) کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

یاد رکھیں کہ جو لڑکا اپنے ماں باپ کا وفادار نہیں وہ کبھی آپ کا وفادار نہیں ہوسکتا، جو اللہ تعالیٰ کا وفادار نہیں وہ کبھی آپ کا وفادار نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ پرائی عورت سے تعلق (Contact) نہیں ہونا چاہیے؛ مگر یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر آپ سے تعلق بناتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کا نہیں ہوسکتا وہ آپ کا کبھی بھی نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا ایسے آوارہ لڑکوں سے اپنے آپ کو بچائیں، جس نے آپ سے تعلق بنانے کے لیے کوشش کی اُس نے ضرور دوسری لڑکیوں پر بھی کوشش (Try) کی ہوگی اور وہ بھی یہی سوچے گا کہ جس طرح میں نے اُس کو جال میں پھنسانے کی کوشش کی کسی اور مرد نے بھی اس کو پھنسایا ہوگا اَور یہ پھنس گئی، اِس طرح کی سوچ لڑکوں میں عموماً پیدا ہوتی ہے اور پھر پوری زندگی وہ آپ کو شک بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

آج کل کے آوارہ لڑکوں کا حال

آج کل کے بہت سارے آوارہ لڑکے پہلے محبت بھری باتیں کرتے ہیں، پھر آپ کو بدنام کرتے ہیں اور سماج میں آپ کا نام خراب ہوجاتا ہے، وہ اِس طرح کہ جب آپ اُس سے تنہائی میں یا کسی گارڈن وغیرہ میں ملے گی تو وہ موج مستی کے ساتھ

تمھارا ویڈیو اتارلیں گے، پھر آپ کو Black male کریں گے، وہ اکیلا نہیں؛ بلکہ اپنے دوستوں (Friend Circle) کے ساتھ مل کر تمھارے ساتھ غلط کام کرے گا؛ زنا تک کے سارے مراحل وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر تم سے پورا کریں گے، گروپ میں وہ آپ کی عزت لوٹیں گے، یہ آج کل کے گندے لڑکوں کا حال ہے۔

یہ طریقہ کبھی جسم فروشی (جسم بیچنے) پر مجبور کر دیتا ہے

آپ ذرا بھی اُن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کریں گی تو وہ دوستی کا دم بھریں گے اور نام تو Boy friend/Girl Friend کا دیں گے؛ مگر موقع ملتے ہی وہ آپ کو Black male کریں گے اور بہت سی دفعہ تو آپ سے وہ جسم فروشی (جسم بیچنے) کا دھندا کروائیں گے؛ بالآخر سینکڑوں جوان لڑکیوں کو خودکشی (Sucide) کرنا پڑتی ہے۔

یاد رکھیں کہ جتنا اخبارات میں آتا ہے یہ میرے حساب سے پچاس (۵۰) فیصد ہی ہے، باقی پچاس (۵۰) فیصد تو ایسے معاملات (Case) ہیں جو سوشل میڈیا پر آتے بھی نہیں ہیں، عام میڈیا پر بھی نہیں آتے؛ لہٰذا ایسے پیار کے چکر سے اپنے آپ کو بچائیں، اِس معاملے میں ہوشیار رہیں، ایسے آوارہ لڑکوں کے جال سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

مال دار اور کروڑ پتی ہونے کی باتیں سب جھوٹ ہوتی ہیں

آپ کو اُن لڑکوں کے کپڑے، اُن کی بال کی اسٹائل اچھی لگتی ہے اور وہ جھوٹی باتیں آپ سے کہتے ہیں کہ: میں کروڑ پتی کا لڑکا ہوں، میرے پاس کار ہے، فلاں فلاں Property ہیں وغیرہ وغیرہ... یہ سب دھوکا اور بناوٹ ہے، وہ در حقیقت کسی

فیملی سے ہوتا ہے، وہ کہیں سے مانگ کر تم کو گاڑی لاکر اور بنگلہ دکھا Third Class کر Impress کرنا چاہتے ہیں اور تم کو اپنے چکر میں پھنسانا چاہتے ہیں؛ لہٰذا میں اپنی بہنوں سے اللہ کا واسطہ دیکھ کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ اِن پر بھروسہ کر کے اپنی زندگی کو برباد مت کرو، اِس کی ابتدا چاہے کتنی ہی خوب صورت اور اچھی معلوم ہوتی ہو، اُس کے آخری مرحلے میں پچھتاوے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

جسم پر ایک موٹی چادر رکھنے کا حکم دیا گیا؛ تاکہ جسم محفوظ رہے

میری محترم بہنو! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں قیامت تک آنے والی عورتوں کو حکم دیا کہ: اپنے جسم پر موٹی چادر لٹکائے رکھے؛ تاکہ اُن کا جسم اس طرح کے ستانے والوں سے اور دوسرے پرائے مردوں سے محفوظ رہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور (قیامت تک آنے والی تمام) ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ: وہ اپنی چادریں (تھوڑی سی) اپنے (منہ کے) اوپر جھکا (یعنی لٹکا) لیا کریں، اس طریقے میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ وہ (آزاد عورت ہے یہ) پہچان لی جائیں گی؛ لہٰذا وہ ستائی نہیں جائیں گی اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: اے نبی جی! اپنی

بیویوں، بیٹیوں اور قیامت تک آنے والی ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ: اپنے جسم کو چھپائے رکھیں اور اس پر موٹی چادر چڑھا کر رکھیں۔

صرف چہرہ چھپا لینا؛ یہ کوئی پردہ نہیں

ایک پردہ آج کل چلا ہے، نیچے Jeans ہے اور اوپر T-shirt ہے، پورا جسم مکمل فٹنگ کپڑے والا ہے اور منہ پر ایک کپڑا باندھا ہوا ہے، یہ شیطانی پردہ ہے، پورے جسم پر فٹنگ والے اور ادھورے کپڑے؛ تاکہ لوگ اُس کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھے اور منہ پر کپڑا باندھتے ہیں کہ میرا بھائی مجھے دیکھ نہ لیں، میرا باپ مجھے نہ دیکھ لیں، کوئی میرا ویڈیو بنا کر Share نہ کر دیں کہ میں اپنے Boy Friend کے ساتھ آئس کریم پارلر پر آئس کریم کھا رہی تھی، جوس پارلر پر جوس پی رہی تھی، چوری چھپانے کے واسطے منہ پر کپڑا باندھتے ہیں، یہ کوئی پردہ نہیں ہے، پوری بوڈی کو ڈھانپنے کا حکم ہے۔

اچھے لڑکے لڑکی کے لیے اچھے دوست (Friend) اور شریکِ حیات (Life Partner, જીવનસાથી)

دینی بہنو! اگر آپ نے اپنے جسم کو محفوظ رکھا اور اُس کو سنبھالا تو شادی کے بعد کی زندگی آپ کی بہترین گزرے گی، شادی سے پہلے پیار و محبت میں مبتلا ہونا ناجائز اور حرام ہے اور اپنی زندگی کو برباد کرنا ہے، ہمارے ایسے کرتوت سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، میں آپ کو قرآن کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد دلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ (النور)

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے مناسب ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے مناسب ہیں، جو (تہمت کی) بات وہ (منافق) لوگ کہتے ہیں وہ (نیک مرد اور عورتیں) اس سے بالکل بری (یعنی بے تعلق) ہیں، ان کے لیے (آخرت میں) مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

جو بیٹیاں اور بہنیں اپنی پاک دامنی کو سنبھالیں گی اور اپنے Character کو سلامت رکھیں گی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ رکھو کہ اُس کو پاک دامن اور اچھے Character والا شوہر ملے گا۔

اپنے ہر فیصلے میں والدین کو ساتھ رکھنا ضروری سمجھو

پیاری بہنو! ابھی جوانی کی عمر میں صحیح وغلط کا فیصلہ کرنے کی کامل سمجھ آپ میں نہیں ہے، تم باہر نظر آنے والی چیزوں سے خوش ہو جاتی ہو، حقیقت تمھیں معلوم نہیں ہو پاتی؛ لہٰذا اپنے ہر فیصلے میں والدین کا ساتھ ضروری سمجھو، آج ہماری جوان لڑکیوں میں یہ بیماری بہت عام ہو رہی ہے کہ کالج یا ہائی اسکول میں کوئی Handsome لڑکا نظر آتا ہے تو اُس کو دل دے بیٹھتی ہے؛ حالاں کہ اُس کے اخلاق کیسے ہیں؟ اُس کا Character کیسا ہے؟ کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔

آج کل کا حال

اب تو ماشاء اللہ! ایسا زمانہ ہے کہ ماں باپ کو ڈھونڈھنے کی بھی تکلیف نہیں دیتے؛ بلکہ سیدھے ماں باپ کو کہیں گے: میرا وہاں پر ارادہ ہے۔ اگر اتنا بھی کہہ دے تو اس نوجوان کا شکریہ!!

بعض تو ایک قدم آگے کہ وہاں نہیں کرایا تو میں اس کے ساتھ بھاگ جاؤں گی۔

بعض اس سے بھی ایک قدم آگے ہوتے ہیں کہ وہاں نہیں کرایا تو ٹرین کے نیچے سو جاؤں گی۔ یہ کیا بات ہوئی؟

والدین کو ناراض کر کے کبھی چین نہیں مل سکتا

ایک مسلمان اپنے ماں باپ کے سامنے ایسی بات کہے، یہ بہت بڑی بے ادبی کی بات ہے، یاد رکھو! اپنے ماں باپ کو ناراض کر کے اپنی پسند کے مطابق شادی کر لی تو شادی والی زندگی میں جیسا چاہے ویسا سوکھ اور چین کبھی نہیں آ سکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ان (والدین) میں سے کوئی ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو اُف (ہوں) تک نہ کہو اور ان

دونوں کو جھڑک مت دو اور ان دونوں کے ساتھ عزت (یعنی ادب) سے بات کیا کرو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم اور ساتھ میں ماں باپ کی ماننے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ساتھ میں ماں باپ کی مان کر زندگی گزارو۔

آج کل جو جھگڑے ہوتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ماں باپ کا دل دکھا کر شادی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ماں باپ کی بد دعا لگتی ہے اور ان کی زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی، کہیں نہ کہیں رکاوٹ اور فتنہ آجاتا ہے۔

موبائل سے ہونے والے تعلقات وقتی اور بہت کمزور ہوتے ہیں

میری بہنو! فیس بک (Facebook)، انسٹا گرام (Instagram) اور دیگر انٹرنیٹ پلیٹ فارم سے ہونے والا یہ تعلق بہت کمزور ہوتا ہے، اگر اُس نے اپنے موبائل کا نمبر بدل دیا تو آپ کہاں اُس کو ڈھونڈھتی پھروگی؟ اُس نے آپ کا سب کچھ لوٹ کر سِم (SIM) بدل دیا یا آئی ڈی بدل دی اور کوئی نئی Girl Friend بنالی تو اب تم کہاں تلاش کرنے جاؤ گی؟ اِس صورتِ حال میں آپ اُس کے گھر بھی نہیں جاسکتی؛ ورنہ سماج میں بدنام ہوجاؤ گی۔

والدین پر اعتماد نہایت ضروری ہے

میری ایمان والی بہنو! میں بہت عاجزی سے آپ کو کہتا ہوں کہ: یہ موبائل، انٹرنیٹ، فیس بک، واٹس ایپ، انسٹا گرام اور دوسرے سارے سوشل میڈیا پلیٹ فارم کا بڑا حصہ دجّال اور شیطان کے فتنے ہیں، آپ کو اپنی زندگی کے لیے اچھے ہم سفر (Husband) کی تلاش ہے تو آپ اپنے والدین، چچا، ماموں، دادا اور اپنے بھائی

جنھیں ہر وقت آپ کی فکر رہتی ہیں اور وہ آپ کا اچھا مستقبل (Future) چاہتے ہیں اُن کو واسطہ بنائیں، اِن شاء اللہ! وہ آپ کے لیے ایک بہتر ہم سفر (,Life Partner જીવનસાથી) تلاش کریں گے؛ کیوں کہ یہ سب لوگ لڑکے کی ساری چیزوں پر نظر کرتے ہیں۔ آپ ڈائرکٹ کسی بھی مرد سے تعلق نہ بنائیں، یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے اور گناہ کا کام ہے اور صرف یہی نہیں؛ بلکہ اکثر وہ لڑکیاں جو اپنی پسند سے خود شوہر طے کرتی ہیں اور والدین کی رضامندی و ناراضگی کی پروا نہیں کرتی وہ یقیناً بعد میں پچھتاتی ہیں۔

ہوس کا شکار ہونے والی ایک مسلم بہن کا واقعہ

ابھی ہمارے یہاں ایک ایمان والی بہن نے فیس بک کے ذریعے ایک لڑکے سے دوستی کی، دوستی آگے بڑھی اور لڑکی نے لڑکے کے گھر کا Video دیکھا، گھر دیکھ کر لڑکی کو لگا کہ دنیا ہی میں مجھے جنت مل جائے گی، اُس نے تحقیق تو کی نہیں کہ وہ اپنا گھر دکھا رہا ہے یا کسی اور کا؟ بالآخر وہ بہن پھنستی گئی، پھر روبرو (Face to Face) ملاقات ہوتی رہی، ایک وقت آیا کہ اُس بہن نے اپنا سب کچھ دے دیا تو پھر اُس نے بلیک میل کرنا شروع کیا، پھر آخر میں مجبور کیا کہ میرے ساتھ شادی کرو، وہ تو خوش ہوگئی، شادی کے بعد پتا چلا کہ یہ تو پہلے سے شادی شدہ ہے اور چار بچوں کا باپ ہے اور ہماری اِس مسلم بہن کو تو وہ اب دوسری بیوی (Second Wife) کے طور پر رکھے گا، سب کچھ دے دیا، پھر معلوم ہوا کہ سیکنڈ وائف اور Spare Wheel کے طور پر مجھے رکھنا چاہتا ہے۔

ماں باپ کو اعتماد میں لیے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاؤ

اِسی لیے دینی بہنو! اپنے ماں باپ کو اعتماد میں رکھو، اُن کو ناراض کر کے کوئی کام نہ کرو، جس ماں نے تم کو نو مہینے بڑی تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا اور پیدا ہونے کے بعد جس نے ڈیڑھ دو سال دودھ پلایا، جو ماں رات کو نیپی (Nappy) خراب ہو جائے تو بدلے، پیشاب پاخانہ صاف کرے، جو ماں تمھارے لیے اتنی تکلیف اٹھائے، اُس ماں کا دل دکھا کر اور اُس کو ناراض کر کے، اُس کی اجازت کے بغیر کوئی کروڑ پتی لڑکا مل جائے پھر بھی تمھاری زندگی میں چین وسکون نہیں آسکتا، زندگی میں خوشی وراحت نہیں آسکتی، ماں کی ناراضگی تمھاری زندگی کو برباد کر دے گی؛ اِس لیے ہمیشہ ماں باپ کو خوش رکھنا، کبھی بھی اُن کو ناراض مت کرنا۔

آج کے زمانے میں یہ بہت نازک چیز ہے، اِس مجلس میں یہ پکا وعدہ کرو کہ ماں باپ کو ناراض کر کے کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے، جب شادی کی عمر ہو جائے تو گھر والوں کو صاف طور پر کہہ دو کہ اب ہمارے لیے لڑکا تلاش کرنے لگیں؛ مگر اپنی طرف سے کسی لڑکے سے پیار وغیرہ کے چکر میں نہ پڑیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی کی شرم وحیا

قرآنِ مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ موجود ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین گئے اور وہاں کنویں پر چند لڑکیوں کو پانی بھرنے کے انتظار میں پایا، آپ علیہ السلام نے ان لڑکیوں کا پانی کنویں سے بھر دیا، وہ لڑکیاں گھر چلی گئیں، پھر دوبارہ بلانے آئی، قرآنِ کریم میں کیا ہی حسن وخوبی سے اُس کا منظر کھینچا گیا:

﴿فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ لِيَجۡزِيَكَ اَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَا﴾ (القصص:۲۵)

ترجمہ: سوتھوڑی دیر بعد ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک (لڑکی) شرم وحیا سے چلتی ہوئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی، وہ (لڑکی) کہنے لگی: میرے ابا تم کو بلا رہے ہیں؛ تاکہ تم نے جو ہمارے لیے (جانوروں کو) پانی پلایا اس کا آپ کو انعام دیویں۔

اللہ تعالیٰ اُس آنے والی لڑکی کی چال کو بیان فرمارہے ہیں کہ: وہ لڑکی شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ کتنا پیارا طریقہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شرم وحیا کے ساتھ چلنا یہ اللہ تعالیٰ کو خوب پسند ہے۔

پیاری بہنو! قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے فیصلے میں والدین کو اعتماد میں لینا یہ قرآنی طریقہ ہے۔

آنکھ، ہاتھ، زبان اور پیروں کے زنا سے بھی اپنی ذات کو بچائیں

میری بہنو! آنکھوں سے پرائے مردوں کو دیکھنا گناہ کا کام ہے، زبان سے پرائے مردوں سے بات چیت کرنا گناہ کا کام ہے، پیروں سے اُن کے پاس چل کر جانا بھی گناہ کا کام اور زنا ہے، فیس بک، واٹس ایپ، انسٹا گرام وغیرہ پر پرائے لڑکوں کے ساتھ Chating کرنا اور اُن کے ساتھ آمنے سامنے (Live) بات کرنا بھی گناہ کا کام ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ ابْنِ اٰدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ

وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي، فَزِنَاهُ الْقُبَلُ. (ابوداؤد شریف: ۲۱۵۳)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کے لیے زنا سے اس کا حصہ (لکھا گیا) ہے اور مذکورہ قصہ بیان کیا، کہا: ہاتھ زنا کرتے ہیں، ان کا زنا ''پکڑنا'' ہے۔ پاؤں زنا کرتے ہیں، ان کا زنا ''چلنا'' ہے۔ منہ زنا کرتا ہے اور اس کا زنا ''بوسہ لینا'' ہے۔

گندی فلمیں دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے

افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان لڑکا یا لڑکی جب شادی کی عمر کو پہنچتے ہیں تو انٹر نیٹ پر گندی (بلیو) فلم دیکھتے ہیں۔

میری مسلمان بہنو! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور میرے آقا تاجدارِ مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان سے اور اپنی پریکٹیکل لائف کے ذریعے ایک شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ بیڈروم کی زندگی اور سماجی زندگی کیسے گزارنی چاہیے اس کی ایک ایک بات بیان فرمائی ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان اس کو سیکھے، اس پر عمل کرے۔

بے حیائی سے بچنے کا راستہ

یہ سب بے حیائی ہے، خواہش پوری کرنا یہ انسانی ضرورت ہے؛ لیکن اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے راستہ رکھا ہے، وہ راستہ ہے شادی کرنا، جتنا جلدی ہو سکے شادی کرنے کی کوشش کی جائے اور اپنے شوہر کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ یہ رشتہ مضبوط بنے۔

کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے شوہر کو شک ہو

میں آپ کو تین نصیحتیں کرتا ہوں جس سے آپ کا تعلق اپنے شوہر سے اچھا رہے گا:

① کوئی بھی ایسا کام مت کرو جس کی وجہ سے تمھارے شوہر کو تم پر شک پیدا ہونے لگے۔

عورتوں میں واٹس ایپ کا وبال

آج یہ واٹس ایپ (Whatsapp) کا وبال ہمارے مردوں سے نکل کر عورتوں میں بھی آ گیا ہے، اس کی کیا ضرورت ہے؟ ایک عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ، اپنے ماں باپ کے ساتھ، اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ، اور اپنے بچوں سے بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، یہ کوئی اتنی بڑی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے لیے واٹس ایپ (Whatsapp) چلائے۔

جب لڑکی شادی کے بعد اپنے ساتھ انٹرنیٹ والا موبائل لاتی ہے اور واٹس ایپ پر چیٹ (Chat) کرتی ہے تو یہ چیز اس کے شوہر کے دماغ میں شک پیدا کرتی ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ شادی سے پہلے میری بیوی کا کوئی دوست (Boy Friend) رہا ہو اور شادی کے بعد بھی وہ اس کے تعلق (Contact) میں ہو۔

اس لیے کوئی بھی مسلمان بہن کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے شوہر کے دل میں شک پیدا ہو، جس طرح شوہروں کو ہم کہیں گے کہ: بلا وجہ شک مت کرو، یہ شک تمھاری شادی والی زندگی کو برباد کرنے والی چیز ہے، اسی طرح ہم بہنوں کو بھی کہیں گے کہ: تم اپنے اوپر وہم اور شک کرنے کا موقع مت دو۔

بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر جب موقع ملا وہ کہیں چلی جاتی ہے، اس سے بھی شوہر کو شک ہوتا ہے کہ پتہ نہیں یہ کہاں جاتی ہے اور کہاں سے آتی ہے؟

غیر محرموں کے سامنے نہ آویں

۲ غیر محرموں کے سامنے مت آؤ اور ان سے بات مت کرو، شادی ہوگئی اب بات چیت کے لیے تمھارا شوہر ہے، اس کے ساتھ دل بھر کے بات کرو، شادی کے بعد بھی غیر محرموں سے ملنا، ان سے بات کرنا، ان سے ہنسی مذاق کرنا یہ چیز شادی والی زندگی کے لیے بڑی خطرناک ہے۔

شوہر کے ساتھ خیانت نہ کرے

۳ شوہر کے ساتھ خیانت نہ کرے، شادی کرنے کے بعد آپ پر پورا حق آپ کے شوہر کا ہے، اپنے شوہر کی جگہ کسی اور کو نہ دے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں- جو آپ نے زندگی کا آخری حج کیا تھا- بیان فرمایا کہ: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو؛ اس لیے کہ تم نے اللہ کے نام پر عورتوں کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے۔

جب نکاح ہوتا ہے تو عورت کی شرم گاہ مرد کے لیے حلال ہو جاتی ہے؛ لہذا بیوی کا حق یہ ہے کہ وہ کسی پرائے مرد کو شوہر کے بستر پر آنے نہ دے اور اُس کی خدمت کرے، اُس کے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرے، اگر وہ شوہر کی خلاف ورزی کرے تو ان کو ہلکے ہلکے طور پر مارو اور ساتھ میں یہ فرمایا کہ: اس کو کھانا، مکان وغیرہ یہ سب ضابطے کے مطابق دو۔

ایک بیوی کو کیسا ہونا چاہیے؟

ایک بیوی (Wife) کو کیسا ہونا چاہیے؟ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: حضرت

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھی عورت کی پہلی نشانی یہ بتلائی کہ: ’’جب شوہر اپنی بیوی کو دیکھے تو شوہر کو خوشی ہو۔‘‘

شوہر دیکھتے ہی خوش کب ہوگا؟

بیوی کو دیکھ کر شوہر کو خوشی کیسے ہوگی؟ عام بات ہے کہ عورت جب صاف ستھری رہے گی، شوہر کے لیے جائز زینت کر کے رہے گی اور پاک رہے گی تو شوہر کو اپنی بیوی کو دیکھ کر کے خوشی ہوگی۔

کتنا اچھا شریعت نے گھریلو زندگی (Family Life) کا قانون بتلایا کہ عورت ایسی صاف ستھری رہے کہ شوہر دیکھے تو شوہر کا دل خوش ہو جاوے؛ اِس لیے میری دینی بہنو! آپ گھروں میں کام کاج کرتی ہو؛ لیکن کام کاج سے فارغ ہو کر فوراً غسل یا وضو کرلو اور صاف ستھرے کپڑے پہن لو تو شوہر کا دل آپ کو دیکھ کر خوش ہو جائے گا۔

گھروں میں میلی کچیلی رہنا اور بازار میں بناؤ سنگھار کر کے جانا

عام طور پر ہمارے گھروں میں یہ ہوتا ہے گھر میں بیوی رہے گی تو میلی اور گندی رہے گی جیسے کہ گھر میں کوئی کام کرنے والی غریب عورت آئی ہو، جو تنخواہ (Salary) لیتی ہو اور شادی، ولیمے یا بازار میں جانا ہو تو ایسی بن ٹھن کے جاتی ہے جیسے کہ نمائش کے میلے میں جارہی ہو، یہ سسٹم اور طریقہ بالکل غلط ہے۔

جو خوشبو لگا کر پرائے مردوں کو اپنی طرف کرے وہ ایسی ایسی ہے

حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا -يَعْنِيْ زَانِيَةً-. (سنن الترمذی:۲۷۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ایسی ہے؛ یعنی وہ بھی زانیہ ہے۔

ضرورت کے وقت باہر کیسے نکلنا چاہیے؟

میری دینی بہنو! یہ مزاج اور عادت بناؤ کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلو اور ضرورت کے وقت گھر سے باہر جاؤ تو ایک دم سادے (Simple) کپڑے پہن کر اور وہ بھی پردے اور برقعے کے ساتھ ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اور (اے ایمان والی عورتو!) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح (پرائے مردوں کو) اپنا بناؤ سنگھار (میک اپ) دکھلاتی مت پھرو، اور تم نماز قائم کرتی رہو اور تم زکوۃ دیتی رہو اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو، اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں ﴿۳۳﴾ اور تمھارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی

(یعنی قرآن کی) جو آیتیں اور حکمت (یعنی سنت) کی باتیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ تو راز جاننے والے، پوری خبر رکھنے والے ہیں۔

ضرورت کے وقت باہر نکلنے کا مطلب

ضرورت کے وقت باہر نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ: تعلیم کے لیے یا دین کی مجلس میں جانا ہے، ابو امی کو ملنے کے لیے جانا ہے، شوہر، بھائی وغیرہ محرم کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جانا ہے، تو جاتے وقت اسلامی پردے؛ یعنی شرعی برقعہ پہن کر جائیں۔

شادی شدہ مردوں کے پرائی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات (Affair) روکنے کا طریقہ

بیوی جب گھر میں شوہر کے سامنے ہو تو اتنی اچھی رہیں کہ شوہر کا دل دوسری عورت کی طرف نہ جانے پاوے۔ یہ میں آپ کو خوشگوار زندگی (સુખી જીવન) کے لیے پوئنٹ سمجھاتا ہوں کہ آپ گھر میں بہت اچھی رہو، اتنی اچھی کہ شوہر گھر سے کام پر جاوے تو ہر وقت اُس کے دماغ میں بیوی کا خیال رہے، ہر وقت اُس کو تمھاری یاد ستاتی ہو۔

اگر ہماری دینی بہنیں اِس بات پر عمل کریں گی تو آج بہت سی جگہوں پر جو یہ شکایت ہے کہ مرد شادی کے بعد دوسری عورتوں کے چکر میں رہتے ہیں، وہ شکایت بھی ان شاء اللہ! ختم ہو جائے گی۔ حضور ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے کی برکت سے شوہر کا دل ان شاء اللہ! تمھاری طرف ہی لگا رہے گا، کسی پرائی عورت کا خیال تک اُس کے دل میں نہیں آئے گا۔

شوہر کا مزاج نرم کیسے بنائے؟

دوسری طرف جب اپنے شوہر کے ساتھ بات کرو تو میٹھی میٹھی، نرم نرم، پیاری پیاری ایسی بات کرو کہ اُس کے بعد اگر تم اُن کو کوئی میٹھی چیز نہ بھی کھلاؤ، فالودہ نہ بھی پلاؤ، پھر بھی تمھاری میٹھی بات سے ہی شوہر کا شوگر بڑھ جاوے؛ یعنی تمھارا شوہر بالکل میٹھا ہو جائے اور اُس کا مزاج نرم ہو جائے۔

پرائے مرد کے ساتھ ہنسی خوشی اور شوہر سے سخت لہجے میں بات کرنا

شریعت کی تعلیم تو یہ ہے کہ پرائے مرد کے ساتھ اکھڑے سخت لہجے میں بات کی جائے؛ لیکن یہاں پر بھی الٹی دنیا ہے کہ ہماری بہت ساری بہنیں کسی پرائے مرد کے ساتھ بات کریں گی تو ایسی لچک لچک کر بات کریں گی کہ پرایا مرد اُس کی طرف للچا جاتا ہے اور دوسری طرف جب شوہر کے ساتھ بات کرنے کا موقع آتا ہے تو ایسے سخت کڑک لہجے میں بات کرتی ہے جیسے کہ شوہر کے ساتھ لڑائی جھگڑا کر رہی ہو، گالی گلوچ کرتی ہو، یہ طریقہ بالکل غلط اور نامناسب ہے، آج سے اِس طریقے کو بدلنا شروع کر دو، اُس میں آپ کو بڑا ثواب ملے گا اور آپ کی زندگی (ان شاء اللہ) بڑی خوشی کے ساتھ گزرے گی۔

ضرورت کے وقت غیر محرم سے بات کیسے کریں؟

قرآنِ کریم نے ایک اور حکم سمجھایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: گھر پر کوئی پرایا مرد آ گیا اور گھر میں بات کرنے والا کوئی مرد نہیں ہے تو پردے اور دروازے کے پیچھے سے بولنا پڑے تو کیسے انداز (Style) میں بولنا ہے؟ با قاعدہ اس کی تفصیل آئی

کہ: ذرا کڑک لہجے میں بولو، اُکھڑی اُکھڑی آواز میں بولو، نرم نرم میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں مت بولو، یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی کی عورتو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتی ہو تو تم نزاکت (لچک) کے ساتھ بات نہ کیا کرو، سو (اس کی وجہ سے) جس کے دل میں روگ ہوتا ہے وہ لالچ کرنے لگے گا اور بھلائی والی باتیں تم کہا کرو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ: عورتیں پرائے مرد کے ساتھ نزاکت اور لچک سے بات نہ کریں، نرم نرم باتیں نہ کریں، اگر پرائے مرد کے ساتھ نرم نرم باتیں کروگے تو اُس کے دل میں گندا خیال آئے گا، گندی لالچ اور برا ارادہ آئے گا اور وہ تمھاری طرف للچائے گا اور تمھاری طرف مائل ہوگا؛ لہٰذا ابھی یہ پکا ارادہ کرلیں کہ کسی بھی پرائے مرد کے ساتھ میٹھی میٹھی، ہنس ہنس کر نرمی کے ساتھ باتیں نہیں کریں گی۔

ایک لطیفے (چٹکلے) جیسا سچا قصہ

ایک لطیفہ (چٹکلے) جیسا قصہ آپ کو سناتا ہوں، ایک شہر میں ایک عامل صاحب پہنچے، عامل کا مطلب (Meaning): تعویذ کرنے والا، جن کو آج کل لوگ ''باپو'' بھی کہتے ہیں، اب عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ عاملوں کے یہاں عورتوں کی لائن زیادہ ہوتی ہے تو ایک عورت عامل صاحب کے پاس گئی کہ: حضرت! کسی نے جادو کرادیا ہے

کہ میرے شوہراور میرے درمیان میں جدائی ہوجاوے،نفرت ہوجاوے۔

عامل صاحب نے پوچھا کہ: تجھے کیسے پتہ چلا؟

وہ کہنے لگی کہ: جب مغرب کے وقت میرا شوہر کام سے آتا ہےتو اُس وقت سے ہم دونوں میں لڑائی شروع ہوجاتی ہے،لگتا ہے کہ کسی نے ہم پر کچھ کالا جادو کرادیا ہے؛ تاکہ ہم دونوں میاں بیوی میں جدائی ہوجاوے۔

وہ عامل سمجھ گئے کہ بات کیا ہے، انھوں نے کہا: بہن! ایک کانچ کی بوتل میں پانی لے آؤ، وہ بہن بوتل میں پانی لے کرآئی،تو مولانا صاحب نے پانی میں کچھ پڑھ کر دم کردیا (پھونک ماردی) اوراس بہن کو یوں کہا کہ: جب تیرے شوہر کے آنے کا وقت ہوتواِس بوتل میں سے ایک گھونٹ پانی اپنے منہ میں لے لیں اورآدھے گھنٹے تک پانی منہ میں رکھنا، اُس پانی کو پینا نہیں ہےاورنہ ہی اُس پانی کی کلی کرنی ہے،اُس کوآدھے گھنٹے تک صرف منہ میں رکھنا ہے، اگرتونے پانی کلی کرکے باہرنکال دیا تو ایسا ہوگا کہ شوہر تجھے گھر سے باہرنکال سکتا ہےاوراگرپانی جوتو پی گئی تو اُس سے اوربھی خطرناک معاملہ ہوسکتا ہے،آدھے گھنٹے تک منہ میں رکھنے کے بعد بسم اللہ کے ساتھ پانی پی لینا۔

عورت کہنے لگی: ٹھیک ہے،اب وہ عورت تو بوتل لے کرگئی، دیکھا کہ شوہر کے آنے کا وقت ہوا تو منہ میں پانی لے لیا، اب منہ میں پانی آگیا تو بولنے کا روزہ (મૌનવ્રત) ہوگیا، وہ بالکل خاموش ہوگئی؛ کیوں کہ بولنے جاوےتوپانی باہرنکل جاوے یاگلے میں اترجاوے؛اِس لیے بالکل چپ ساماحول ہوگیااوروہ بھی آدھے گھنٹے تک یہی حال رہا،اِس خاتون نے منہ بندرکھ کردسترخوان بچھایا، پانی رکھ دیا، یہ سب دیکھ کر شوہربھی حیران کہ آج ہماری محترمہ،بیگم صاحبہ کچھ بول نہیں رہی، بالکل خاموش ہے،

آدھے گھنٹے کے بعد اُس نے پانی پیا۔ اتنی مدت میں تھکے ہارے شوہر کی تھکان بھی اتر جاتی ہے اور اُس کا بھی مزاج اچھا بن جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا، دونوں نے آدھے گھنٹے بعد بالکل سکون واطمینان سے اچھی طرح بات چیت کی پھر یہ طریقہ روزانہ کا ہو گیا۔

حقیقت میں اُن دونوں پر کسی نے کوئی جادو نہیں کیا تھا؛ بلکہ شوہر تھکا ہارا آتا اور بیوی بے دھڑک بولنا شروع کر دیتی تھی؛ اِس لیے آتے ہی فوراً لڑائی شروع ہو جاتی تھی۔

مہینے بھر میں سب جادو ختم گیا

شوہر بے چارہ باہر کے ٹینشن کے ساتھ شام کو آتا ہے اور خاص طور پر جوئنٹ فیملی میں آتے ہی بیوی فوراً شروع ہو جائے کہ تمھاری ماں نے آج ایسا کیا، تمھاری اماں یوں کہتی تھی، تمھاری بہن یوں کرتی ہے، دن بھر کا سارا ریکارڈنگ سنا دیتی ہے، شوہر بے چارہ باہر کے ٹینشن کے ساتھ آیا ہوتا ہے اور گھر میں آتے ہی یہ سب باتیں، اِس کی وجہ سے وہ بھی ناراض اور غصہ ہو جاتا ہے اور مارا ماری اور گالی گلوچ شروع ہو جاتی ہے؛ لیکن اُس نے آدھے گھنٹے تک منہ میں پانی رکھا اور کچھ نہ بولی تو کچھ دنوں میں بہت اچھے حالات ہو گئے، عامل صاحب نے کہا تھا کہ: پندرہ (۱۵) دن یہ بوتل سے پانی پیو پھر دوسری بوتل لے کر آنا، یہ خاتون پندرہ (۱۵) دن کے بعد مٹھائی کا ڈبہ لے کر گئی اور کہنے لگی کہ: حضرت! ساٹھ (۶۰) فیصد جادو کٹ گیا اور ہمارے گھر میں سکون وچین ہو گیا تو حضرت نے کہا: ایک بوتل اور لے جا، دوسرے پندرہ (۱۵) دن عمل کر، باقی جادو بھی ختم ہو جائے گا۔

جھگڑے فساد کے سلجھاؤ کی بہترین تدبیر زبان پر قابو اور کنٹرول کرنا ہے

دینی بہنو! اکثر دیکھا گیا ہے کہ کوئی جادو نہیں ہوتا، بس اپنی زندگی کا طریقہ درست کرنا ہوتا ہے، وہ طریقہ یہ ہے کہ شوہر کے سامنے زبان مت چلاؤ، شوہر کے سامنے بول بول مت کرو، مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے:

عن عُقْبَةَ بْنِ عامر رضي الله عنه قَال: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ.(الترمذی :۲۴۰۶)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے بتلائیے کہ دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سوال کے جواب میں تین چیزوں کی نصیحت فرمائی: (۱) اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ (۲) تمھارا گھر تمھاری کفایت کرے؛ یعنی اپنے گھر میں رہا کرو۔ (۳) اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

زبان پر قابو کرنا دنیا و آخرت کی نجات کا ذریعہ ہے

صحابی رضی اللہ عنہ کے سوال کا مقصد تھا کہ قبر کے عذاب سے نجات کیسے ملے گی؟ جہنم کی آگ سے نجات کیسے ملے گی؟

لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب دیا اُس جواب پر عمل کرنے سے دنیا کی تکلیفوں سے بھی نجات ہوجاتی ہے، یہ تشریح میرے مرشدِ اول حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

زبان پر قابو کرنے کا مطلب

اِس حدیث میں سب سے پہلی بات ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو بیان فرمائی وہ ہے: ''اپنی زبان پر قابو (Control) رکھو۔''

اِس کا مطلب ہے کہ بغیر ضرورت کے بول بول مت کرو، بک بک مت کرو، اپنے شوہر کے سامنے بھی بغیر ضرورت کے بک بک نہ کرو مثلاً ایسا کیوں؟ ویسا کیوں؟ یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا؛ کیوں کہ اِس کی وجہ سے گھر میں جھگڑے ہوں گے۔

دینی بہنو! صبر اور شکر کے ساتھ رہو، اللہ تعالیٰ صبر پر بہت بڑا ثواب دیں گے، صبر کرنے والے مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ بے حساب ثواب عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ (الزمر:۱۰)

ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب ملتا ہے۔

مسندِ احمد کی روایت میں ہے کہ:

بہترین عورت وہ ہے کہ شوہر اُس کی طرف دیکھے تو یہ (دیکھنا) شوہر کو خوش کر دے، جب شوہر کسی کام کا حکم دے تو وہ اُس کو پورا کرے اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے اور اپنی ذات کے بارے میں بے حیائی کا کام نہ کرے۔ (مسندِ احمد:۷۴۲۱)

شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے کا مطلب

شوہر گھر سے باہر ہو تو اُس کے مال میں سے چوری نہ کرے، اُس کے پیسوں میں سے چوری نہ کرے یہاں تک کہ بغیر اجازت بڑی رقم صدقہ نہ کر دیوے، چھوٹی رقم کا

صدقہ مثلاً پانچ یا دس روپے کا صدقہ یا ایک دو روٹی کے صدقہ کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اپنے ماں باپ کے لیے شوہر کے مال میں سے بغیر اُس کی اجازت کے پیسے بھیجنا وغیرہ جائز نہیں۔

اپنی ذات میں خیانت نہ کرنے کا مطلب

''اپنی ذات میں خیانت نہ کرو'' کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شوہر کے سوا کسی پرائے مرد سے تعلق (Contact) مت رکھو، کوئی پرایا مرد تمھارے پاس نہ آوے۔

واٹس ایپ، فیس بک اور انسٹا گرام پر بھی غیر محرم کے ساتھ نہ رہے، آپ کی محبت اور تعلق (Contact) صرف آپ کے شوہر کے ساتھ اور آپ کے محرم رشتے دار جیسے بھائی، بیٹا، ابو وغیرہ کے ساتھ ہی ہو، اُن کے علاوہ کسی پرائے مرد کے ساتھ بالکل تعلق نہ ہونے پاوے، یہ بہت ضروری ہے۔

ایک غیر مسلم باپ کا اعتراف

ایمانی والی بہنو! پردہ اور حجاب میں آپ کے جسم (Body) اور عزت کی حفاظت ہے، میں ایک جگہ بیرونِ ملک گیا، عید کے دن بیان کے بعد ساتھی ایک جگہ گھومنے لے گئے، ہم نے ایک جگہ گارڈن میں نماز پڑھی، وہاں بھی گجراتی لوگ رہتے ہیں، گارڈن میں غیر مسلم گجراتی بھی تھے، وہ بھی گھومنے آئے تھے، اُن کے ساتھ اُن کی جوان لڑکی موجود تھی، جوان لڑکی کو دیکھ کر دوسرے لڑکے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے، لڑکی کا باپ ساتھ میں ہے؛ مگر کچھ بول نہیں پا رہا تھا؛ کیوں کہ اگر بولنے جائے تو لڑکے ماریں گے، وہ باپ ہم سے کہنے لگا کہ: تمھارے دھرم و مذہب میں بہت اچھی چیز ہے کہ لڑکیاں اور

عورتیں پردے میں ہوتی ہیں اِس لیے کوئی اُن کو دیکھتا نہیں، چھیڑتا نہیں، ہماری لڑکیاں بغیر پردے کے ہوتی ہیں اور ہمیں صبر کرنا پڑتا ہے، کچھ نہیں کہہ پاتے۔

لہٰذا آپ کی ذات کو بچانے، چھپانے کے واسطے پردہ بہت بڑی نعمت ہے، اِس کو بوجھ نہ سمجھتے ہوئے خوشی سے اپنائیں۔

موت آنے سے پہلے اپنے گناہوں کو معاف کروالیں

دینی بہنو! یہ دنیا کی زندگی بہت چھوٹی ہے، ایک دن موت آنے والی ہے، قبرستان جانا ہے، قبر میں جا کر سونا ہے، قبر میں کوئی ساتھ نہیں دے گا، ہر ایک کو اپنی قبر میں اکیلے جا کر سونا ہے اور دنیا کی زندگی چھوڑنی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱ (المنافقون)

ترجمہ: اور کسی بھی نفس (یعنی جاندار) کا مقررہ وقت جب آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

لہٰذا پیاری بہنو! اِس سے پہلے کہ موت ہم کو آدبوچے ہم اپنے گناہوں کو معاف کروالیں اور اپنی اگلی زندگی میں پاک دامنی کو برقرار رکھنے کی فکر میں لگ جائیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج خود کیا کرتی تھیں

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں، اُن کے دو بیٹے تھے: بڑے بیٹے کا نام حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور چھوٹے بیٹے کا نام حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں، حدیث میں ہے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (ترمذی شریف: ۳۷۸۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں سارے کام خود کرتی تھیں، پانی بھر کر خود لانا پڑتا تھا، گھر میں جانور پالنے ہوتے تھے، اُن کے لیے چارہ لانا، گھر میں کھانا پکانا، گھر میں آٹے کے لیے چکی (گھنٹی) چلانا، سارے کام خود کرتی تھیں؛ حالاں کہ یہ کوئی عام عورت نہ تھیں؛ بلکہ جنتی عورتوں کی سردار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی تھیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں جو میدانِ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تکلیفیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں تم کو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متعلق واقعہ بیان کروں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیاری تھیں اور میرے نکاح میں تھیں:

① چکی پیستے پیستے اُن کے ہاتھ میں نشان پڑ گئے۔
② پانی کی مَشکیں بھرتے بھرتے اُن کے سینے پر نشان پڑ گئے۔
③ گھر کی صفائی کرتے کرتے ان کے کپڑے میلے ہو گئے۔
④ کھانا پکاتے پکاتے کپڑے کالے ہو گئے، اِس سے ان کی تندرستی اور جسم کو نقصان پہنچا (صحت پر بڑا اثر ہوا)‘‘۔ (سنن ابی داؤد: ۵۰۶۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کام کاج کے لیے غلام مانگا

پھر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو غلام آئے، وہ دونوں بالکل جوان اور چھوٹی عمر کے لڑکے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: فاطمہ جاؤ! ابو جان کے پاس دو خادم (غلام) آئے ہوئے ہیں، تم ابو سے کہو کہ:

تم کو ایک دے دے؛ تاکہ تمھارے کام میں مدد ہو جاوے اور آسانی ہو جاوے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں؛ لیکن حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی اور بات چیت بھی نہ ہو سکی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بات کہہ دی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر پر آئے تو انھوں نے بتایا کہ: فاطمہ آئی تھی اور کہہ رہی تھی کہ: وہ کام کرتے کرتے تھک جاتی ہے؛ اس لیے ایک غلام چاہیے؛ تاکہ کام میں مدد اور آسانی ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو اُس وقت عشا ہو چکی تھی اور اُس زمانے میں عام طور پر رات ہوتے ہی لوگ سو جاتے تھے، عشا کے بعد کا وقت تھا، اندھیرا ہو چکا تھا؛ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بستر پر سو گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر دونوں کھڑے ہونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوئے رہو! اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں گئے اور دونوں کے بیچ میں بیٹھ گئے، ایک طرف داماد: حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری طرف بیٹی: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، بیچ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر کے نیچے کا حصہ جس کو ہم ''تلوا'' کہتے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے سے لگ رہا تھا اور اس کی نورانی ٹھنڈک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دل میں محسوس ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور بیٹھ کر اطمینان سے اپنی بیٹی کو کہا، جس کا خلاصہ ہے کہ: بیٹی فاطمہ! آج تو غلام (نوکر وخادم) لینے آئی تھی، تو کام کرتے کرتے تھک جاتی ہے، میرے پاس دو غلام آئے ہیں؛ لیکن اے بیٹی! میں تجھ کو نہیں دوں گا۔ چند یتیم لڑکوں کا نام لیا کہ اُن کے ابا شہید ہو گئے، میں اُن کو دوں گا، میں نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔

پورے دن کی تھکان دور کرنے کا نبوی نسخہ

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خیرات کی یہ ترتیب تھی کہ بیٹی کو ضرورت ہے وہ مانگ رہی ہے؛ لیکن آپ نے بیٹی کو نہیں دیا؛ بلکہ یتیم بچوں کو دیا اور اس کے بعد فرمایا:

میری بیٹی فاطمہ! اگر تو کام کر کے تھک جاتی ہے تو میں تجھے ایک تسبیح بتاتا ہوں، رات کو کام کاج کر کے نماز پڑھ کے جب تم سونے کے لیے بستر پر آؤ تو اپنے بستر پر بیٹھ کر یہ تسبیح پڑھ لیا کرو، (اس کی برکت سے پورے دن کی تھکان دور ہو جائے گی) پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ تسبیح بتائی:

''سبحان اللہ'' تینتیس (۳۳) مرتبہ۔

''الحمد للہ'' تینتیس (۳۳) مرتبہ۔

''اللہ اکبر'' چونتیس (۳۴) مرتبہ۔

پھر فرمایا: یہ تسبیح تم دونوں کے لیے خادم سے بڑھ کر ہے۔

اِس طرح کل تسبیح سو (۱۰۰) بار ہو گئی، اِس ترتیب سے پڑھ کر اگر کوئی سو جاتا ہے تو اِس کی برکت سے سارے دن کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی اور صبح میں ایک دم نشاط و چستی ہو گی۔

یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے

① یہ تسبیح خادم سے بہتر ہے؛ اِس لیے کہ خادم بھی ختم ہو جائے گا اور اُس سے جو خدمت ملی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی اور خدمت کے نتیجے میں جو آرام ملتا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا؛ لیکن اس تسبیح کا ثواب ختم نہیں ہو گا۔

②اصل راحت باطنی اور دل کی راحت ہے جو اس تسبیح سے ملتی ہے۔

③ان کلمات کو سچے دل سے پڑھنے کی برکت سے سارے دن کی تھکان ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پابندی سے اِس پر عمل کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ کلمات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے ہیں تب سے میں نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا، حتی کہ جنگِ صفین میں، آخرِ رات میں جب مجھے یاد آیا تو اس وقت بھی میں نے یہ کلمات پڑھے۔(سنن ابی داوٗد: ۵۰۶۴)

مذکورہ ذکر تسبیحِ فاطمی کہلاتا ہے

بعض بزرگوں کے تجربات میں لکھا ہے کہ: اِس تسبیح کو پڑھ کر کے دونوں ہاتھ پر پھونک مارو اور پورے بدن پر ہاتھ پھرا دو، تو ان شاء اللہ! ساری تھکان دور ہو جائے گی اور صبح میں ایک دم چستی کے ساتھ اٹھوگے، یہی ''تسبیحِ فاطمی'' ہے؛ چوں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تسبیح اپنی لاڈلی بیٹی، جنتی عورتوں کی سردار، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائی تھی؛ اِس لیے اس کا نام ہی ''تسبیحِ فاطمی'' بن گیا۔

کرنے کے کام

ایمان والی بہنو! آج کی اِس مجلس سے آپ کو بہت سارے نیک کام کرنے کا پکا ارادہ کر کے اٹھنا ہے:

(۱) موبائل، انٹرنیٹ، فیس بک، انسٹا گرام وغیرہ کو غلط کام میں استعمال نہیں کریں گی، موبائل کے ذریعے ابا-اماں، بھائی بہن کے ساتھ اور شادی ہوگئی تو شوہر

کے ساتھ ہی تعلق (Contact) میں رہیں گی، کوئی بھی پرایا لڑکا چاہے کروڑ پتی ہو، کتنا ہی خوب صورت (Handsome) ہو ہم اُس کے پیار ومحبت کے چکر میں نہیں رہیں گی۔

(۲) روزانہ تین مرتبہ کلمۂ طیبہ وکلمۂ شہادت ترجمے کو سمجھتے ہوئے پڑھنا ہے، یہ دونوں کلمے پابندی کے ساتھ پڑھنے سے اِن شاء اللہ! ایمان تازہ اور مضبوط رہے گا۔

(۳) اگر کوئی غلطی اور بھول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیجیے، کتنا بھی بڑا گناہ ہو جائے اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے ہیں؛ اِسی لیے اللہ تعالیٰ سے سارے گناہ معاف کروالیں اور مستقبل (ભવિષ્ય) کی زندگی اچھی اور نیک بنائیں۔

(۴) ہر نماز کے بعد ایک دفعہ اور سونے سے پہلے ایک بار آیت الکرسی پڑھنے کی پابندی کریں، اُس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے اور دوسرا فائدہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھیں گے۔

(۵) رات کو سوتے وقت تسبیحِ فاطمی کی پابندی کریں، تسبیحِ فاطمی یہ ہے: ۳۳/مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/مرتبہ الحمد للہ، ۳۴/مرتبہ اللہ اکبر پڑھ کر پورے جسم پر دم کرلیں، اِس کی برکت سے اِن شاء اللہ! پورے دن کی تھکن دور ہو جائے گی اور تازہ دم (Fresh) ہو کر اٹھو گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

پاکی کی اہمیت اور استنجا کے آداب

بسم الله الرحمن الرحيم

١٤٣٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰه فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِىَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۳۳ (الأحزاب:۳۳)

ترجمہ: اور (اے ایمان والی عورتو!) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح (پرائے مردوں کو) اپنا بناؤ سنگھار (میک اپ) دکھلاتی مت پھرو، اور تم نماز قائم کرتی رہو اور تم زکوۃ دیتی رہو اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو، اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہر قسم کی) گندگی تم سے دور رکھیں اور تم کو پورا پاک صاف رکھیں۔

پاکی اور صفائی اسلام کی خوبیوں میں سے ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین: اسلام میں بہت ساری خوبیاں رکھی ہیں، ایسی ایسی خوبیاں ہیں جو دنیا کے دوسرے مذاہب اور دھرم میں نہیں پائی جاتیں، ہمارے دین

میں ایک بہت بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے کے لیے فرماتے ہیں، پاک رہنا اور صاف ستھرا رہنا یہ دونوں چیزیں ہمارے دین کی خوبیوں میں سے ہیں۔قرآن میں اللہ تعالیٰ نے پاک وصاف رہنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور پاک رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا وعدہ فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ (البقرۃ:۲۲۲)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

جہاں ناپاکی رہتی ہے وہاں جنات اور شیاطین آتے ہیں

دینی بہنو! گندا اور ناپاک رہنا ہمارے یہاں بالکل پسندیدہ نہیں ہے، ہمارا مذہبِ اسلام پاک صاف رہنے کو بہت پسند کرتا ہے۔

جہاں ناپاکی رہتی ہے وہاں شیطان اور ناپاک جنات آتے ہیں؛ کیوں کہ شیطان کو گندگی وناپاکی کے ساتھ لگاؤ ہے؛اس لیے جہاں بھی گندگی وناپاکی رہتی ہے وہاں پر شیطان کا ڈر لگا رہتا ہے،خبیث اور ناپاک جنات وہاں حاضری دیتے ہیں۔

دعا نہ پڑھنے پر شیاطین وجنات شرم گاہ کے ساتھ کھیلتے ہیں

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: ہم جہاں استنجا اور پیشاب کرتے ہیں، وہاں پر شیطان موجود رہتے ہیں، اگر کوئی مرد یا عورت بیت الخلاء (Toilet) میں جاتے وقت دعا نہ پڑھے تو وہ ناپاک جنّ، شیطان اُس کی شرم کی جگہ کو چھیڑتے ہیں، اس کو ہاتھ لگاتے ہیں، اس کے ساتھ کھیلتے ہیں، اُس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں گندے

گندے خیال آتے ہیں، گناہوں کے ارادے ہوتے ہیں اور بہت سی مرتبہ بیماریوں کے آنے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔

حیض (mc) عادت سے زیادہ آنے کی ایک وجہ: شیاطین وناپاک جنات کی شرارت بھی ہے

ہماری بعض دینی بہنوں کو حیض کا خون زیادہ آتا ہے، تاریخ سے بھی زیادہ آتا رہتا ہے تو اس کی ایک وجہ (عام طور) یہ ہے کہ شیطان اور ناپاک جن شرارت کرتے ہیں، اس کی وجہ سے عورت کو حیض کا خون زیادہ نکلتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استحاضہ کے خون کے متعلق فرمایا:

فَاِنَّمَا ذٰلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ. (مسند احمد)

استحاضہ تو شیطان کے لات مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

گویا استحاضہ کا ایک سبب یہ بھی ہے؛ اگرچہ بعض لوگوں نے اس طرح بھی شرح فرمائی ہے کہ جب عورت مستحاضہ ہوتی ہے تو اس کو طرح طرح کے وساوس گھیر لیتے ہیں تو اس کو ''فانما ذلك ركضة من الشيطان'' سے تعبیر فرمایا گیا۔ (انعام الباری:۲/۷۷۴)

شیطان اور ناپاک جن کو گندگی بہت پسند ہے، ان کو ناپاکی بہت اچھی لگتی ہے، جہاں بھی گندگی اور ناپاکی ہوگی، وہاں یہ شیاطین اور ناپاک خبیث جن آئیں گے اور وہ شرارت کریں گے، تکلیف پہنچائیں گے، شرم کی جگہ کے ساتھ کھیلیں گے؛ اس لیے ناپاکی اور گندگی سے بچو، یہ بہت ضروری چیز ہے۔

ہمارے دین میں ہر چیز کے آداب بتائے گئے ہیں، بیت الخلا میں جانے اور استنجا

کے آداب بھی ہماری شریعت میں بیان کیے گئے ہیں۔

استنجا کے چند آداب
بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنا

استنجا کے لیے جانے کا پہلا ادب یہ ہے کہ داخل ہونے کے وقت حدیث میں آئی ہوئی دعا پڑھیں، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. (سنن ابن ماجہ:۲۹۶)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بیت الخلا (شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہیں ہیں؛ لہٰذا جب تم میں سے کوئی (بیت الخلا میں) داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی حفاظت مانگتا ہوں گندے شیطانوں اور گندے جنات سے۔

اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ دعا انسان اور شیطان کے درمیان آڑ اور پردہ بن جائے گی، نہ وہ ستر دیکھ سکے گا اور نہ کوئی دوسرا نقصان پہنچا سکے گا۔

دوسری دعا

اوپر مذکور دعا کے شروع میں ''بِسْمِ اللهِ'' بھی پڑھے اور پوری دعا اِس طرح

پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

حدیث شریف میں آیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي اٰدَمَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ، أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰه. (سنن ابن ماجہ:۲۹۷)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنوں اور بنی آدم (انسانوں) کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیت الخلا میں داخل ہو تو ''بِسْمِ اللّٰه'' کہے۔

فائدہ: یہ دعا بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے؛ کیوں کہ بیت الخلا میں زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ادب کے خلاف ہے، اگر کھلی جگہ میں استنجا کے لیے جائے تو کپڑے کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنے کا فائدہ

دینی بہنو! جب بھی استنجا یا پیشاب کرنے کے لیے (Toilet) میں جاؤ، تو پہلے دعا پڑھو، حدیث کی گارنٹی ہے کہ اس کی وجہ سے ایک پردہ قدرتی طور پر آجائے گا، ہم کو وہ پردہ نظر نہیں آئے گا، اُس کا فائدہ یہ ہوگا کہ: شیطان ہمارے بدن کو دیکھ نہیں سکے گا۔ جب دیکھ نہیں سکے گا تو شرم کی جگہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کر سکے گا اور شیطان اور ناپاک جنات کے گندے اثر سے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں گے۔

جنّات ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، اُن کے شر سے بچاؤ کے لیے ہم وہ طریقہ اختیار نہیں کر سکتے جو برے انسانوں کے شر سے بچاؤ کے لیے اختیار کرتے ہیں؛ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو اُن کی شرارتوں سے بچاؤ کے لیے یہ روحانی وظیفہ دیا ہے، اُس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

دعا کے اہتمام کی آسان تدبیر
دعا کے اسٹیکر کو لیمی نیشن کر کے چپکانا

آج ہی سے عادت بناؤ کہ دعا پڑھے بغیر کبھی استنجا کے لیے نہیں جائیں گے، اس کے لیے دعا کا اسٹیکر بنا کر جہاں بیت الخلاء (Toliet) ہے، اس کے باہر کسی اچھی جگہ پر پورے ادب واحترام کے ساتھ فریم بنا کر لیمی نیشن کروا کے چپکا دو؛ تاکہ جب بھی اندر جانا ہو دعا پڑھ کر کے جا سکو۔

بائیں پیر سے داخل ہونا، داہنے پیر سے نکلنا اور نکلنے کی دعا

دوسرا ادب یہ کہ: داخل ہوتے وقت سب سے پہلے بایاں (الٹا) پاؤں داخل کر کے جاؤ اور جب باہر نکلے تو پہلے داہنا (سیدھا) پاؤں نکالو اور باہر نکلنے کی دعا پڑھو:

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّيْ الْأَذٰى وَعَافَانِيْ.

ترجمہ: سب تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز کو نکال دیا اور مجھے عافیت اور راحت بخشی۔

دعا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر کا ذکر ہے کہ: اے اللہ! مجھے معاف کر دیجیے، ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، اُسی نے میرے پیٹ میں جو گندگی تھی، جس

سے مجھے تکلیف ہوسکتی تھی، بیت الخلا میں جانے کے بعد اُس کو دور کر دیا اور مجھے عافیت اور راحت مل گئی۔ یہ دعا بھی ہر گھر میں بیت الخلاء (Toilet) کے دروازے پر بڑے بڑے حروف میں ادب واکرام کے ساتھ لیمی نیشن کروا کر لگائی جائے۔

حاجت سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی حکمت

حاجت سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی حکمت یہ ذکر کی گئی ہے کہ انسان اتنے وقت تک زبان سے ذکر کرنے سے محروم رہتا ہے، اِس فطری کوتاہی کو ادباً اپنی طرف منسوب کر کے مغفرت کی دعا کی گئی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نجاست کا جسم سے نکل جانا بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جس پر شکر واجب ہے، ہم کما حقہٗ شکر نہیں کر سکتے: اِس لیے معافی کے طلب گار ہیں۔

فائدہ: یہ دعا بیت الخلا سے باہر آ کر پڑھنی چاہیے، اگر کھلی جگہ میں ہو تو فارغ ہو کر کپڑے ٹھیک کرنے کے بعد دعا پڑھنی چاہیے۔

مرد ہو یا عورت ہر ایک اپنے سر کو ٹوپی یا اوڑھنی سے ڈھانپ دیں

تیسرا ادب: مرد ہو یا عورت دونوں اپنے سر پر کپڑا ڈال کر جائیں، مرد ٹوپی پہن کر جائے یا کیپ سر پر ڈال دے اور عورت اوڑھنی یا کوئی اَور کپڑا اپنے سر پر ڈال دیوے اور پھر استنجا کے لیے جاوے۔

اُس کے بعد استنجا خانے میں فارغ ہو کر کے پانی ڈالے، جس گھر میں نل اور فلش ہو وہ کھول دے اور جن کے گھر میں نل اور فلش نہ ہو تو وہ لوٹے کے ذریعے پانی زیادہ ڈالے؛ تاکہ ناپاکی اور گندگی پائپ میں بہہ کر کے دور چلی جاوے، اُس میں ناپاکی باقی

نہ رہ جائے؛ کیوں کہ بدبو رہ گئی تو بعد میں جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ناپاکی اور گندگی اندر باقی رہے گی تو شیطان اور خبیث جنات کو مزہ آئے گا اور وہ پریشان کریں گے۔

حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ کا واقعہ

بندے کا ساؤتھ افریقہ (South Africa) کا پہلا سفر اپنے مشفق مرشد شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خان پوری دامت برکاتہم کے ساتھ ہوا، اُس وقت وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو حضرت مولانا سید بدرِ عالم صاحب میرٹھیؒ کے کسی زمانے میں خادمِ خاص رہ چکے تھے، انھوں نے مذاکرے کے درمیان بتایا کہ: حضرت مولانا سید بدرِ عالم صاحب میرٹھیؒ بیت الخلا میں استنجا کرنے کے بعد اچھی خاصی مقدار میں پانی بہاتے تھے؛ تاکہ بدبو بالکل ختم ہو جائے اور بعد میں آنے والوں کو بالکل تکلیف نہ ہو۔ یہ ہمارے اکابر کی باریک بینی ہے کہ دوسروں کو بدبو سے تکلیف نہ ہو اُس کا وہ اِس قدر اہتمام کرتے تھے کہ زیادہ پانی ڈال دیا؛ تاکہ بدبو بھی ختم ہو جائے اور گندگی بھی بیت الخلا میں بالکل نہ رہے اور ٹپ بالکل صاف ستھرا ہو جائے۔

دینی تحریرات لے کر بیت الخلا میں نہ جائیں

چوتھا ادب یہ ہے کہ: ہمارے پاس اگر قرآنِ مجید کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو یا کوئی حدیث شریف لکھی ہوئی ہو تو اُن چیزوں کو باہر رکھ کر قضائے حاجت کے لیے جائیں، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ. (سنن ترمذی:۱۷۴۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا اِس لیے کرتے تھے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

ناپاک کپڑے جلدی دھلوا لیے جائیں

ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے واسطے دوسری بات میں آپ کو بتاؤں وہ یہ ہے کہ: اپنے گھر میں ناپاک کپڑے ہوتے ہیں، اس کو جتنا ہوسکے اتنا جلدی دھلوا ڈالو، یہ جو ناپاک کپڑے گھروں کے اندر پڑے رہتے ہیں، یہ اچھی چیز نہیں ہے، بعض گھروں میں ناپاک کپڑے دو- دو دن، تین - تین دن تک پڑے رہتے ہیں، گھر میں جتنی ناپاک چیز ہوگی، شیطان اور خبیث جنات کو اچھا لگے گا، اس کی وجہ سے ان کے گندے اثرات ہمارے گھروں کے اندر آسکتے ہیں؛ اسی لیے ناپاکی والے کپڑے جتنا ہوسکے اتنا جلدی پاک کروادیے جائیں۔

پیمپرس اور پیڈ زیادہ دیر تک گھر میں نہ رکھے جائیں

آج کے زمانے میں ایک سسٹم یہ بھی ہے کہ: بچوں کے پیمپرس (Pampers) اور عورتوں کے پیڈ (Pad) استعمال کرکے پھینک دینے کے (Use and throw) ہوتے ہیں؛ اس لیے ان کو اہتمام سے پھینک دینا چاہیے، اُس کو زیادہ دن تک ڈبے میں ڈال کر ڈبہ گھر میں مت رکھو، رات کو بھی ڈبہ گھر کے باہر رکھا جائے اور کوشش یہ ہو

کہ جتنا ہو سکے جلدی ڈبہ کچرا پیٹی تک پہنچادو۔

خلاصہ یہ کہ کوئی بھی ناپاک کپڑا یا دوسری کوئی گندی چیز اپنے گھر کے اندر باقی مت رکھو ؛ کیوں کہ اِس کی وجہ سے شیطان، خبیث جنات آتے ہیں اور گھر کے اندر گندے اثرات آنے کا ڈر لگا رہتا ہے۔

کنگھی کرنے کے بعد بال کو جمع کر کے دفن کر دینا چاہیے

دینی بہنو! ایک اہم بات کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں: آپ لوگ بال ٹھیک کرنے کے لیے کنگھی (કાંસકી) کرتی ہیں، ہمارے یہاں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ہماری بہنیں وہ بال یوں ہی کنگھی سے نکال کر ادھر ادھر ڈال دیتی ہیں، یہ بھی غلط طریقہ ہے۔ بال ٹھیک کرتے وقت جو بال بھی کنگھی میں جمع ہوں اُس کے لیے گھر کے کسی کونے میں ایک تھیلی لٹکا کے رکھو اور اس تھیلی میں وہ بال جمع کرو اور جب وہ تھیلی بھر جاوے تو قبرستان میں کسی جگہ دفن کروادو، اسی طرح ناخن کاٹنے کے بعد اُس کو ادھر ادھر نہ پھینکو، گھر میں ایک ڈبہ بناؤ، اس ڈبے میں ناخن جمع کرو، پھر بعد میں اس کو دفن کروادو۔

اعضائے انسانی محترم ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو محترم ومکرم بنایا، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (بنی اسرائیل:۷۰)

ترجمہ: اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو (خاص خوبیاں دے کر) عزت دی۔

جس طرح انسان کی ذات مکرم ہے اسی طرح انسان کے اعضا بھی مکرم ہیں، اُن کا بھی احترام کرنا چاہیے، اِسی وجہ سے فقہانے انسانی اعضا کی خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے، لکھا ہے:

انسان اپنے خوراک اور علاج ودوا کے لیے بے شمار چیزوں کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر اپنے کام میں لاسکتا ہے؛ لیکن کسی انسان کے جز اور عضو کے ساتھ یہ معاملہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ تکریمِ انسان کے خلاف ہے، اُس کے اجزا کا لین دین عام چیزوں کی طرح جائز نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ: ۷/ ۳۲)

بال وناخن بھی انسانی جز ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام ہیں؛ اِس لیے ناخن، بال کوکوڑے کرکٹ میں پھینکنے یا گٹر وغیرہ میں بہانے کے بجائے دفن کردینے چاہیے یا ایسی جگہ مٹی میں ڈال دیے جائیں جہاں گندگی اور ناپاکی نہ ہو، حدیث شریف میں ہے:

اِدْفِنُوا دِمَاءَكُمْ وَأَشْعَارَكُمْ وَأَظْفَارَكُمْ لَاتَلْعَبُ بِهَا السَّحَرَةُ. (کنز العمال: ۱۷۲۴۵)

مطلب یہ ہے کہ خون، بال، ناخن کو دفن کردیا جائے؛ تاکہ جادوگروں کو جادو کرنے کا موقع نہ ملے۔

بال، کاٹے ہوئے ناخن، میلے کچیلے کپڑے وغیرہ پر جادو ہوتا ہے

میری دینی بہنو! میں آپ کو ایک خطرناک بات بتاؤں: جو لوگ جادو کرتے یا کرواتے ہیں ان کے ہاتھوں میں اگر بال یا ناخن چلے جاویں تو وہ لوگ خطرناک (danger) جادو کرسکتے ہیں، ان کے لیے جادو کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔

ہمارے دشمن اور ہم سے ناراض رہنے والے لوگ گھر میں کام کرنے والوں کو کچھ پیسوں کا لالچ دے کر اُن کے ذریعے کنگھی کے وہ بال جو گھر میں ادھر اُدھر گھومتے ہیں وہ منگواتے ہیں، اسی طرح میلے کپڑے منگواتے ہیں، خاص طور پر وہ کپڑا جو جسم (Body) کے ساتھ لگا رہتا ہے، جیسے مرد بنیان پہنتے ہیں، جادو کرنے والے ایسے کپڑے منگواتے ہیں، پھر وہ لوگ اُس پر جادو کرتے ہیں؛ اس لیے یہ بہت ضروری کہ کنگھی کرتے ہوئے نکلنے والے بالوں اور کاٹے ہوئے ناخنوں کو اِدھر اُدھر مت پھینکو؛ بلکہ اُس کو جمع کر کے دفن کردو، میلے کپڑے کسی کے ہاتھ میں جانے مت دو، اور صفائی اور پاکی کا خوب اہتمام کرو۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو

میری ایمانی بہنو! میرے اور آپ کے پیارے آقا، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہودی لوگوں نے جادو کیا تھا، یہ یہودی جادو کرنے میں بہت خطرناک ہوتے ہیں، یہودی لوگ مدینہ میں رہتے تھے، انھوں نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا، ایک لبید بن اعصم نامی یہودی تھا اور اس کی لڑکیاں تھیں، وہ جادو میں بہت ماہر (ایکسپرٹ) تھیں، ان لوگوں کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی لڑکا آتا جاتا ہے تو انھوں نے اس یہودی لڑکے سے بہلا پھسلا کر کہا کہ: نبی جی کے بال لے آؤ، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی - جو ہاتھی دانت کی بنی ہوئی تھی - اُس میں سے وہ یہودی لڑکا چند بال نکال کے لے آیا اور وہ لبید اور اس کی لڑکیوں کو دے دیے، پھر اُن لڑکیوں نے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک پر جادو منتر

پڑھا اور جادو منتر پڑھتے پڑھتے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں میں گیارہ (۱۱) گرہیں (گھانٹھ) لگائیں اور پھر جو کرنا تھا وہ سب کر کے ایک کنویں میں رکھ دیا۔

بعض روایات میں ہے کہ اس یہودی نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موم کا پتلا بنایا تھا اور اس میں سوئی چبھوئی تھی، اس کی وجہ سے حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا؛ کیوں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان تھے اور جادو بھی ایک طرح کی بیماری ہے تو نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر جادو کا اثر ہوا اور کئی دنوں تک رہا، جس کی وجہ سے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض دفعہ کسی کام کے متعلق ایسا لگتا تھا کہ آپ نے وہ کام کرلیا ہے؛ لیکن حقیقت میں وہ کام آپ نے کیا نہیں ہوتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی مبارک ہاتھی دانت کی تھی:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْه وَ سَلَّمَ يَتَمَشَّطُ بِمُشْطٍ مِنْ عَاجٍ. (السنن الکبری للبیهقی:۹۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھی دانت کی کنگھی سے کنگھا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اُس زمانے میں آج کی طرح تکلفات نہیں تھے، جو چیز آسانی سے مل گئی اُس کو استعمال کرلیتے تھے، آج بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے اتباعِ سنت میں ہاتھی دانت کی کنگھی کا اہتمام کرتے ہیں۔

بندے کا جب پہلی مرتبہ زمبابوے (Zimbabwe) کا سفر ہوا تو لوسا کا

(Lusaka) میں بندے کے میزبان اور محترم کرم فرما: بھائی گورا موٹا، مولانا سلیمان صاحب کے والدِ مرحوم کی ایک بیٹی وہاں رہتی ہے، انھوں نے اُن کو فون کے ذریعے سے ہدایت دے دی، جب بندہ پہنچا تو اُن کے داماد میرا پاسپورٹ لے گئے، میں کچھ سمجھا نہیں، بعد میں پتہ چلا کہ زمبابوے میں ہاتھی دانت کی کنگھی ملتی ہے، انھوں نے میرے لیے اور ہمارے حضرت شیخ المشائخ مفتی احمد صاحب خانپوری صاحب دامت برکاتہم کے لیے دو ہاتھی دانت کی کنگھی کا انتظام فرمایا، وہاں باقاعدہ اُس کا لائسنس (licence) بنتا ہے اور پھر قیمت سے اُس کو خریدا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علاج کے لیے آخری دو سورتیں نازل فرمائیں

بعد میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب میں دو فرشتے آئے، ایک سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف، پھر گفتگو شروع فرمائی:

سرہانے والے نے دوسرے سے کہا کہ: اِن کو کیا ہو گیا؟

دوسرے نے جواب دیا: یہ مسحور ہیں (یعنی ان پر جادو کیا گیا ہے)۔

اس نے پوچھا: ان پر کس نے سحر کیا؟

جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔

پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟

جواب دیا: کنگھی اور اس کے دندانوں میں۔

پوچھا: وہ چیزیں کہاں ہیں؟

جواب دیا: کھجور کے غلاف میں رکھ کر ''زَرْوَان'' نامی کنویں میں ایک پتھر کے

نیچے دفن کی گئی ہیں۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام قرآنِ مجید کی آخری دو سورتیں لے کر آئے، ان دونوں سورتوں کی ملا کر کُل گیارہ (۱۱) آیتیں ہیں اور اُس میں حکمت یہ ہے کہ اُن لڑکیوں نے گیارہ گرہیں لگائی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کنویں پر بھیج کر جادو کیے ہوئے بال منگوائے

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چند طاقت والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا، انھوں نے کنویں کا پانی نکالا اور اس میں سے وہ بال نکالے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے کر آئے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک آیت پڑھ کر دم کرتے تو ایک گرہ (گانٹھ) کھل جاتی تھی، اِس طرح گیارہ آیتیں پڑھیں تو گیارہ گرہیں کھل گئیں اور جادو کا اثر بالکل ختم ہو گیا اور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شفا ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ مرض چھ مہینہ تک رہا۔ وہ آیات یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

(اے نبی!) تم (لوگوں کو) کہہ دو کہ میں صبح کے رب (اللہ تعالیٰ) کی حفاظت لیتا ہوں ﴿۱﴾ ان کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کی برائی سے ﴿۲﴾ اور اندھیری رات کے شر سے جب (اس کا اندھیرا) چھا جاوے ﴿۳﴾ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں (سحر کے کلمات پڑھ پڑھ کر) پھونک مارتی ہیں ﴿۴﴾ اور (ہر) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے ﴿۵﴾

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ۝۱ مَلِكِ النَّاسِۙ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِۙ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ۪ۙ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِۙ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۠۝۶

(اے نبی!) تم کہہ دو: میں حفاظت لیتا ہوں سب لوگوں کے رب کی ﴿۱﴾ سب لوگوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ سب لوگوں کے معبود کی ﴿۳﴾ اس وسوسہ ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے جو پیچھے چھپ جاتا ہے ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ﴿۵﴾ چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ہو ﴿۶﴾

آج کل بہت سی بہنوں کو شکایت رہتی ہے کہ کچھ باہر کا اثر ہو گیا ہے، میلا ہو گیا ہے، کسی نے جادو ٹوٹکا کر دیا ہے، میری بہنو! جادو ٹوٹکا کرنے والے یقیناً گناہ کا کام کرتے ہیں، بعض جادو کرنے والے تو ایمان سے نکل کر کافر ہو جاتے ہیں، ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے؛ لیکن ہم اپنے آپ کو سلامت رکھنے کی تدبیر کریں، اپنے آپ کو بچا کر کے رکھیں، اِس کے لیے یہ جو باتیں میں نے آپ کو بتلائیں اُن کو دل میں لکھ لیں اور آج سے اپنے گھر میں شروع کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینا

روایت میں آتا ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرشتوں نے بتا دیا تھا کہ آپ پر لبید بن اعصم نام یہودی نے جادو کیا ہے؛ لیکن آپ نے اُس سے کوئی بدلہ نہیں لیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ: آپ لوگوں کے سامنے یہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے کہ فلاں شخص نے یہ حرکت کی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی شخص کے لیے کسی تکلیف کا سبب بنوں۔

مطلب یہ تھا کہ اس کا اعلان ہوتا تو لوگ اُس کو قتل کر دیتے یا تکلیف پہنچاتے۔

جن صحابہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کام لبید بن اعصم نے کیا ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم اس خبیث کو قتل کر دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو وہیں جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔

یہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. (صحیح مسلم:۲۳۲۷)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام (بدلہ) نہیں لیا، سوائے اُس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ کی حد کو توڑا جاتا۔

یہی طریقہ اکابر کا بھی رہا ہے کہ وہ خود تکلیف برداشت کرتے ہیں؛ مگر جادو کرنے والے کو تکلیف میں مبتلا کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

ہمارا حال

آج کل ہم لوگوں کا معاملہ اس سلسلے میں بڑی بے احتیاطی کا ہے، کسی عامل نے بتلا دیا کہ فلاں نے آپ پر جادو کروایا ہے، فلانی عورت ڈاکن ہے تو ہم اُس کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں، ان کے ساتھ قطع تعلقی (رشتہ ختم) کر دیتے ہیں، ہم ان

کو تکلیف پہنچانے کے چکر میں رہتے ہیں؛ بلکہ اخبارات میں ایسے واقعات بھی شائع ہوتے ہیں کہ کسی عورت پر ڈاکن ہونے کا الزام لگا کر اُس کو مار مار کے قتل کر دیا۔

عامل حضرات خصوصی توجہ دیں

عملیات کے سلسلے میں بہت ہی احتیاط رکھنا چاہیے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی عملیات کی کتاب ''القول الجمیل'' میں (ایک خاص عمل کے بارے میں) لکھ دیا ہے کہ اِس عمل کے ذریعے کسی کا نام معلوم ہو تو اُس پر یقین نہ کریں، پہلے خارجی (باہر کے دوسرے) قرائن سے تحقیق کریں۔

بہر حال! ہمارے پاس تو کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہے؛ اس لیے نام کی تعیین سے بچنا چاہیے، اس سے خاندانوں میں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں؛ البتہ احتیاط رکھنا چاہیے کہ کسی ایسے آدمی کے گھر سے کھانا آئے جن کے بارے میں کوئی (سحر، جادو کرنے کا) شک شبہ ہو تو اس پر معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) اور آیاتِ سحر پڑھ لیں۔

حسد اور دوسری آفات سے بچنا

یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جادو کیا تھا اس کا اصل منشا حسد تھا، اسی وجہ سے جو دو سورتیں جادو کے علاج کے لیے نازل ہوئیں ان میں خصوصی طور پر حسد کے شر سے پناہ چاہی گئی ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝٥

ترجمہ: اور (ہر) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

اس لیے ہم کو معوذتین کے پڑھنے کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، اس کے ذریعے سے ہم جادو، حسد اور دوسری بہت سی آفات سے بچ سکتے ہیں۔

گھر کی صفائی کے ساتھ آنگن اور آس پاس کی صفائی کا بھی خیال رکھیں

ایک بات خاص طور پر یہ سمجھو کہ اپنے گھر کو اور گھر کے آس پاس اور آنگن کو بالکل صاف ستھرا رکھو، گھر کا آگے والا حصہ بھی، پیچھے والا حصہ بھی، داہنی اور بائیں جانب بھی اور گھر کے اندر کا حصہ بھی ایک دم صاف ستھرا رکھو۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَهِّرُوا أَفْنِيَتَكُمْ، فَإِنَّ الْيَهُودَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا. (المعجم الاوسط:۴۰۵۷)

تم تمھارے گھروں کے آنگن کو صاف کیا کرو؛ اس لیے کہ یہود اپنے آنگن کو صاف نہیں رکھتے۔

یہودی لوگ گھر صاف رکھتے تھے اور آنگن، باڑا گندا رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایسا نہ کریں، مسلمان گھر بھی صاف رکھیں، آنگن کا حصہ بھی صاف رکھیں، باڑے کا حصہ بھی صاف رکھیں، نیز داہنی اور بائیں جانب بھی صاف رکھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے زمانۂ خلافت میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو انھوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر کوڑا کرکٹ (کچرا) دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اپنے گھر کے باہر سے کوڑے کو ہٹاؤ''۔ (شرح ابن رسلان)

گھر سادہ ہی کیوں نہ ہو؛ لیکن صاف ستھرا ہونا چاہیے

میری دینی بہنو! سادگی اچھی چیز ہے، چھوٹا اور سادہ گھر ہو؛ لیکن اُس میں صفائی

اچھی ہونی چاہیے؛ کیوں کہ صفائی بہت ضروری چیز ہے، بعض لوگوں کا گھر پرانا اور سادہ ہوتا ہے، کوئی بات نہیں؛ پرانا اور سادہ گھر ہے؛ لیکن صاف ستھرا ہونا چاہیے، آج ہماری بھارت سرکار ''صفائی ابھیان'' (સ્વચ્છતા અભીયાન) چلا رہی ہے، ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے یہ مشن دنیا کو سکھایا تھا۔

کچی پیاز اور لہسن کھا کر نماز کے لیے نہ کھڑے ہوں

دینی بہنو! ہم کو شریعت نے یہ سکھایا کہ پیاز کھا کر نماز پڑھنے مت کھڑے ہو جاؤ؛ اس لیے کہ منہ سے اُس کی بدبو نکلتی ہے اور اس بدبو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ دور بھاگ جاتے ہیں، یہ بدبو شیطان کو پسند ہے، فرشتوں کو بالکل پسند نہیں ہے؛ اسی لیے جب پیاز کھاوے، لہسن کھاوے یا ایسی کوئی بدبو والی چیز کھاوے تو پہلے مسواک اور برش کرو، بدبو کو صاف کرو اور اُس کے بعد نماز پڑھو، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ، فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا، فَقَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الإِنْسُ. (مسلم شریف:۵۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز اور گندنا (ایک گندی بو والی سبزی جس کی بعض قسمیں پیاز اور لہسن کے مشابہ ہوتی ہے) کھانے سے منع فرمایا۔ سو (ایک مرتبہ) ہم ضرورت سے مجبور ہو گئے اور انھیں کھا لیا تو آپ نے فرمایا: ''جس نے اس بدبودار سبزی میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، فرشتے بھی یقیناً اُس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف

محسوس کرتے ہیں‘‘۔

اس حدیث کا حکم

اِس حدیث کے حکم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بدبودار ہو اور جس سے عام انسانوں کو تکلیف پہنچے، چاہے اُس کا تعلق کھانے پینے سے ہو یا رہن سہن سے ہو، مثلاً منہ سے بدبو آئے، بغل وغیرہ سے بدبو آئے، کپڑے سے بدبو آئے ایسی حالت میں مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

اِسی طرح مسجد ہی کی طرح ایسی دوسری جگہوں کا حکم ہے جہاں ذکر وعبادت، بیان، قرآن وحدیث کی تعلیم وغیرہ کی مجلسیں لگتی ہیں، ایسے مقامات پر بھی بدبودار چیز کھا کر یا بدبو والی حالت میں یا بدبودار چیز لے کر نہ جایا جائے۔ (توضیح السنن)

جس گھر میں صفائی کا اہتمام ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اترتی ہیں

جس گھر میں پاکی اور صفائی کا اہتمام ہوتا ہے، گندگی سے بچا جاتا ہے، اُس گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آتی ہیں، رحمت کے فرشتے اُس گھر میں آتے ہیں اور گھر میں سکون وچین ہوتا ہے؛ کیوں کہ پاکی اور صفائی کا اہتمام کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہوتے ہیں، قرآنِ کریم میں اُس کی وضاحت موجود ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ وَيُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ۝۲۲۲ (البقرۃ)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قُبا والوں کی تعریف فرمائی

مدینہ منورہ میں ایک علاقہ (Aria) ہے، جس کا نام ''قُبا'' ہے، وہاں کے لوگ پاکی صفائی کا خوب اہتمام کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف کرتے ہوئے قرآنِ مجید میں ایک آیت اتاری تو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبا والوں سے ملنے کے لیے گئے اور پوچھا کہ: تم لوگ کیسے پاکی اور صفائی کرتے ہو؟ تو انھوں نے بتایا کہ وہ استنجا کے وقت ڈھیلے (اینٹ، مٹی) کو صفائی میں استعمال کرتے ہیں اور پانی بھی استعمال کرتے ہیں، دونوں چیزیں جمع کر کے اچھی طرح پاک ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو اُن کی یہ ادا پسند آئی اور قرآنِ پاک میں آیت اتاری:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (التوبۃ)

ترجمہ: اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف ستھرا رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا، قَالَ: كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ، فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هٰذِهِ الْآيَةُ. (سنن ابی داود: ۴۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا'' اہلِ قبا کی شان میں نازل ہوئی ہے، وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے، ان ہی کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

نوٹ: آج کل ڈھیلے کی جگہ ٹیشو پیپر استعمال کرسکتے ہیں۔

حیض (ماسک) پورا ہونے پر فوراً غسل کر لینا چاہیے

ہماری بہت ساری دینی بہنیں ایسی ہوتی ہیں کہ حیض پورا ہو جاتا ہے، اُس کے بعد نہاتی نہیں ہیں، سستی کے ساتھ کام میں لگی رہتی ہیں، اِدھر اُدھر گھومتی رہتی ہیں، یہ بھی غلط طریقہ ہے، جیسے ہی حیض ختم ہو جاوے فوراً غسل کر لو، فوراً پاک صاف ہو جاؤ اور نماز پڑھنا شروع کر دو۔

گوشت وغیرہ کو پکانے سے پہلے اچھی طرح صاف کرو

ہم گوشت خرید کر گھر میں لاتے ہیں، بعض مرتبہ اس پر خون لگا رہتا ہے، جو بہنے والا خون ہے وہ تو ناپاک اور حرام ہے اور اُس کو کھانا بھی گناہ ہے؛ اِس لیے گھر میں گوشت لاؤ تو اُس کو اچھی طرح صاف کرو، اس کے بعد اس کو پکانے میں استعمال کرنا چاہیے، اگر آپ نے اس کو پاک نہیں کیا تو وہ ناپاکی اور گندگی کھانے میں آئے گی اور ایسی ناپاکی اور گندگی پیٹ میں جائے گی تو وہ اپنا گندا اثر ضرور دکھلائے گی؛ اِس لیے گوشت پکاؤ یا کوئی دوسری چیز پکاؤ تو اُس کو اچھی طرح پاک صاف کر لو۔

آج کل مختلف کیمکل (Chemical) اور دوائیاں پھل اور سبزیوں پر چھڑکی جاتی ہیں وہ صحت کے لیے نقصان کا ذریعہ بن سکتے ہیں؛ اس لیے پھلوں اور سبزیوں کو بھی خوب اچھی طرح دھونا چاہیے۔

برتن صاف دھوئیں

برتن بھی پاک رکھنے کا اہتمام کرو، بہت سی جگہوں پر برتن جب دھوئے جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ برتن اس طریقے سے دھوئے جاتے ہیں کہ صحیح صفائی نہیں ہوتی،

ہمارے علاقے میں اللہ تعالیٰ نے پانی بہت دیا ہے تو اسراف نہ ہو اِس طریقے سے برتنوں کو بھی اہتمام سے پاک کرو۔

بچوں کے پیشاب اور پاخانے کو جلدی صاف کرلیا جائے

جن گھروں میں چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں وہ گھر میں پیشاب کر دیتے ہیں، اِدھر اُدھر گندگی کر دیتے ہیں تو اُس کو بھی خوب پاک کرنے کا اہتمام کرو، بچوں کا پیشاب پاخانہ، بچوں کی گندگی کو اچھی طریقے سے صاف اور پاک کیا کرو، بچوں سے محبت ہو؛ لیکن بچوں کے پیشاب پاخانے سے محبت نہ ہو، اُس کو پاک اور صاف ضرور کرنا چاہیے، اِس کا خصوصی خیال کرنا چاہیے، جس طرح بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک ہے اسی طرح چھوٹے بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے:

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ. (ابن ماجہ:۵۲۴)

ترجمہ: حضرت امِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں اپنے ایک دودھ پیتے بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا۔

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں کچے گھر ہوتے تھے، ایک دم کچے مکان، مٹی کے مکان اور اوپر کھجور اور درخت کے پتے ہوتے تھے؛ لیکن اس کے باوجود وہ مکان ایک دم صاف ستھرے (Clean) ہوتے تھے، اتنے صاف ستھرے ہوتے تھے کہ اُن مکانوں میں فرشتے آتے تھے۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام کا کتے کی وجہ سے گھر میں نہ آنا

ایک مرتبہ تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے واسطے وقت طے کیا، جو وقت مقرر ہوا اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے اور انتظار میں بیٹھے رہے؛ لیکن حضرت جبریل امین علیہ السلام نہیں آئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام کی ملاقات ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھارے لیے وقت (Time) متعین کیا اور تم آئے نہیں؟ تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! آپ کے گھر کے میں ایک کُتا (Dog) تھا اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے اُس گھر میں ہم (فرشتے) داخل نہیں ہوتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا، فَقَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ! لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمَ. فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي، أَمَا وَاللهِ مَا أَخْلَفَنِي. قَالَ: فَظَلَّ يَوْمَهُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَنَا، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ. قَالَ: أَجَلْ! وَلَكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ. قَالَ: فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. (سنن نسائی:۴۲۸۸)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت غمگین اور اداس اٹھے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے آپ کی حالت آج کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھ سے رات میں ملنے کا وعدہ کیا تھا؛ لیکن وہ ملنے نہیں آئے، اللہ کی قسم! انھوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی''، آپ اس دن اسی طرح (غمگین) رہے، پھر آپ کو کتے کے ایک بچے (پلے) کا خیال آیا جو ہمارے تخت کے نیچے تھا، آپ نے حکم دیا تو اسے نکالا گیا پھر آپ نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اس جگہ پر چھینٹے مارے، پھر جب شام ہوئی تو آپ کو حضرت جبریل علیہ السلام ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''آپ نے مجھ سے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا؟'' انھوں نے فرمایا: جی ہاں! لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو یا تصویر ہو، پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

گھروں میں رحمت کے فرشتے آنے سے کیوں رُک جاتے ہیں؟

جس گھر میں کتے ہوتے ہیں اُس گھر میں رحمت کے فرشتے آتے نہیں ہیں، آج ہمارے گھروں میں بہت سے لوگ بلا وجہ صرف شوق پورا کرنے کے لیے کتے پالتے ہیں، اسی طرح انس اور رفاقت کے لیے کتے پالتے ہیں اور اُن کو گھر میں بٹھاتے ہیں تو اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں؛ اس لیے ایسی تمام ناپاکی اور گندی چیزوں سے اپنے گھر کو بچا کے رکھو۔

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا ہو، فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کتوں کا قتل اور اس کی حکمت

شروع میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کتوں کو نہ مارا جائے سوائے کالے کتے کے، بعد میں یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا اور کسی بھی کتے کو جب تک وہ تکلیف نہ پہنچائے مارنے سے منع کر دیا گیا۔

اِس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو کتوں سے بہت محبت تھی، اُس سے لگاؤ تھا، اِس محبت کو کم کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع میں کتوں کو مارنے اور قتل کرنے کا حکم دیا، پھر جب لوگوں کے دل سے کتوں کی محبت کم ہوگئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

آج کے زمانے میں کتوں کو مارنا کیسا ہے؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کتوں کو جو قتل کرنے کا حکم تھا وہ منسوخ ہو گیا، اب کتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا؛ البتہ اگر وہ نقصان پہنچائے اور ان کے نقصان سے بچنا مشکل ہو تو قتل کر سکتے ہیں۔

میرے مرشدِ اول فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتوے کے جواب میں لکھا ہے کہ: ’’بہتر یہ ہے کہ (بلی اور کتے کو) نہ مارا جائے؛ لیکن اگر نقصان سے حفاظت مشکل ہو جائے تو جان سے مارنا درست ہے؛ مگر تر سا تر سا کے مارنا برا ہے‘‘۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸/ ۲۸۲، جامعہ فاروقیہ)

کتا پالنا

کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے اور شکار کرنے کے خاطر کتا رکھا جا سکتا ہے، اس صورت میں انسان گناہ گار نہیں ہوگا۔ اسی طرح سخت ضرورت کی بنا پر گھر کی رکھوالی کے لیے بھی اس کی اجازت ہوسکتی ہے، جس نے مذکورہ صورتوں کے علاوہ کتا رکھا تو وہ شخص بہت گناہ گار ہوگا اور حدیث شریف میں ہے کہ:

بلاضرورت کتا رکھنے والے شخص کے نیک اعمال میں سے روزانہ ایک قیراط وزن کم کر دیا جاتا ہے۔ (سننِ نسائی:۴۲۶۵)

ذرا سوچیے کہ یہ کس قدر عظیم نقصان ہے!!

شوقیہ پرندے پالنا کیسا ہے؟

اگر طوطوں اور دوسرے پرندوں کی خوراک اور ضروریات وغیرہ کا خیال رکھا جاتا ہو تو انھیں پالنا درست ہے؛ البتہ پرندے اڑانے کو مشغلہ بنانا، ہر وقت اُن ہی کے ساتھ شوقیہ مصروف رہنا اور پرندوں کو آپس میں لڑانا درست نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلَى إِنْسَانٍ يَتْبَعُ طَائِرًا فَقَالَ: شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا. (سنن ابن ماجہ:۳۷۶۴)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک پرندے کے پیچھے لگا ہوا تھا (یعنی اسے اڑا رہا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان ہے، جو شیطان کے پیچھے لگا ہوا ہے''۔

انسان دینی و دنیوی ذمے داریوں میں غفلت، کوتاہی کر کے ہر وقت ان کے پیچھے

نہ لگا رہے یہ شریعت کی چاہت ہے۔ آگے اسی حدیث میں ہے کہ:

حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے یہ کہا کہ: جس گھر میں جان والی چیزوں کی تصویر (Photo) ہو اُس گھر میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

حدیث سے حاصل ہونے والا سبق

اِس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے گھروں میں تصویر (Photo) مت رکھو، ہم بہت ساری چیزیں بازار سے خرید کر لاتے ہیں مثلاً ڈبہ، باکس اور پیکنگ والی چیزیں وغیرہ، اُن پر عامتاً کسی نہ کسی عورت یا مرد کی تصویر ہوتی ہے، ہم کو کرنا یہ ہے کہ ایسی چیز گھر میں لاتے ہی سب سے پہلے چھری لے کر وہ تصویر مٹادو۔

ضروری ڈاکیومینٹ کے لیے بنوائی ہوئی تصاویر (Photos) کا کیا کریں؟

ضروری سرکاری ڈاکیومینٹ کے لیے فوٹو اور تصویر ہوتی ہے اُس کو بھی لپیٹ کر کے بند رکھو جیسے کہ سرکاری کام کاج کے لیے ہم فوٹو بنواتے ہیں تو اس کو لفافے (Cover) میں لپیٹ کر بند کر کے رکھو، اُس کے علاوہ جو دوسری تصویریں ہوتی ہیں جیسے گھر میں اخبار (News paper) آتا ہے تو اس کو بھی لپیٹ کر رکھو اِس طرح کہ تصویر سامنے نہ ہو۔

ضرورت کے لیے تصویر بنانے کا حکم

تصویر بنانا شریعت میں ناجائز اور حرام ہے؛ البتہ اگر کسی محکمے کی طرف سے قانون ہو مثلاً پاسپورٹ وغیرہ میں تصویر بنانے کا قانون ہے تو پاسپورٹ بنانے والے

پر تصویر بنوانے کا گناہ نہیں ہوگا، بشر طیکہ وہ اسے برا سمجھتا ہو، ؛لہٰذا شناختی کارڈ (آدھار کارڈ)، پاسپورٹ یا کسی سرکاری دستاویز کے لیے تصویر بنوانے کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس طرح ضروری موقع پر تصاویر بنا کر استغفار بھی کرلے۔(ماخوذ از فتاویٰ بنوری)

بہر حال! فوٹو اور تصویر کو بھی اپنے گھروں میں مت رکھو؛ کیوں کہ یہ بھی ایک طرح کی معنوی گندگی ہے اور اُس کی وجہ سے فرشتے گھروں میں نہیں آتے۔

مجلس مکمل کرتے ہوئے اِس مجلس کی ایک آخری بات عرض کردوں وہ یہ ہے کہ: میں نے شروع میں قرآنِ کریم کی آیت پڑھی:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴿۸۲﴾ (الانعام)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں انھوں نے کسی طرح کا شرک نہیں ملایا ایسے ہی لوگوں کے لیے امن (دل جمعی) ہے اور وہی لوگ صحیح راستے پر ہیں۔

میری دینی بہنو! ایمان اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، اِس دنیا میں ہر خالص (Pure) چیز کی قیمت (Value) ہے، آپ دودھ والوں سے دودھ لیتے ہو تو کہتے ہو کہ: خالص دودھ چاہیے، پانی مکس (Mix) نہیں ہونا چاہیے، ہر چیز میں ہم کو خالص چاہیے، تو ایمان بھی خالص ہونا چاہیے، ایمان میں بھی ملاوٹ (MIxing) نہیں ہونی چاہیے، اگر ایمان خالص ہوگا تو اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ دیں گے اور جہنم سے بچالیں گے، نیز قبر کے عذاب سے بھی بچالیں گے اور خالص (Pure) ایمان یہ ہے کہ:

ہم کلمۂ طیبہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اور کلمۂ شہادت ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' کو زبان و

دل دونوں پر جمالیں۔

ہماری عملی زندگی کے ہر شعبے میں توحید نمایاں اور ظاہر ہو؛ یعنی ایک اللہ کی عبادت، ایک اللہ سے دعا مانگنا، ایک اللہ کے سامنے سجدہ کرنا، ایک اللہ کے لیے ہی منت ماننا۔ الغرض سب چیزیں ایک اللہ کے لیے ہی ہو، جیسے گھر میں کوئی تکلیف آجاوے تو اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو اور یقین رکھے کہ وہی اللہ تعالیٰ تکلیف کو دور کرنے والے ہیں۔ اسی ایک اللہ کے لیے منت مانو کہ: اللہ! یہ تکلیف دور ہو جائے گی تو میں دو روزے رکھوں گی، دو رکعت نفل نماز پڑھوں گی، چار رکعت نفل نماز پڑھوں گی، صدقہ وخیرات کروں گی۔

درگاہوں میں جو بندے سوئے ہوئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ولی اور نیک بندے ہیں، اگر واقعی درگاہ ہے تو جو اُس میں سوئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نیک بندے ہیں؛ لیکن اُن کی درگاہوں پر جا کر سجدہ کرنا، منت ماننا، خاص جمعرات کو جا کر اگربتی، دیا جلانا، چادر چڑھانا وغیرہ سب امور ایمان میں ملاوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایمان میں ملاوٹ بالکل پسند نہیں ہے۔

اِس آیت میں ''ظلم'' سے مراد ''شرک'' ہے، مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ (Mixing) نہیں ہونے دیتے، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا، قبر اور قیامت کے دن میں امن سکون دیں گے اور وہی لوگ ہدایت اور صحیح راستے پر ہیں۔

بیان کا خلاصہ

میں نے دو باتوں کو تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے رکھا ہے:

پہلی بات: استنجا کے متعلق چند آداب کی رعایت کی جائے:

① بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا۔

② مرد ہو تو ٹوپی اور عورت ہو تو اوڑھنی کے ذریعے سر ڈھانپ کر بیت الخلا میں جانا۔

③ استنجا سے فارغ ہونے کے بعد خوب پانی بہانا؛ تاکہ بدبو ختم ہو جائے۔

فائدہ: اِن تین کاموں کا سب سے بڑا نفع یہ ہوگا کہ شیاطین اور ناپاک جنات کے اثرات سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں گے۔

④ دینی تحریرات کو بیت الخلا میں لے کر جانے سے بچنا۔

⑤ بال، کاٹے ہوئے ناخن وغیرہ ایسے ہی نہ ڈال دیں؛ بلکہ ایک جگہ محفوظ کر کے اُس کو دفن کرنے کا نظام بنائیں، پیمپرس اور پیڈ کو جلدی سے پھینک دیں، اُس کو گھر میں نہ رکھیں، نیز کپڑے میلے کچیلے نہ رکھیں؛ کیوں کہ اِن کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور شیاطین و جنات اپنا راستہ بناتے ہیں۔

⑥ اپنا گھر صاف ستھرا رکھنا، ساتھ ہی گھر کا آنگن، باڑا اور آس پاس کی جگہ بھی صاف ستھری رکھنا۔

دوسری بات: اپنے ایمان کو خالص (Pure) رکھو، ایمان میں شرک و کفر کی ملاوٹ مت ہونے دو۔

دینی بہنو! آج کی اِس پاکیزہ مبارک مجلس سے یہ سبق لے کر اٹھو کہ پاک صاف رہیں گے، گندگی اور ناپاکی سے اپنے آپ کو بچائیں گے؛ کیوں کہ گندگی اور ناپاکی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو شیطان اور خبیث جنّ کو پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی گندگی سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کئی نیک عورتوں کے قصے

از: حضرت مولانا یونس صاحب پالنپوری دامت برکاتہم

۹ رستمبر ۲۰۲۴ء کو داعیٔ کبیر، لسان التبلیغ حضرت مولانا عمر صاحب پالنپوریؒ کے صاحب زادے: حضرت مولانا یونس صاحب پالنپوری دامت برکاتہم ہمارے شہر بارڈولی تشریف لائے تھے، اس موقع پر حضرت والا نے مستورات کے درمیان بہت قیمتی اور مفید باتیں ارشاد فرمائی تھی، اس بیان کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مقام

عورت کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ کو عورتیں بہت پیاری ہیں، پچھلے دور میں چائنیز کالونی میں عورت کا کوئی مقام نہیں تھا، وہ لوگ عورت کو ایک جانور کی شکل سمجھتے تھے،عرب کالونی میں عورتوں کو پنوتی سمجھا جاتا تھا، پھر اسلام نے آ کر عورت کو بہت اونچا مقام دیا۔

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اتنی عزت دی کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بہت سے قصے بیان کیے؛ البتہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کا نام نہیں لیا،''امرأۃِ نوح''،''امرأۃِ لوط''،''امرأۃِ فرعون'' حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی، فرعون کی بیوی اس طرح قرآنِ مجید میں عورتوں کا تذکرہ آیا،عورتوں کے نام پر قرآنِ مجید میں ایک مستقل سورت ہے''سورۂ نساء''۔

عورت بنی تو دنیا کا نظام بن گیا

ابا جان حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ اپنے بیانات میں کہا کرتے تھے: ''اگر عورت بنی تو دنیا کا نظام بنا اور اگر عورت بگڑی تو دنیا کا نظام بگڑ گیا'' اسی وجہ سے عورت کو نیک مزاج، دینی مزاج ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ کی والدہ کا دینی مزاج

حضرت مولانا عمر پالن پوریؒ فرماتے تھے کہ: جب میں چھوٹا تھا تو اپنی ماں کے ساتھ سویا کرتا تھا، اُس وقت میری اماں مجھے سورۂ بروج، سورۂ واقعہ کی تفسیر سنایا کرتی تھی، اُس وقت سے مجھے اِن سورتوں کی تفسیر یاد ہے، والدہ مجھے وہ سورتیں سنایا کرتی

تھی جس میں قیامت کو بیان کیا گیا ہے، جیسے سورۃ القارعۃ، سورۃ الحاقۃ وغیرہ۔

دادی جان نابینا تھی، اَن پڑھ تھی؛ لیکن اُن کا مزاج دینی تھا، جب بھی کسی جگہ کسی عالم کا بیان ہوتا تھا تو وہ فوراً کہتی تھی کہ: مجھے وہاں لے جاؤ!

اپنی اولاد کو عالم بنانے کی نیت رکھو!

دادی جان نے میرے والد مولانا عمرؒ کی بہت تربیت فرمائی، میرے والد صاحب یتیم تھے اور دادی ہمیشہ دعا کرتی تھی کہ: اللہ تعالیٰ تجھے دین کا عالم بنائے، آج کل کی عورتوں نے عالم اور شیخ الحدیث پیدا کرنا چھوڑ دیا ہیں، آج کل کی عورتیں ڈاکٹر، پائلوٹ، انجنیر پیدا کرتی ہے۔

ماں کی دعا نے عالمِ اسلام کا داعئ کبیر بنا دیا

دادی جان روزانہ والد صاحب (مولانا عمر پالن پوریؒ) کا قرآن سنتی تھی، والد صاحب اُن کو سورۂ کوثر، سورۂ کافرون، سورۂ ناس چھوٹی چھوٹی سورتیں سناتے اور کہتے تھے کہ: اماں قرآن ختم ہوگیا، پھر کھیلنے بھاگ جاتے تھے۔

دادی جان نابینا اور کمزور ہونے کی وجہ سے دیوار کے سہارے باہر نکلتی اور کہتی: بیٹا عمر! کہاں کھیل رہا ہے؟ تو مجھے تھوڑا قرآن سناتا ہے، پھر بھاگ جاتا ہے، اِدھر آ کر مجھے سورۂ بقرہ سنا، حضرت مولانا عمرؒ فرماتے ہیں کہ: میں اُن کو سورۂ بقرہ سناتا تھا اور درمیان میں کچھ صفحات، کچھ رکوع چھوڑ دیتا تھا، اِس طرح جلدی سورت ختم کر دیتا۔

دادی جان ان کو کہتی تھی کہ: نہیں تو نے غلطی کی ہے، اِس کے بعد تو یہ آتا ہے، اِس کے بعد تو یہ آتا ہے، اِس طرح اُن کا دینی مزاج بنا ہوا تھا کہ نابینا ہونے کے باوجود،

اَن پڑھ ہونے کے باوجود اُن کو قرآن یاد تھا۔

قرآنِ مجید سن کر دادی جان کہتی تھی کہ بیٹا! آج تیری یہ اندھی ماں اندھیری کوٹھڑی میں تیرا قرآن سن رہی ہے، ایک دن آئے گا کہ لاکھوں لوگ تیرا قرآن سنیں گے، ابا جان کو جو کچھ ملا دادی جان کی دعاؤں کی برکت سے ملا۔

نوٹ: عرضِ مرتب: بندہ محمود عرض کرتا ہے کہ بچپن میں اور پھر بعد میں حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ کے کئی بیانات سننے کی سعادت حاصل ہوئی، اس قدر روحانیت اور درد کے ساتھ قرآن تلاوت فرماتے تھے کہ پوری مجمع پر اس کا ایک نورانی اثر دل ودماغ پر ہوتا تھا، بڑی روحانیت کے ساتھ اور بڑے پُرکیف لہجے کے اندر بیان کے دوران قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور سامعین خوب محظوظ ہوتے تھے۔ (انتہی)

سکرات کے وقت نابینا ہونے کے باوجود بیٹے کی زیارت

جب دادی جان وغیرہ ممبئی رہنے آئے تو دادی جان کو بیماری لگ گئی، اُس وقت ابا جان دیوبند پڑھ رہے تھے تو چچاؤں اور بھائیوں نے مشورہ کیا کہ عمر کو دیوبند سے بلالو، دادی نے یہ بات سن لی تو کہنے لگی کہ: عمر کو مت بلاؤ! مجھے مرنا ہوگا تو میں مرجاؤں گی؛ لیکن عمر کو تم مت بلاؤ! (تاکہ تعلیمی حرج نہ ہو)

جب سکرات کا وقت قریب آیا تو دادی مسکرائی اور کہنے لگی کہ: آجاؤ بیٹے عمر! آجاؤ! پھر گلے لگایا اور بہت کھل کھلا کر ہنسی۔

بعد میں جو ہماری پھوپھیاں وغیرہ وہاں بیٹھی ہوئی تھیں، انھوں نے پوچھا کہ: تم نے یہ کیا کیا؟

دادی جان نے جواب دیا کہ: دو فرشتے میرے بیٹے عمر کو دیوبند سے لائے اور مجھ سے کہنے لگے کہ: تمھاری موت کا وقت قریب ہے، ہم تم کو لینے آئے ہیں، تم تمھارے بیٹے عمر سے ملاقات کرلو، تو میں نے میرے بیٹے سے ملاقات بھی کی، پیار بھی کیا اور میں نے ان کو رخصت بھی کیا، تم تو میرے قریب ہو پھر بھی میں تم کو نابینا ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے بیٹے عمر کی زیارت کرائی۔

نوٹ: اس وقت حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ دیوبند میں تعلیم حاصل کررہے تھے، والدہ کا جذبہ تھا کہ میری وجہ سے اُن کے سبق کا نقصان نہ ہو؛ اس لیے بلایا نہیں، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی انتظام ہوا اور دوسری بات یہ ہوگئی کہ نابینا ہونے کے باوجود اپنے بیٹے کے ملاقات سے مشرف ہوئی۔

پہلے زمانے میں عورتوں کی دین داری: حلال کا اہتمام

کسی زمانے میں عورتیں اتنی دین دار ہوتی تھیں کہ جب مرد کمائی کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلتا تھا تو وہ عورتیں دروازے پر آکر کہتی تھی ''یا رجل! اتق اللہ فینا'' ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، ہم فاقہ برداشت کرسکتے ہیں؛ لیکن ہم جہنم کی آگ برداشت نہیں کرسکتے؛ اس لیے جو لقمہ تم ہمارے لیے لے کر آؤ وہ حلال لانا۔

حضرت صلاح الدین ایوبیؒ

اگر عورتیں دین دار ہوں تو امت میں حضرت صلاح الدین ایوبیؒ جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں، حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے والد شاہی خاندان کے تھے، اُن کے لیے بہت رشتے آتے تھے؛ لیکن وہ شادی نہیں کرتے تھے، ایک دن اُن کے رشتے داروں

نے اُن سے کہا: تم شادی کرلو اور رشتے دار ضد کرنے لگے، تو انھوں نے کہا کہ: میں ایسی عورت سے شادی کروں گا جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت میں لے جائے۔

خاندان والوں نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ: یہ پاگل ہو گیا ہے، ایسی لڑکی کہاں ملے گی؟ لیکن صلاح الدین ایوبی کے والد نے کہا کہ: میں ایسی لڑکی ملے گی تو ہی نکاح کروں گا۔

حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے والد کے ایک پیر تھے، یہ اپنے پیر کے پاس روزانہ عصر سے عشا تک بیٹھنے جاتے تھے، ایک مرتبہ حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے والد اپنے پیر کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں اُس پیر کے پاس اُن کی ایک مرید عورت آئی جو جوان اور خوب صورت تھی، تو پیر صاحب نے اُن سے کہا کہ: بیٹی! تو جوان ہوگئی ہے، اب تو تیری شادی کے متعلق کچھ سوچ۔

اُس نوجوان عورت نے کہا کہ: ہاں! مجھے شادی کرنی ہے؛ لیکن ایک ایسے لڑکے سے جو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت میں لے جائے۔

حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے والد نے کہا کہ: حضرت مجھے بھی ایسی لڑکی چاہیے تو پیر صاحب نے کہا تب تو مسئلہ حل ہو گیا، تم دونوں نکاح کرلو، اس نکاح کے بعد جو لڑکا پیدا ہوا وہ ’’حضرت صلاح الدین ایوبیؒ‘‘ تھے، جنھوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دئے۔ حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کی والدہ سورۂ اخلاص بہت پڑھتی تھی۔

اپنے بیٹے کو ہدیے میں دے دیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو ملا وہ اُن کو اُن کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے برکت سے ملا، جب حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے اپنے ہدیہ لے کر آئے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیوہ تھی، اُن کے پاس

ہدیہ دینے کے لیے کچھ نہیں تھا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی اور کہا: یہ میرے بیٹا ہے، اُس کو میں آپ کی خدمت میں ہدیہ کرتی ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس سال خدمت فرمائی، دس (۱۰) سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے آئے تھے، جس وقت حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بیس (۲۰) سال تھی۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک خوب صورت عورت تھی، حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم کو نکاح کا پیغام دیا، اُس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: یہ نکاح نہیں ہوسکتا، میں مسلمان ہوں تم مشرک ہو، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اگرچہ اُس وقت مشرک تھے؛ لیکن اُن کا مزاج، اخلاق اچھے تھے، انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا نکاح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پڑھا دیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مہر معاف کردیا تھا۔

نکاح کے لیے اخلاق دیکھو!

حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ: میرے لیے رشتہ آیا ہے؛ لیکن لڑکا ڈاڑھی نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا: انسان تو ہے؟ اُس کے اخلاق اچھے ہیں؟

لڑکی نے کہا: ہاں!

حضرت شیخ نے فرمایا: پھر کیا ہے؟ نکاح کرلو! ڈاڑھی تو بعد میں بھی رکھ لے گا۔

عورتوں کے ذریعے سے بھی خیر پھیلتی ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ذریعہ اُن کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا بنی۔ (فضائل اعمال) عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کا ذریعہ اُن کی بیوی ام حکیم بنی۔ (مؤطا امام مالک، رقم الحدیث: ۱۱۲۰)

حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ فرماتے تھے کہ: اگر بیوی کبھی جماعت میں نکلنے کے لیے تشکیل کرے تو اُس کی بات ٹالنا مت، نکل جانا؛ اس لیے کہ خیر عورتوں کے ذریعے سے بھی پھیلتی ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کا مرنے کے بعد بھی پردہ کرنا

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں عورتوں کا جنازہ کھلا ہوا ہوتا تھا، اُس پر نعش نہیں ہوتی تھی، کہتے ہیں کہ: نعش کی وصیت سب سے پہلے حضرت فاطمہ الکبری رضی اللہ عنہا نے کی تھی اور سب سے پہلے اُن کا جنازہ نعش کے ساتھ پڑھا گیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مرضِ وفات میں بہت پریشان تھی، عورتوں نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھے یہ فکر لاحق ہے کہ میرا جنازہ مردوں کے سامنے رکھا جائے گا۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، عرض کیا: ہم نے حبشہ میں عورتوں کے جنازے کی ایک خاص شکل دیکھی ہے، وہاں چارپائی پر گول لکڑیاں رکھ کر اس میں ڈھانپ کر عورتوں کا جنازہ لایا جاتا ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خوش ہوگئی اور انھوں نے وصیت کی کہ: میرا جنازہ بھی اسی طرح لایا جائے؛ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نعش میں چھپا کر لایا گیا۔